آزمائشی اشاعت

اسلامیات

(لازمی)

برائے جماعت نہم و دہم

نئے نصاب کے مطابق

MF English Center

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ

اسلامیات

(لازمی)

برائے جماعت نہم و دہم

MF English Center

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو

ناشر

گابا سنز اُردو بازار، کراچی۔

جملہ حقوق بحق سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو محفوظ ہیں

یہ کتاب سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو نے تیار کروائی جسے صوبائی کمیٹی برائے جائزہ کتب ڈائریکٹوریٹ آف کریکیولم، اسسمنٹ اینڈ ریسرچ سندھ جام شورو، کی تصحیح کے بعد صوبائی محکمۂ تعلیم و خواندگی، حکومتِ سندھ نے بمراسلہ نمبر: SO(C)SELD/STBB-18/2021 Dated: 06-05-2021 صوبہ سندھ کے سرکاری اسکولوں کے لیے بطور واحد اسلامیات کی درسی کتاب منظور کیا۔

نگرانِ اعلیٰ: پرویز احمد بلوچ (چیئرمین سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ)

نگراں: عبدالباقی ادریس السندی

مصنفین:
☆پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد رند
☆مولانا محمد قاسم سومرو
☆مولانا نیاز احمد راجپر
☆پروفیسر ڈاکٹر عبدالوحید انڈھڑ
☆ڈاکٹر محمد انس راجپر

ایڈیٹر: ڈاکٹر خلیل احمد کورائی

صوبائی جائزہ کمیٹی

☆پروفیسر ڈاکٹر ثناء اللہ بھٹو
☆مولانا عبدالحکیم پٹھان
☆مسز تحسین کوثر انصاری
☆مولانا عبداللہ عابد سندھی
☆ڈاکٹر خلیل احمد کورائی
☆سید شہاب الدین شاہ
☆ڈاکٹر عبدالمحسن
☆حافظ محمد یوسف بھنبھرو

مطبع پنجاب پرنٹنگ پریس، کراچی۔

MF English Center

فہرست

باب اول: قرآن مجید

(الف) قرآن مجید: تعارف اور فضائل ۱

(ب) ترجمہ و تشریح (منتخب آیات) ۹

باب دوم: حدیث شریف

(الف) حدیث و سنت کا تعارف اور عملی زندگی پر اس کے اثرات ۴۴

(ب) ترجمہ و تشریح (منتخب احادیث) ۵۱

باب سوم: موضوعاتی مطالعہ

(الف) ایمانیات

۱۔ عقیدۂ توحید (صفات باری تعالیٰ کا تعارف، توحید کے تقاضے) ۸۲

۲۔ عقیدۂ رسالت ۸۹

(ب) عبادات

۱۔ عبادت کی اہمیت و افادیت ۹۸

۲۔ جہاد: تعارف، اہمیت اور اقسام ۱۰۲

(ج) سیرت طیبہ

۱۔ بعثت نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ۱۱۲

۲۔ دعوت و تبلیغ ۱۱۸

۳۔ ہجرتِ مدینہ اور غزوات ۱۲۵

۴۔ خصائل و شمائل نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ۱۳۶

MF English Center

۵۔ مناقبِ اہل بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم ۱۴۳
۶۔ مناقبِ صحابہ کرام اور عشرہ مبشرہ کرام رضی اللہ عنہم ۱۵۴

(د) اخلاق و آداب

۱۔ علم کی اہمیت و فضیلت ۱۶۲
۲۔ اسلام میں خاندان کی اہمیت ۱۶۵
۳۔ احترام انسانیت ۱۷۲
۴۔ عدلِ اجتماعی ۱۷۶
۵۔ عفت و حیاء ۱۸۱

باب چہارم: ہدایت کے سرچشمے و مشاہیر اسلام

۱۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ۱۸۸
۲۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ۱۹۶
۳۔ جابر بن حیان ۲۰۳
۴۔ حضرت محمد راشد روضہ دھنی رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۶

MF English Center

(الف) قرآن مجید: تعارف اور فضائل

حاصلاتِ تعلم

- قرآن مجید کا تعارف بیان کر سکیں۔
- قرآن مجید کی عظمت و فضیلت بیان کر سکیں۔
- روز مرہ کی زندگی میں قرآن مجید کے حقوق و آداب کی اتباع کر سکیں۔

قرآن مجید کا تعارف: لفظ "قرآن" کے لغوی معنی پڑھنا ہے۔اور "قرآن" کے معنی پڑھی ہوئی کتاب بھی ہے۔ قرآن کریم کے اصطلاحی معنی ہیں "اللہ تعالیٰ کا وہ کلام جو حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ (حضرت محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کے آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رحمت اور سلامتی ہو۔) پر جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے نازل ہوا اور مصاحف میں لکھا گیا۔

قرآن مجید میں ۳۰ پارے، ۱۱۴ سورتیں، ۵۵۸ رکوع اور ۶۲۳۶ آیات ہیں۔ پہلی سورۃ الفاتحہ اور آخری سورۃ الناس ہے۔ سب سے بڑی سورۃ البقرہ ہے اور سب سے چھوٹی سورۃ الکوثر ہے ۔اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی و عظمت بیان کرنے والی بڑی آیت آیۃ الکرسی ہے۔ "سورۃ" کم از کم تین آیات پر مشتمل ہوتی ہے اور ہر سورۃ کا ایک خاص مضمون و موضوع ہوتا ہے۔ جس کی ابتداء میں سورۃ توبہ کے علاوہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ لکھا گیا ہے۔اس کو سورۃ کہا جاتا ہے۔ "آیت" کے لغوی معنی ہیں نشان یا علامت۔ اصطلاح میں "آیت" قرآن شریف کے ایک فقرہ کو کہتے ہیں اور فقرہ کے آخر میں ○ علامت ہوتی ہے۔

قرآن مجید کے نام: قرآن مجید کا اصل نام یہی "القرآن" ہے، لیکن علماء کرام نے اس کے علاوہ بھی بہت سارے نام شمار کیے ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں ان میں سے چند مشہور نام یہ ہیں :

MF English Center

۱۔القرآن: کلام پاک کا یہ اصلی اور ذاتی نام ہے۔ ۲۔الفرقان: حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب۔ ۳۔الذکر: نصیحت کرنے والی کتاب۔ ۴۔الکتاب: خاص کتاب یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید۔ ۵۔الہدیٰ: راہ دکھانے والی کتاب۔ ۶۔النور: روشنی والی کتاب۔ ۷۔الحق: ثابت شدہ کتاب۔ ۸۔الشفاء: یعنی جسمانی و روحانی بیماریاں ختم کرنے والی کتاب۔

۹۔التنزیل: اتاری ہوئی کتاب۔

نزول قرآن: قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا ازلی و ابدی کلام ہے، جو "لوح محفوظ" میں موجود ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ ﴿۲۱﴾ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾ (سورۃ البروج: ۲۲) ترجمہ: (یہ کوئی معمولی کلام نہیں) بلکہ یہ قرآن عظیم الشان کتاب ہے۔ لوح محفوظ میں (لکھا ہوا)۔

قرآن کریم لوحِ محفوظ سے زمین پر نزول کے دو مراحل میں پہنچا ہے۔ پہلا مرحلہ مکمل قرآن کریم، دنیا والے آسمان پر "بیت العزۃ" میں نازل ہوا، اس سلسلہ میں سورۃ القدر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا۔ (القدر: ۱) دوسرا مرحلہ اس کے بعد ضرورت اور موقعہ کی مناسبت سے وقتاً فوقتاً حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر مختلف آیتوں اور سورتوں کی صورت میں لاتے تھے جو بتدریج بائیس برس اور کچھ ماہ میں نازل ہوا۔ جس میں سے بارہ سال کچھ مہینے مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے نازل ہوا اور باقی دارالہجرت مدینہ منورہ میں نازل ہوا۔

تدریجی نزول: قرآن کریم کے نزول کا دوسرا مرحلہ تدریجی (مرحلہ وار) کہلاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: اور ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے تاکہ تم، لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سناؤ اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اتارا ہے۔ (الاسراء: ۱۰۶)

MF English Center

قرآن کریم کے تدریجی انداز میں نزول کی درج ذیل حکمتیں ہیں:

- قرآن کریم یاد کرنا آسان ہو گیا۔
- مختلف احکامات جو قرآن کریم میں موجود ہیں انسانی طبیعتوں کو ان پر عمل کے لیے رفتہ رفتہ آمادہ کیا گیا، اگر ایک دفعہ تمام احکامات نازل ہوتے تو قدیم عادات کو ترک کرنے اور نئے احکام پر لوگوں کے لیے عمل کرنا بہت مشکل ہوتا۔
- مخالف لوگوں کی تکلیفیں اور اذیتیں جب حد سے بڑھ جاتیں تھیں اور پھر کوئی وحی نازل ہوتی تھی تو وہ مسلمانوں کی دلوں کے لیے باعثِ تسکین بنتی تھیں۔
- مختلف اوقات میں لوگوں کی طرف سے سوالات پوچھنے پر ان کا بروقت جواب دینے سے قرآن کریم کی حقانیت ثابت ہوتی ہے۔

لوح محفوظ: لوح محفوظ سے مراد وہ تختی یا کتاب جو ہر طرح کی دستبرد سے محفوظ ہو اور تمام احکام و فرامین اور کلماتِ الٰہی کا مصدر ہے۔

بیت العزۃ: یہ آسمان دنیا میں وہ جگہ ہے جہاں قرآن مجید کو لوح محفوظ سے یکبارگی میں اتارا گیا پھر آسمان دنیا (بیت العزۃ) سے تھوڑا تھوڑا کر کے حضور کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر اتارا گیا۔

مکی و مدنی سورتوں کا تعارف اور خصوصیات: قرآن مجید کی سورتوں کو نزول کے اعتبار سے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ وہ آیات یا سورتیں جو ہجرت مدینہ سے قبل نازل ہوئیں وہ مکی کہلاتی ہیں اور جو ہجرتِ مدینہ کے بعد نازل ہوئیں وہ مدنی کہلاتی ہیں۔ اس اعتبار سے مکی سورتوں کی تعداد ۸۶ اور مدنی سورتوں کی تعداد ۲۸ ہے۔ مندرجہ ذیل خصوصیات کی بناء پر مکی اور مدنی سورتوں کو پہچانا جاسکتا ہے:

MF English Center

- مکی سورتیں عموماً چھوٹی ہیں اور ان میں اکثر توحید ورسالت، آخرت کے مجمل احکام، دین وعبادات اور سابقہ امتوں کے واقعات اور انبیاء کرام علیہم السلام کے قصے بیان کیے گئے ہیں، جبکہ مدنی سورتیں بڑی ہیں اور ان میں زیادہ تر شریعت کے تفصیلی احکام ہیں۔
- مکی دور کی سورتوں اور آیات میں اہلِ ایمان کو ان کے فرائض بتائے گئے ہیں اور گمراہ لوگوں کو گزشتہ اقوام کے انجام سے خبردار کیا گیا ہے، جبکہ مدنی سورتوں اور آیات میں تفصیلی احکام بتائے گئے ہیں۔ جیسے زکواۃ، حج، جہاد و قتال کے مسائل اور جرائم کی سزائیں وغیرہ بتائی گئی ہیں اور زندگی کے مختلف گوشوں سماجی، معاشی اور خاندانی نوعیت کے احکام سے متعلق بنیادی ہدایات دی گئی ہیں۔
- مکی سورتوں میں مومنوں کے ساتھ زیادہ تر مشرکین کو خطاب کر کے سمجھایا گیا ہے، جبکہ مدنی سورتوں میں مسلمانوں کے ساتھ منافقین اور اہل کتاب کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔
- اکثر مکی سورتوں میں ''یَآاَیُّھَا النَّاسُ'' (اے لوگو) کے الفاظ سے اور مدنی سورتوں میں ''یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا'' (اے ایمان والو) کے الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے۔

قرآن کریم کی عظمت وفضیلت:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ آخری الہامی کتاب ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات عظمت اور بزرگی والی ہے اور ہر نقص وعیب سے پاک ہے۔ اس طرح اس کی کتاب بھی عظمت اور بلند شان والی ہے۔ ہر قسم کی غلطی، تحریف اور تغیر سے پاک ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:۹) ترجمہ: بیشک یہ کتابِ نصیحت ہم ہی نے اتاری ہے اور یقیناً ہم اس کے نگہبان ہیں۔ اس کتاب میں بے پناہ تاثیر ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ترجمہ: اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اس کو دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا ہے۔ اور یہ مثالیں، ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور کریں۔ (الحشر:۲۱)

MF English Center

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے والے کے لیے فرمایا ہے: خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ۔ (صحیح البخاری، حدیث: ۵۰۲۷) ترجمہ: تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے مزید ارشاد فرمایا کہ میں تمھارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جن پر عمل کرنے کے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے ایک قرآن اور دوسری میری سنت ہے، جو دونوں ہرگز جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ یہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر حاضر ہوں۔ (مستدرک حاکم، حدیث: ۴۳۲۱)

قرآن مجید کی چند خوبیاں:

۱۔ قرآن مجید کا الہامی کتاب ہونا: قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری الہامی کتاب ہے جو انسانوں کی ہدایت کے لیے آخری پیغام ہے، جو رہتی دنیا کے اقوام کا دستورِ عمل ہے اور دنیا و آخرت کی فلاح کی ضامن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ عظمیٰ کا کوئی بدل نہیں، اس کا پڑھنا اور سننا باعثِ برکت و ثواب ہے، اس کو سمجھنا، اس کی باریکیوں پر غور و فکر کرنا باعثِ ہدایت و سعادتِ دارین ہے، جبکہ اس کی تعلیمات پر عمل کرنا، دوسروں کو سنانا اور اس کی برکات سے محروم لوگوں تک اس کو پہنچانا بہت بڑی نیکی اور حصول سعادتِ دارین کا موجب ہے۔

۲۔ قرآن مجید کا عربی زبان میں نازل ہونا: قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ (سورۃ یوسف: ۲) ترجمہ: ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے تاکہ تم لوگ سمجھ سکو۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو صدیوں سے اسی طرح پڑھا جا رہا ہے، جس طرح وہ اپنے نزول کے وقت پڑھا جاتا تھا، جس کا خاص سبب اس کا عربی زبان میں ہونا اور خاص طرزِ بیان ہے۔

۳۔ انداز و اسلوب میں منفرد ہونا: قرآن کریم کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ یہ اپنے انداز و اسلوب میں منفرد ہے، یہ بے حد دلکش اور روح میں اتر جانے والی

کتاب ہے اس کے مضامین اور موضوعات میں کوئی تضاد اور تفاوت نہیں ہے، یہی بات اس کے برحق ہونے کے لیے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ترجمہ: بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے۔ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کا (کلام) ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔ (النساء:۸۲)

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ، ترجمہ: قرآن کی فضیلت دیگر کلام پر اس طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق پر فضیلت حاصل ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی: ۲۲۰۸) جس طرح پوری کائنات میں اللہ تعالیٰ کو برتری اور عظمت حاصل ہے اسی طرح اس کے کلام کو بھی بڑی عظمت وفضیلت حاصل ہے۔

۴۔ شک و شبہ سے بالاتر کتاب: قرآن کریم نے ابتداء ہی میں اپنی عظمت کا اعلان کیا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ۔ (سورۃ البقرہ: ۲) ترجمہ: یہ کتاب یعنی قرآن مجید اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ کا کلام ہے پرہیزگاروں کیلیے رہنما ہے۔

قرآن کریم ضابطہ حیات ہے:

قرآن مجید قیامت تک ساری کائنات کے تمام مادی وروحانی، دینی ودنیوی تقاضوں کے لیے، مکمل دستورِ حیات، دائمی وعالمگیر قانون ہے۔ قرآن کریم ہمیں زندگی کے تمام شعبہ جات میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ جس میں انسانی زندگی کی حقیقت، حلال وحرام، خیر وشر، تقویٰ وعبادات کے مسائل کے ساتھ شرعی احکام ونصیحت، حکومت وتجارت، جنگ وصلح جیسے مسائل کی رہنمائی کرتا ہے اور یہ معاشرتی، اقتصادی، سیاسی اور اخلاقی تعلیمات وکردار کو بہتر سے بہتر بنانے کے اصول بتاتا ہے۔

MF English Center

قرآن مجید کے حقوق وآداب:

قرآن مجید ایک بابرکت کتاب ہے، اس کی شان عام کتابوں سے بڑھ کر ہے، اس لیے مسلمانوں پر اس کے حقوق وآداب عائد ہوتے ہیں، جن کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ مثلاً:
۱. قرآن مجید پر ایمان لانا، ۲. قرآن مجید کو باوضو پڑھنا اور غور سے سننا، ۳. قرآن مجید کو سمجھنا، قرآن مجید میں تدبر اور غور و فکر کرنا، ۴. قرآن مجید پر عمل کرنا، ۵. قرآن مجید کی تعلیم کو عام کرنا، ۶. قرآن مجید کے نظام کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر نافذ کرنا۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ قرآن کریم کے احکام پر زندگی گذارنے کی کوشش کریں، اس کی تعلیمات پر عمل کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ وطالبات	''مسلمان اور قرآن مجید'' استاد کی نگرانی میں کمرہ جماعت میں اجتماعی طور پر باہمی مکالمہ کے بعد نکات تیار کریں۔

MF English Center

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ قرآن کریم کا جامع تعارف تحریر کریں۔

۲۔ قرآن مجید کی چند خوبیاں بیان کریں۔

۳۔ قرآن مجید کے فضائل پر نوٹ تحریر کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ لفظ قرآن لفظ کا مطلب لکھیں۔

۲۔ سورت اور آیت کا مطلب بیان کریں۔

۳۔ مکی اور مدنی سورتوں کا فرق تحریر کریں۔

۴۔ قرآن کریم کے مشہور نام تحریر کریں۔

۵۔ قرآن مجید کے فضائل کے متعلق کم از کم دو احادیث بیان کریں۔

۶۔ قرآن مجید کے حقوق و آداب بیان کریں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ لفظ "قرآن" کے لغوی معنی ہے:

(الف) آسمانی کتاب　　(ب) سنی ہوئی کتاب

(ج) پڑھی ہوئی کتاب　　(د) لکھی ہوئی کتاب

۲۔ اللہ تعالیٰ کا دائمی و عالمگیر قانون ہے:

(الف) قرآن مجید　　(ب) احادیث

(ج) فقہ　　(د) تفسیر

۳۔ قرآن مجید کے نام "الذکر" سے مراد ہے:

(الف) راہ دکھانے والی کتاب　　(ب) روشنی والی کتاب

(ج) نصیحت والی کتاب　　(د) ثابت شدہ کتاب

۴۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا ازلی کلام، جو موجود ہے:

(الف) بیت المعمور میں　　(ب) خانہ کعبہ میں

(ج) بیت العزۃ میں　　(د) لوح محفوظ میں

ہدایات برائے اساتذہ کرام

"قرآن مجید مکمل ضابطہ حیات" ہے پر تقریری مقابلہ کروائیں۔

MF English Center

(ب) منتخب آیات کا ترجمہ و تشریح

حاصلاتِ تعلم

⊙ منتخب آیات کا ترجمہ و تشریح اور ذکر کردہ اصطلاحات کی تشریح کر سکیں۔ ⊙ آیات کی روشنی میں سماجی عدل و انصاف کو سمجھ سکیں۔ ⊙ منتخب آیات کا تفہیم کر کے مفہوم پر روشنی ڈال سکیں۔

(ب) ا۔ منتخب آیات، ترجمہ و تشریح: سورۃ البقرہ: ۱۷۷، سورۃ النساء: ۱تا۴

آیت نمبر ۱: لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ (سورۃ البقرۃ: آیت ۱۷۷)

ترجمہ: نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق و مغرب کو قبلہ سمجھ کر ان کی طرف منہ کرلو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر اور روز آخر پر اور فرشتوں پر اور اللہ کی کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔ اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں کے چھڑانے میں خرچ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جب عہد کرلیں تو اس کو پورا کریں اور سختی اور تکلیف میں اور جنگ کے وقت ثابت قدم رہیں۔ یہی لوگ ہیں جو ایمان میں سچے ہیں اور یہی ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔

MF English Center

الفاظ و معانی

اَلْبِرَّ: نیکی	الرِّقَابِ: گردنیں	اَلْمُوْفُوْنَ: پورا کرنے والے
اَلْبَاْسَآءِ: تکلیف	الضَّرَّآءِ: مصیبت	حِیْنَ الْبَاْسِ: جنگ کے وقت

اَلْبِرُّ: بِرّ کے معنی ہے نیکی اور اس سے مراد اچھے اور پسندیدہ کاموں کو بجالانا ہے۔

تشریح: اس آیت میں دین اسلام کے اصل روح ایمان اور نیکی کو بیان کیا گیا ہے۔ اس آیت کا تعلق تحویل قبلہ کے واقعہ سے ہے جب حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ۱۶-۱۷ ماہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا شروع کی، تو یہود اعتراض کرنے لگے کہ یہ کیسا دین ہے کہ کبھی مغرب اور کبھی مشرق کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔

قرآن کریم کی آیات میں سے یہ ایک اہم اور جامع آیت ہے، جس میں ایمانیات، معاملات، جانی و مالی عبادات اور نیک اعمال کی تعلیم و ترغیب دی گئی ہے، جس کا مقصد ہے کہ نیکی محض ظاہری اعمال کرنے اور رسومات کے بجالانے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ نیکی کے اصل کام تو یہ ہیں: دین کے بنیادی عقائد پر ایمان لانا، معاشرے میں ضرورتمندوں کے کام آنا، اللہ تعالیٰ کے فرائض سرانجام دینا، معاملہ داری میں سیدھا ہونا اور دین پر ثابت قدم رہنا وغیرہ نیکی کے کام ہیں۔ جو بھی یہ نیکی کے کام سرانجام دے گا تو وہ ایک نیکوکار، بااخلاق، سچا اور پرہیزگار کہلائے گا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ درست عقائد اپنائیں اور ہمہ وقت اعمال صالحہ اور نیکی کو بجالانے کی کوشش کرتے رہیں تاکہ ہماری دنیا و آخرت سنور جائے۔

سرگرمی ابواب البر (اعتقادات، عبادات، اخلاق و اعمال) کی فہرست طلبہ سے مرتب کروائیں۔

MF English Center

آیت نمبر ۲: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ① (سورۃ النساء: آیت:۱)

ترجمہ: لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا یعنی اوّل اس سے اس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت پیدا کر کے روئے زمین پر پھیلا دیئے۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے ضروریات پوری کرنے کا مطالبہ کرتے ہو اور قطع رحمی سے بچو کچھ شک نہیں کہ اللہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔

الفاظ و معانی		
بَثَّ: پھیلایا	نِسَآءً: عورتیں	تَسَآءَلُوْنَ: ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو۔
اَلْاَرْحَامَ: رشتہ داریاں	رَقِيْبًا: نگہبان	

اَلْاَرْحَامَ: ارحام، رِحم کی جمع ہے جس کے معنی ہیں نسبی، قریب کے رشتے، ان کے ساتھ تعلقات برقرار رکھنا صلہ رحمی کہلاتا ہے۔ وَالْاَرْحَامَ سے رشتہ کی قرابت داری مراد ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: صلہ رحمی یہ نہیں کہ جب دوسرا جوڑے تو آپ اس سے جوڑیں بلکہ صلہ رحمی یہ ہے کہ جب دوسرا توڑے تو آپ اس کے ساتھ قرابت داری جوڑے رکھیں۔ (صحیح البخاری، حدیث: ۵۹۹۱)

تشریح: اس آیت میں ۱۔ ایک خالق، ۲۔ وحدت انسانیت، ۳۔ صلہ رحمی کی اہمیت، ۴۔ رشتہ داروں کے حقوق، ۵۔ قطع رحمی کی وعید کو بیان کیا گیا ہے۔ "اے انسانو" کے لفظ سے اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کو خطاب فرمایا ہے کہ: تم سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ تم جو بھی مرد و عورت، چھوٹے بڑے، اچھے برے، دانا و نادان مسلمان یا کوئی بھی ہو! تمھیں اپنے پروردگار

M.E English Center

کے سامنے کھڑے ہونے اور اس کی سزا سے ڈر کر نافرمانیوں سے بچنا چاہیے۔ اس خطاب سے یہ بات بھی ذہن نشین کرائی گئی ہے کہ تمام انسان اصل میں ایک ہیں کہ سب مٹی سے پیدا ہوئے ہیں، پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا پھر بنی نوع انسان کو حضرت آدم و حوا سے پیدا کیا۔ اس لیے ہم سب کو آپس میں برادرانہ تعلق اور محبت والا سلوک رکھنا چاہیے، رشتہ داروں سے حسن سلوک کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور صلہ رحمی پر ہیشگی اختیار کرنی چاہیے اور رشتے ناتے توڑنے اور حق تلفی سے گریز کرنا چاہیے، اور ہم سب کو ایک ہو کر رہنا چاہیے۔

سرگرمی	صلہ رحمی کا مفہوم اور فوائد پر روشنی ڈالیں، باہمی مکالمہ کے بعد طلبہ سے نکات تحریر کروائیں۔

MF English Center

آیت نمبر ۳: وَ اٰتُوا الْیَتٰمٰۤی اَمْوَالَهُمْ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤی اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا ﴿۲﴾ (سورۃ النساء، آیت: ۲)

ترجمہ: اور یتیموں کا مال جو تمھاری تحویل میں ہو ان کے حوالے کردو اور ان کے پاکیزہ اور عمدہ مال کو اپنے ناقص اور برے مال سے نہ بدلو اور نہ ان کا مال اپنے مال میں ملا کر کھاؤ۔ کہ یہ بڑا سخت گناہ ہے۔

الفاظ و معانی	
لَا تَتَبَدَّلُوا: تبدیل نہ کرو	الْخَبِیْثَ: خراب چیز
الطَّیِّبِ: اچھی چیز	حُوْبًا: گناہ

تشریح: اس آیت میں یتیموں کے سرپرستوں سے خطاب ہے جس میں یتیموں کے حقوق اور ان کے مال کی حفاظت کے متعلق حکم بیان کیا گیا ہے۔ قرآن و حدیث میں (۱) یتیم بچوں کی

دیکھ بھال کرنے، (۲) ان کے ساتھ اچھے سلوک کرنے اور (۳) ان کے مال و ملکیت کی حفاظت کے بارے میں بڑی تفصیل کے ساتھ ہدایات دی گئی ہیں، یہاں ان لوگوں کو حکم ہے جو یتیم بچوں کے سرپرست و نگران ہیں، کہ ورثہ کے طور پر یتیم بچوں کو جو مال ملا ہے وہ ان کے جوان ہوتے ہی ان کے حوالے کر دیں۔ کیوں کہ ان کی ملکیت تمھارے پاس امانت ہے اس لیے، نہ ان کی کوئی بھی چیز اٹھا کر اپنی ردی مال سے بدل دیں اور نہ ہی کھانے پینے اور استعمال کرنے کے دوران بے جا اور فضول خرچی کر کے ان کا مال ہڑپ کر لیں۔ کسی کی بھی حق تلفی سے پرہیز کریں کیوں کہ اس طرح کرنا اللہ تعالیٰ کی نظر میں بہت بڑا گناہ اور ناانصافی کی بات ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم روزمرہ کی زندگی میں حق داروں کا پورا حق ادا کریں اور یتامیٰ کے مال کی حفاظت کریں اور ان کے عاقل و بالغ ہونے کے بعد ان کو ورثہ میں ملا ہوا مال ان کو حوالہ کریں۔

سرگرمی	یتیموں کے مال کی حفاظت کے احکام کو باہمی مکالمہ کے بعد طلبہ سے نکات کی صورت میں تحریر کروائیں۔

آیت نمبر ۴: وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا ۝۴ (سورۃ النساء، آیت: ۴)

ترجمہ: اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دیا کرو۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیں تو اسے مزے سے کھالو۔

الفاظ و معانی	
صَدُقٰتِهِنَّ: ان (عورتوں) کے مہر	مَّرِیْٓـًٔا: مزہ
هَنِیْٓـًٔا: خوشگواری	طِبْنَ: وہ (عورتیں) خوش ہوئیں

MF English Center

مہر وہ مال ہے جو عقد نکاح کے سبب بیوی کا حق بنتا ہے جو شوہر کے ذمہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ بیوی کو ادا کرے۔

تشریح: اس آیت میں عورتوں کے ایک خاص حق یعنی مہر کی ادائیگی کی تاکید بیان کی گئی ہے۔ حق مہر کبھی بھی معاف نہیں ہوتا۔ بہتر یہ ہے کہ مہر فوری ادا کیا جائے۔ یہ شوہر کی طرف سے ایک تحفہ احترام ہے، جو پیسوں کی صورت میں یا کسی بھی ایسی چیز کی شکل میں ہو جو قیمت رکھتی ہو، اسلام نے مہر کو عورت کی ملکیت قرار دیا ہے جس کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر سکتی ہے، شوہر کو اس سے باز پرس کا کوئی حق نہیں ہے۔

مہر اگر وقت پر ادا کیا جائے تو ''مُعَجَّل'' اور تاخیر سے دیا جائے تو ''مُؤَجَّل'' کہلاتا ہے۔ مہر مقرر نہ کرنے کی صورت میں ''مہر مثل'' لازم ہوتا ہے (یعنی ان کے خاندان کی عورتوں پھوپھی اور بہن وغیرہ کو جو مہر ملا ہے)، اگر زندگی بھر شوہر نے مہر ادا نہ کیا تو اس کے اوپر قرض رہے گا اور اس کے مرنے کے بعد اس کی ملکیت سے بیوی کو دلایا جائے گا۔

اس آیت میں ۱۔ اللہ تعالیٰ نے بیویوں کے اس خاص حق کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ:

بیویوں کو ان کا حق مہر خوشی خوشی اور رغبت کے ساتھ خود ادا کر دو۔ تاکہ تمھاری آپس میں بنی رہے، زبردستی معاف کرانا، ادا کرنے میں ٹال مٹول کرنا یا نہ دینے کا ارادہ کرنا گناہ ہے۔

۲۔ ہاں اگر بیوی خوش دلی سے مہر کا کچھ حصہ یا پورا مہر چھوڑ دے تو پھر شوہر پر کوئی حرج نہیں اور وہ اس کو اپنی مرضی سے استعمال میں لا سکتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ خواتین کے حقوق ادا کریں بالخصوص ''مہر'' کو تو ہر حال میں ادا کرنا چاہیے۔

سرگرمی: کمرہ جماعت میں مہر کی ادائیگی کا حکم اور تاکید اور استعمال کرنے کی صورت پر مختصر وضاحت کریں۔

MF English Center

آیت نمبر ۵: وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَ اكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ (سورۃ النساء، آیت: ۵)

ترجمہ: اور کم عقلوں کو ان کا مال جسے اللہ نے تم لوگوں کے لیے سبب معیشت بنایا ہے مت دو ہاں اس میں سے ان کو کھلاتے اور پہناتے رہو اور ان سے معقول بات کہتے رہو۔

الفاظ و معانی		
لَا تُؤْتُوا: حوالے نہ کرو	السُّفَهَآءَ: ناسمجھ	اكْسُوْهُمْ: تم انھیں پہناؤ

تشریح: اس آیت میں یتیموں اور ناسمجھ اور معذور افراد کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور یتیم بچوں کے کفیل کو درج ذیل ہدایات دی گئی ہیں کہ:

- اگر یتیم بچے جوان ہو چکے ہیں مگر مال کی حفاظت کا طریقہ نہیں جانتے ہوں اور استعمال کی صلاحیت نہیں رکھتے ہوں تو، اپنی سادگی یا کم عقلی کی وجہ سے مال کا نقصان کر دیں گے، تو ان کو یہ مال ملکیت حوالہ نہ کرو جو تم سب کے گذر بسر اور قیام و بقا کا ذریعہ ہے۔ کیوں کہ مال انسان کا ذریعہ معاش ہے، تھوڑی سی غفلت بھی مال اور صاحب مال کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔
- یہ ملکیت ان کے حوالہ کرنے کی بجائے ان کی ضروریات زندگی کا انتظام کرتے رہو، کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، تعلیم و تربیت پر ان کا مال خرچ کر کے ان کو فائدہ دو کیوں کہ وہ بھی معاشرہ کا حصہ ہیں۔

MF English Center

- اگر وہ اپنی ملکیت کا مطالبہ کریں تو ان سے اچھی بات کہو کہ یہ ملکیت تمھاری ہی تو ہے، ہم تو بس نگران و سرپرست ہیں۔ آپ جب اس کے سنبھالنے کے قابل ہو جاؤ تو تمھارا مال تمھیں سونپ دیا جائے گا۔

سرگرمی	یتیموں کی پرورش کے مسائل پر اجمالا نکات کی صورت میں طلبہ سے تحریر کروائیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

۱۔ مندرجہ ذیل آیات کا ترجمہ تحریر کریں:

- وَ اٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا۔
- وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا۔

۲۔ آیت لیس البر کی روشنی میں۔ البر کے نکات تحریر کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل الفاظ کی معانی تحریر کریں:

اَلْبَاْسَآءِ	بَثَّ	حُوْبًا	نِحْلَةً	السُّفَهَآءَ

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ آیت لیس البر میں صبر کے مواقع بیان کریں۔

۲۔ صلہ رحمی کا مطلب کیا ہے؟ تحریر کریں۔

۳۔ یتامیٰ کے اموال کے متعلق سرپرستوں کو کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

MF English Center

(د) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب پر " ✓ " کا نشان لگائیں:

۱۔ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عٰهَدُوْا کا تعلق ہے:

(الف) ایمانیات سے (ب) معاملات سے

(ج) مالی عبادات سے (د) جانی عبادات سے

۲۔ یا ایھا الناس سے مخاطب کیا گیا ہے:

(الف) فرشتوں کو (ب) انسانوں کو

(ج) حیوانوں کو (د) جنوں کو

۳۔ البر حسن الخلق کے معنی ہیں:

(الف) نیکی سخاوت کا نام ہے (ب) نیکی بردباری کا نام ہے

(ج) نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے (د) نیکی ایثار کا نام ہے

MF English Center

(ب) ۲۔ منتخب آیات، ترجمہ و تشریح: سورۃ النساء: ۶ تا ۱۰

آیت نمبر ۶: وَ ابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَ لَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّ بِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَ مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝۶ (سورۃ النساء، آیت: ۶)

ترجمہ: اور یتیموں کو بالغ ہونے تک کام کاج میں مصروف رکھو اور جانچتے رہو پھر بالغ ہونے پر اگر ان میں عقل کی پختگی دیکھو تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو۔ اور اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے۔ یعنی بڑے ہو کر تم سے اپنا مال واپس لے لیں گے اس کو فضول خرچی اور جلدی میں نہ اڑا دینا۔ اور جو شخص آسودہ حال ہو اس کو ایسے مال سے قطعی طور پر پرہیز رکھنا چاہیے اور جو ضرورت مند ہو وہ مناسب طور پر یعنی بقدر خدمت کچھ لے لے۔ اور جب ان کا مال ان کے حوالے کرنے لگو تو گواہ کر لیا کرو اور حقیقت میں تو اللہ ہی گواہ اور حساب لینے والا کافی ہے۔

الفاظ و معانی		
ابْتَلُوا: تم جانچتے رہو	بَلَغُوا: وہ پہنچے	اٰنَسْتُمْ: تم محسوس کرو
رُشْدًا: سمجھ بوجھ	اِسْرَافًا: بے جا/فضول خرچی	بِدَارًا: خوف سے
فَلْيَسْتَعْفِفْ: اسے بچنا چاہیے	حَسِيْبًا: حساب کرنے والا	

بلوغ: بلوغ سے مراد ہے نکاح کی عمر کو پہنچ جانا۔ رشد: رشد سے مراد مالی انتظام اور کاروبار کی سمجھ بوجھ رکھنا۔

تشریح: اس آیت میں نابالغ اور یتامیٰ کے اموال کو واپسی کے وقت شرائط کا ذکر ہے اور ان کے اموال کو بے دریغ خرچ کرنے سے ممانعت بیان کی گئی ہے۔ اور بتلایا گیا ہے کہ جب ان میں بلوغ ور شد پایا جائے تو ملکیت ان کے حوالے کر دیں۔ دولت کو سنبھالنے، اس کو جائز تجارت میں لگانے اور نفع و نقصان میں فرق سمجھنے جیسے معاملات سے متعلق ان بچوں کی قابلیت اور صلاحیت کی آزمائش کی جائے، اگر وہ اس عمر کو پہنچ چکے ہیں کہ یہ چیزیں سمجھنے لگے ہیں تو ملکیت ان کے حوالے کر دو۔ اور ملکیت حوالے کرنے کے وقت گواہ مقرر کر دیے جائیں تاکہ بعد میں کسی پر کوئی الزام عائد نہ ہو، غلط فہمی بھی ختم ہو جائے گی اور آئندہ کسی جھگڑے کا خدشہ بھی نہیں رہے گا۔

دوسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ جب تک مال منتقل نہیں ہوا ہو بلکہ مال کفیل کے پاس ہے اور وہ خود دولت مند ہے تو یتیم بچوں کے مال میں سے کچھ استعمال کرنے کی اس کو اجازت نہیں، باقی جو یہ ان کی دیکھ بھال کرتا ہے اس کا اللہ تعالیٰ اس کو بہت بڑا اجر دے گا، البتہ کفیل خود غریب اور محتاج ہے تو اس کو منصفانہ طریقے سے بقدرِ ضرورت دستور کے اس مال میں سے لینے کی اجازت ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یتیموں کے کفیلوں کو ہدایت کر دی ہے، کہ اس خیال سے کہ بچے بڑے ہو جائیں گے اور اپنے مال کا تقاضا کریں گے، تو جلدی جلدی اور بے جا استعمال میں ان کے مال کو ختم کرنے کی ہر گز گنجائش نہیں ہے بلکہ یہ ظلم ہو گا۔

MF English Center

آیت نمبر ۷: لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿٧﴾ (سورۃ النساء: آیت ۷)

ترجمہ: جو مال ماں باپ اور رشتے دار چھوڑ کر مریں، تھوڑا ہو یا بہت اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی۔ یہ حصے اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے ہیں۔

الفاظ و معانی

نَصِيبٌ: مقرر حصہ	تَرَكَ: اس نے چھوڑا	مَّفْرُوضًا: لازم مقرر کیا ہوا

تشریح: اس آیت میں والدین اور دیگر اقرباء کے چھوڑے ہوئے اموال میں حق میراث کو بیان کیا گیا ہے۔ اسلام سے پہلے عام طور پر عرب کے دستور کے مطابق عورتوں، لڑکیوں اور نابالغ اولاد کو وراثت سے حصہ نہیں دیا جاتا تھا، اسلام نے یہ اصول و ضابطہ قائم کر دیا ہے کہ حق دار ہونے کے ناطے مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ اس آیت میں مندرجہ ذیل باتوں کی وضاحت کی گئی ہے:

- مرحوم کی چھوڑی ہوئی تمام ملکیت/ دولت (منقولہ و غیر منقولہ)، جائیداد، اراضی وغیرہ میراث شمار ہو گی۔
- مردوں کے ساتھ بچے اور عورتیں بھی اپنے حصہ کے مطابق میراث حاصل کریں گے۔
- میراث تھوڑی ہو یا زیادہ، اس میں سب شریک ہوں گے۔
- وارثوں میں سے ہر ایک کے لیے اس کا حصہ مقرر ہے جس کا دینا ضروری ہے خواہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ۔

بہر حال اس آیت میں مسلمانوں کو یتیموں اور عورتوں وغیرہ کے حقوق کی حفاظت فرما کر ان کی حق تلفی سے روک دیا گیا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اسلام کے قانون وراثت پر اپنی

MF English Center

معاشرتی زندگی میں عمل کریں اور ورثا کا جتنا بھی حصہ بنتا ہو بہ رضاوخوشی دیں اور حق تلفی سے بچتے رہیں تاکہ سعادت دارین حاصل ہو۔

سرگرمی	کمرہ جماعت میں ''ترکہ اور میراث کے احکام واہمیت'' پر باہمی مذکرہ کروائیں اور کسی عالم دین کی مدد سے مختصر نکات تحریر کروائیں۔

آیت نمبر ۸: وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۝۸ (سورۃ النساء، آیت:۸)

ترجمہ: اور جب میراث کی تقسیم کے وقت غیر وارث رشتہ دار اور یتیم اور نادار لوگ آجائیں تو ان کو بھی اس میں سے کچھ دے دو۔ اور ان سے شیرین کلامی سے پیش آیا کرو۔

الفاظ ومعانی		
اَلْقِسْمَةَ: تقسیم (کے وقت)	اُولُوا الْقُرْبٰى: قریبی رشتہ دار	فَارْزُقُوْهُمْ: ان کو کھلاؤ/ان کو دے دو

تشریح: شریعت میں ورثاء اور حصے متعین کیے گئے ہیں جس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ اس آیت میں ورثاء کے درمیان میراث کی تقسیم کے وقت غریب رشتہ داروں سے حسن سلوک کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کچھ آداب بتلائے ہیں اور اخلاقی ہدایات دی ہیں کہ: جب کسی مرحوم کا مال و دولت میراث کے طور پر تقسیم کیا جارہا ہو تو بعض دفعہ وہاں پر برادری اور کنبہ کے ایسے لوگ بھی جمع ہو جاتے ہیں جن کو اس ملکیت میں سے کوئی شرعی حق نہیں ملنے والا مثلاً: دور کے رشتہ دار، یتیم، مساکین، غریب، محتاج اور سائل وغیرہ تو قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق اس میں سے ان لوگوں کو بھی کچھ نہ کچھ دے کر مدد کی جائے۔

MF English Center

اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ان لوگوں کو مجموعی مال سے یہ تبرع اور خیرات نہیں دی جائے گی۔ بلکہ وارثوں میں سے جو بالغ اپنا اپنا حصہ لے چکے ہیں وہ یہ ادائیگی کریں گے۔ کیوں کہ نابالغ بچوں اور غائبین ورثاء کے مال سے ان کی اجازت کے بغیر ادائیگی کرنا جائز نہ ہوگا۔ ساتھ ہی ورثاء کو غیر وارث لوگوں کے ساتھ برتاؤ کے متعلق اخلاق کی تلقین کی گئی ہے کہ اگر ان غیر حقداروں کو دینا نہیں چاہتے تو ایسا نہ ہو کہ بخل اور غصہ میں ان کو برا بھلا کہنے لگ جاؤ کہ تمھارا کچھ نہیں ہے، یہ ہماری اپنی ملکیت ہے، بلکہ ان لوگوں کو خوش دلی اور نرمی سے معقول بات کہہ کر رخصت کرو اور ان کو جھڑکنا اور ان کی دل شکنی کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔

آیت نمبر ۹: وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ (سورۃ النساء، آیت:۹)

ترجمہ: اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو ایسی حالت میں ہوں کہ اپنے بعد ننھے ننھے بچے چھوڑ جائیں اور ان کو ان کی نسبت خوف ہو کہ ہمارے مرنے کے بعد ان بیچاروں کا کیا ہوگا پس چاہیے کہ یہ لوگ اللہ سے ڈریں اور درست بات کہیں۔

الفاظ و معانی		
وَلْيَخْشَ: اسے ڈرنا چاہیے	ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا: کمزور اولاد	خَافُوْا: وہ ڈر گئے

تشریح: اس آیت میں سرپرست کو یتیموں (جو وارث نہ ہونے کی وجہ سے حصہ نہ پا سکے) سے حسن سلوک اور ان کے حقوق کی طرف متوجہ کیا گیا ہے، کہ ذرا سوچو کہ اگر تم اپنے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہونے لگتے تو تمھیں ان کی کتنی فکر ہوتی؟ پس ہر یتیم کے بارے میں تمھیں ایسا ہی سوچنا اور معاملہ کرنا چاہیے، تاکہ تمھارے دلوں میں ان کے لیے

MF English Center

جذبہ رحمت و محبت پیدا ہو۔ یتیموں سے سیدھی، نرم اور اچھی بات کہنی چاہیے، کوئی سخت بات نہیں کرنی چاہیے جس سے اس کا دل ٹوٹے اور ان کا نقصان ہو بلکہ ان کی اصلاح ہو۔ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے یتیموں کی کفالت اور حقوق کی ادائیگی کی بہت تاکید کی ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الوصایا، حدیث: ۲۷۶۷)

آیت نمبر ۱۰: اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۠ (سورۃ النساء، آیت ۱۰)

ترجمہ: جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔ اور دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

الفاظ و معانی

یَاْكُلُوْنَ: وہ کھاتے ہیں	بُطُوْنِ: پیٹ	نَارًا: آگ
سَیَصْلَوْنَ: عنقریب وہ داخل ہوں گے	سَعِیْرًا: بھڑکتی ہوئی آگ	

تشریح: اس آیت میں یتیموں کے حقوق اور ان کے مال میں خیانت کی سزا اور وعید کو بیان کیا گیا ہے۔ انسانی معاش میں مال و دولت کی بڑی اہمیت ہے، اس کو جائز اور حلال طریقوں سے کمانا عبادت میں شمار ہوتا ہے، جب کہ باطل طریقوں سے مال جمع کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے، عام لوگوں کے مقابلے میں اگر کمزور، ضعیف، یتیموں اور مسکینوں کے مال میں ناجائز تصرف اور خیانت کر کے ان کی اس طرح حق تلفی کی جائے تو یہ اور بڑی برائی کی بات ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یتیموں کے مال کو ظلم کے طور پر ناحق طریقے سے ہتھیانے اور ناجائز استعمال کرنے والوں کے لیے فرمایا کہ وہ جو کچھ بھی اس طرح کھاتے ہیں گویا وہ اپنے پیٹ کے

MF English Center

اندر جہنم کی آگ جھونک رہے ہیں۔ اور ان کے لیے آخرت کے جھلسانے والی آگ الگ سے تیار ہے۔ حدیث میں بھی یتیم کے مال کھانے کو بڑے گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب المحاربین، حدیث: ۶۸۵۷)۔

سرگرمی	"یتیموں کے مال میں خیانت" کے نقصان پر باہمی مذاکرہ کے بعد نکات تحریر کروائیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں

۱۔ مندرجہ ذیل آیات کا ترجمہ تحریر کریں:

- وَلۡيَخۡشَ الَّذِيۡنَ لَوۡ تَرَكُوۡا مِنۡ خَلۡفِهِمۡ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوۡا عَلَيۡهِمۡ فَلۡيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلۡيَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًا۔
- اِنَّ الَّذِيۡنَ يَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡيَتٰمٰى ظُلۡمًا اِنَّمَا يَاۡكُلُوۡنَ فِىۡ بُطُوۡنِهِمۡ نَارًا ؕ وَسَيَصۡلَوۡنَ سَعِيۡرًا۔

۲۔ سورۃ النساء کی آیت ۶ کی روشنی میں یتیموں کے حقوق تحریر کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل الفاظ کی معانی تحریر کریں:

فَلۡيَسۡتَعۡفِفۡ	مَّفۡرُوۡضًا	فَارۡزُقُوۡهُمۡ	ذُرِّيَّةً	خَافُوۡا	بُطُوۡنِ	سَعِيۡرًا

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ بلوغ اور رشد کا مطلب کیا ہے؟ تحریر کریں۔

۲۔ قرآن کریم میں یتیم کو مال واپس کرنے کا طریقہ کیا بتایا گیا ہے؟

۳۔ قرآن مجید نے یتیم کے کفیل / سرپرست کی کیا ذمہ داریاں بتائی ہیں؟

۴۔ یتیموں کے مال میں خیانت کرنے والوں کی کیا سزا بیان کی گئی ہے؟

MF English Center

(د) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب پر " ✓ " کا نشان لگائیں:

۱۔ ملکیت حوالے کرنے کے وقت مقرر کیے جائیں:

(الف) وکیل (ب) گواہ

(ج) نائب (د) حاکم

۲۔ یتیموں کو مال حوالے کرنے کے وقت جانچنا ہے:

(الف) بلوغ ورشد کو (ب) صحت اور مرض کو

(ج) علم ودانش کو (د) تحمل وبرداشت کو

۳۔ یتیم کے مال سے کفیل کو بقدر ضرورت مال لینے کی اجازت ہے جب وہ:

(الف) کفیل غریب ہو (ب) کفیل امیر ہو

(ج) کفیل قرضدار ہو (د) کفیل ہو

۴۔ یتیموں اور مسکینوں سے بات کرنی چاہیے:

(الف) سختی سے (ب) نرمی سے

(ج) غصے سے (د) بدسلوکی/ناشائستگی سے

۵۔ قرآن مجید نے یتیموں کا مال ناحق کھانے والوں کا ٹھکانہ بتایا ہے:

(الف) جنت (ب) جہنم

(ج) برزخ (د) قبر

۶۔ یتامیٰ کا مال ناحق کھانے والے وہ اپنے پیٹ میں بھرتے ہیں:

(الف) مٹی (ب) آگ

(ج) پانی (د) ہوا

MF English Center

(ب) ۳۔ منتخب آیات، ترجمہ و تشریح: سورۃ النساء آیت ۲۹، ۳۶۔
سورۃ المائدہ آیت: ۲۳، ۳۳۔ ۳۴

آیت نمبر ۱: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾ (سورۃ النساء: آیت ۲۹)

ترجمہ: مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ ہاں! اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو اور اس سے مالی فائدہ حاصل ہو جائے تو وہ جائز ہے اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تم پر مہربان ہے۔

الفاظ و معانی		
لَا تَاْكُلُوْٓا: نہ کھائیں	بِالْبَاطِلِ: ناحق طریقے سے	تَرَاضٍ: رضامندی

تشریح: اس آیت میں اکلِ حلال کی تاکید (یعنی ناحق مال کھانے کی ممانعت) اور قتل ناحق کی ممانعت بیان کی گئی ہے۔ ہر انسان کی تین چیزیں بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں، جان، مال اور آبرو۔ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو ان تینوں چیزوں کی ضمانت دی ہے، چنانچہ جو لوگ اسلام قبول نہیں کرتے صرف اس کو اپنا سیاسی نظام سمجھ کر اس کے زیر سایہ ذمی ہو کر رہنا پسند کرتے ہیں، اسلام میں ان کو بھی یہ تینوں حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس آیت میں پہلی دو چیزوں کی تاکید کی گئی ہے اور جو اسلام لا چکے ہیں ان کو تو بالخصوص ان باتوں کا دھیان رکھنا چاہیے۔

ناحق اور ناجائز مال کھانے کی ممانعت: ایسی چیزیں جو بذات خود حرام ہیں مثلاً: خنزیر، شراب، نشہ آور چیزیں وغیرہ ان کو خریدنا، بیچنا اور استعمال کرنا پہلے ہی ناجائز و حرام ہیں، لیکن ایسی چیزیں جو اپنی ذات میں حلال اور مباح ہیں اگر ان کو خریدنے اور اپنے تصرف میں لانے کے

MF English Center

لیے کوئی ناجائز طریقہ استعمال کیا جائے تو وہ چیزیں بھی حرام بن جاتی ہیں۔ مثلاً: چوری، ڈکیتی، غصب، دھونس، رشوت اور سود، اسی طرح جھوٹ، دھوکہ بازی، ذخیرہ اندوزی، چور بازاری، سٹہ اور جوا، ملاوٹ، ناپ تول میں کمی وغیرہ کے ذریعہ حاصل کیا گیا مال و دولت۔ یہ سب مال باطل اور ناجائز طریقے ہیں۔ ان سے بچنے اور حلال مال کے حاصل کرنے کی تاکید کا حکم دیا گیا ہے۔ رضا و خوشی کے ذریعے کوئی خرید و فروخت ہوئی ہے تو وہ حاصل شدہ مال، حلال ہے اور جائز ملکیت ہے۔

ناحق قتل کی ممانعت: جس طرح دوسرے کا مال کھانا حرام ہے، اسی طرح کس کی ناحق جان لینا اس سے زیادہ حرام ہے یعنی آپس میں ایک دوسرے کو بلاوجہ ناحق قتل بھی مت کرو۔ دوسرے کی جان لینے کو "اپنے آپ کو مارنے" سے تعبیر کرنے میں یہ بھی اشارہ ہے کہ جب کوئی دوسرے کو ناحق قتل کرے گا تو بدلہ میں وہ خود بھی قتل ہوگا۔ اسی طرح اس میں خودکشی کرنے کی ممانعت بھی واضح ہوگئی کہ دوسرے کے بدلہ میں قتل ہونے سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ کوئی اپنے آپ کو ختم کردے، چنانچہ یہ تمام صورتیں حرام و ناجائز ہیں۔

سرگرمی	"ناحق مال کھانے" کے باہمی بحث و مباحثہ کے بعد معاشرتی نقصانات طلبہ سے نکات کی صورت میں تحریر کروائیں۔

آیت نمبر ۱۲: وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ﴿۳۶﴾ (سورۃ النساء: آیت ۳۶)

ترجمہ: اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور ناداروں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور پاس بیٹھنے والوں اور مسافروں اور جو لوگ تمھارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ حسن سلوک کرو (اللہ

MF English Center

احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔) بیشک اللہ تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

الفاظ و معانی

الْجَارِ: پڑوسی	بِالْجَنْبِ: پاس بیٹھنے والا	ابْنِ السَّبِیْلِ: مسافر
اَیْمَانُکُمْ: تمھارے ہاتھ	مُخْتَالًا: اِترانے والا	فَخُوْرًا: تکبر کرنے والا

تشریح: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت، توحید اور حقوق العباد کی تاکید اور اہمیت بیان کی گئی ہے۔انسان کے ذمے دو قسم کے حقوق متعلق ہیں، جن میں سے ایک کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے جبکہ دوسرے کا تعلق لوگوں کے ساتھ ہے۔ پہلی قسم کو حقوق اللہ اور دوسری قسم کو حقوق العباد کہا جاتا ہے، اس آیت میں دونوں قسم کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے:

حقوق اللہ: اس آیت میں حقوق اللہ سے متعلق دو باتوں کا بیان ہے: ۱۔اللہ تعالیٰ کو بلند عظمت والا جان کر اس کی وحدانیت کے قائل ہو جانا، ۲۔ اس کی فرمانبرداری اور اطاعت گذاری کرتے رہنا۔ اس کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ کیوں کہ یہ بہت بڑا گناہ اور ظلم ہے۔یعنی اقرار توحید اور عمل صالح مطلب کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا صرف اسی کی عبادت کرنا اس کے بتائے ہوئے قوانین پر عمل کرنا اور حدود اللہ سے تجاوز نہ کرنا۔

حقوق العباد: بندوں کے حقوق میں سب سے بڑا رتبہ والدین کا ہے اس لیے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اکثر مقامات پر اپنی عبادت کے بعد والدین کا تذکرہ فرمایا ہے مثلاً ترجمہ: اور تمھارے رب نے فیصلہ سنایا ہے کہ تم اسی کی بندگی کروگے اور والدین سے اچھائی کرتے رہوگے۔(سورۃ الاسراء:۲۳)

MF English Center

والدین کے بعد دوسرے لوگوں سے بھی بھلائی اور حسن سلوک کرنے کا حکم ہے مثلاً: قریبی رشتہ دار، یا دور کے رشتہ داروں کے ساتھ حسب مراتب حسن سلوک کرنا اور ان کے حقوق ادا کرنا ۔ ہمیں معاشرتی زندگی میں سب لوگوں کے ساتھ امن و سلامتی اور حسن سلوک سے پیش آنا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی پر شدید وعید بیان کی گئی ہے۔ سماج کے کمزور طبقہ والے افراد جیسے یتیم اور غریب، مسکین، حاجت مند قسم کے لوگ، پھر جن سے اکثر طور پر ملنا جلنا رہتا ہے جیسے قریب اور بعید کے پڑوسی، مسافر، مہمان اور ماتحت رہنے والے غلام، ملازم، نوکر چاکر، رفیقِ سفر، پیشہ اور کام کے شریک وغیرہ ان تمام کے ساتھ احسان یعنی نیک سلوک اور اچھے برتاؤ اور ان کی دل جوئی کرنا اور ان پر مال خرچ کرنا وغیرہ کا حکم ہے۔ اسی طرح حیوانات کے ساتھ رحم دلی والا رویہ رکھنا کی بھی تاکید کی گئی ہے۔

سرگرمی

طلبہ اپنی زندگی کے واقعات تحریر کریں جن میں انھوں نے کسی کے ساتھ حسن سلوک کیا ہے۔

آیت نمبر ۱۳: مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾

(سورۃ المائدہ: آیت ۳۲)

ترجمہ: اس قتل کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کے ذمے یہ بات لکھ دی کہ جو شخص کسی کو ناحق قتل کرے گا یعنی بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے تو اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا اور جو ایک انسان کی جان بچالے تو گویا اس نے

MF English Center

سارے انسانوں کو زندگی دیدی۔ اور ان لوگوں کے پاس ہمارے پیغمبر روشن دلیلیں لا چکے ہیں، پھر اس کے بعد بھی ان میں بہت سے لوگ ملک میں حد اعتدال سے نکل جاتے ہیں۔

الفاظ و معانی

کَتَبْنَا: ہم نے لکھا	اَحْیَا: اس نے زندہ کیا
مُسْرِفُوْنَ: حد سے بڑھنے والے	الْبَيِّنٰتِ: کھلی ہدایات

تشریح: اس آیت میں انسانی جان کی حرمت اور حفاظت کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ جب بنی اسرائیل میں قتلِ ناحق کا عام رواج شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے قانون بتادیا کہ کسی آدمی کا ناحق قتل کرنا (جس نے کسی کو قتل کیا نہ زمین میں فساد پھیلایا) ایسا ہے کہ گویا پوری انسانیت کو ماردینا ہے اور کسی کی جان بچانا پوری انسانیت کے بچانے کے برابر ہے۔ ناحق قتل سے انسان کی حرمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ اس لیے کہا گیا ہے کہ کوئی شخص قاتل اس وقت بنتا ہے، جب وہ انسانی خون کے رشتے کو توڑ دیتا ہے اور اس کی دل سے بنی نوع انسان سے ہمدردی کا جذبہ نکل جاتا ہے اور اس کے سامنے صرف اپنا مفاد ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں دوسروں کی جان لے لیتا ہے۔ یہ قانون صرف بنی اسرائیل کے لیے نہیں ہے بلکہ تاقیامت بنی نوع انسان کے لیے ہے۔ یہ آیت واضح دلیل ہے کہ اسلام خون ریزی اور فتنہ وفساد کو سخت ناپسند کرتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو امن و صلح، صبر و تحمل اور بقائے باہمی اور تکرم انسانیت کی تعلیم دیتا ہے۔

MF English Center

آیت نمبر ۱۳۔۱۵: اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ اَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ ؕ ذٰلِکَ لَہُمۡ خِزۡیٌ فِی الدُّنۡیَا وَ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَقۡدِرُوۡا عَلَیۡہِمۡ ۚ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۳۴﴾ (سورۃ المائدہ: آیت ۳۳، ۳۴)

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ بری طرح قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں۔ یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا بھاری عذاب تیار ہے۔(۳۳) ہاں! جن لوگوں نے اس سے پیشتر کہ تمھارے قابو آ جائیں توبہ کر لی تو جان رکھو کہ اللہ بخشنے والا ہے مہربان ہے۔(۳۴)

الفاظ و معانی

یُحَارِبُوْنَ: وہ لڑائی کرتے ہیں	یَسْعَوْنَ: وہ کوشش کرتے ہیں	یُصَلَّبُوْٓا: پھانسی دیے جائیں
تُقَطَّعَ: کاٹی جائے	اَرْجُلُ: پاؤں	یُنْفَوْا: جلاوطن کیے جائیں
خِزْیٌ: رسوائی	تَابُوْا: انھوں نے توبہ کی	تَقْدِرُوْا: تم قابو پاؤ

اس آیت میں ''الارض'' سے مراد وہ جگہ (ملک، ریاست، علاقہ) ہے جہاں اسلامی حکومت قائم ہو اور جس میں امن امان قائم کرنے کی ذمہ داری اسلامی مملکت کی ہو۔

تشریح: اس آیت مبارکہ میں جرم اور فتنہ و فساد کی ممانعت اور ان لوگوں کی شرعی سزا کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے

MF English Center

قوانین کی بے حرمتی کر کے گویا اس صالح نظام و معاشرہ سے لڑائی کرنے کے مرتکب ہوئے ہیں، پرامن لوگوں کو اسلحے کے زور پر لوٹتے مارتے اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں، سماج کے امن اور سکون کو برباد کرتے ہیں۔ایسے ظالم اور فسادی قسم کے لوگوں کے لیے اس آیت میں چار قسم کی سزائیں بتائی گئی ہیں۔ ان کو قتل کیا جائے یا سُولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں یا جلاوطن کر دے جائیں۔

یہ سزائیں اجمالی طور پر بیان کی گئیں ہیں، تاکہ قاضی یا حاکم اپنے اجتہاد سے ہر جرم کو اس کے جرم کی نوعیت کے مطابق سزا دے۔اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اسلامی حکومت کے اندر قتل و غارت، ڈاکہ زنی اور اسلامی حکومت کے خلاف یا بغاوت کرنا یا ہر قسم کا فتنہ و فساد کرنا بدترین جرائم ہیں۔اور مجرم کو انتہائی سزاؤں میں سے کوئی بھی سزا دی جاسکتی ہے۔

جرم سے توبہ تائب ہونا: دوسری آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی فسادی اور ظالم حکومت کی گرفتاری سے پہلے توبہ تائب ہوتا ہے تو یہ شرعی سزائیں جو حقوق اللہ میں سے ہیں، اس پر سے ساقط ہو جائیں گی، البتہ حقوق العباد کے تحت ان کا معاملہ حق داروں سے ہی طے کرنا ضروری ہے یعنی لوٹا ہوا مال اس کو واپس کرنا ہوگا یا اس کا تاوان دینا ہوگا، اور اگر قتل یا زخمی کیا ہے تو ورثاء قصاص یا دیت (خون بہا) پر راضی ہو جائیں یا اس کو معاف کر دیں، تو اس کی جان بخشی ہو سکتی ہے ورنہ نہیں۔

سرگرمی	"توبہ سے حقوق اللہ یا حقوق العباد کی معافی" کی وضاحت استاد یا عالم دین کی مدد سے کروائیں۔

MF English Center

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

۱۔ مندرجہ ذیل آیات میں سے کسی بھی دو آیات کا ترجمہ تحریر کریں:

- يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۗ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا۔
- وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـــًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا۔
- مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ۔

۲۔ ایک انسان کے ناحق قتل کو پوری انسانیت کا قتل کیوں قرار دیا گیا ہے؟

۳۔ قرآن کریم میں امن عامہ میں خلل ڈالنے والوں کے لیے کون سی سزائیں مقرر کی ہیں؟

(ب) مندرجہ ذیل الفاظ کی معانی تحریر کریں:

لَا تَاْكُلُوْٓا	مُخْتَالًا	مُسْرِفُوْنَ	خِزْيٌ	تَقْدِرُوْا

MF English Center

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ یتیم کے مال کی حفاظت کیوں ضروری ہے؟

۲۔ ''اور اپنے آپ کو قتل مت کرو'' کا مفہوم تحریر کریں۔

۳۔ مال حاصل کرنے کے ناجائز طریقے کون سے ہیں؟

(د) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب پر '' ✓ '' کا نشان لگائیں:

۱۔ آمدنی کا ناجائز طریقہ ہے:

(الف) زراعت (ب) صنعت

(ج) تجارت (د) رشوت

۲۔ حقوق العباد سے مراد ہیں:

(الف) اللہ تعالیٰ کے حقوق (ب) انسانوں کے حقوق

(ج) حیوانات کے حقوق (د) نباتات کے حقوق

۳۔ ابن السبیل سے مراد ہے:

(الف) فقیر (ب) مسکین

(ج) مسافر (د) ہمسایہ

۴۔ بے گناہ کو قتل کرنا گویا قتل کرنا ہے:

(الف) پوری کائنات کو (ب) پوری انسانیت کو

(ج) پوری حیوانیت کو (د) پورے خاندان کو

MF English Center

آیت نمبر ۱۶: قُلۡ اِنۡ کَانَ اٰبَآؤُکُمۡ وَ اَبۡنَآؤُکُمۡ وَ اِخۡوَانُکُمۡ وَ اَزۡوَاجُکُمۡ وَ عَشِیۡرَتُکُمۡ وَ اَمۡوَالُ ۨ اقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَ تِجَارَۃٌ تَخۡشَوۡنَ کَسَادَهَا وَ مَسٰکِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیۡ سَبِیۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ ﴿۲۴﴾

(سورۃ التوبہ: آیت ۲۴)

ترجمہ: (اے پیغمبر) کہہ دیجیے کہ اگر تمھارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور خاندان والے اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس میں مندی سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمھیں زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم یعنی عذاب بھیجے۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

الفاظ و معانی

عَشِیۡرَتُکُمۡ: خاندان تمھارا	اقۡتَرَفۡتُمۡ: کمایا تم نے	تَخۡشَوۡنَ: تم ڈرتے ہو
کَسَادَ: مندا ہونا	مَسٰکِنُ: گھر	تَرَبَّصُوۡا: انتظار کرو

تشریح: اس آیت میں ہر قسم کی رشتہ داریوں اور تعلقات کے بعد بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان، اللہ تعالیٰ اور حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے محبت اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا دنیا کی ہر چیز سے مقدم ہے۔ ایمان دنیا کی سب سے بڑی دولت ہے، جس کے باعث نہ صرف انسان دنیا میں فائدہ حاصل

MF English Center

کرتا ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ آخرت کے لیے بھی تیاری ہوتی رہتی ہے۔ مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی محبت واطاعت اور جہاد فی سبیل اللہ کو بڑی شان اور عظمت سے بیان فرمایا ہے مثلاً:

- جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لیا، اللہ کے یہاں ان کا بہت بڑا مرتبہ ہے اور وہی کامیاب لوگ ہیں۔
- اے ایمان والو! تمھارے والدین، تمھاری اولاد، بیویاں ودیگر رشتہ دار اور مال وجائیداد یہ سب اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ محبوب نہیں ہونے چاہیے اور والدین ودیگر رشتہ داروں کی محبت تمھیں راہ حق پر چلنے پر رکاوٹ نہ بنیں، اگر کوئی شخص اللہ اور اس کے رسول کو سب سے زیادہ محبوب نہیں رکھتا ہے تو پھر وہ اللہ کی ناراضگی سے بچ نہیں سکے گا۔

سرگرمی	جہاد کی اہمیت وضرورت پر باہمی مذاکرہ کے بعد طلبہ سے نکات کی صورت میں تحریر کروائیں۔

آیت نمبر ۱۷: هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ (سورۃ التوبہ: ۳۳)

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس دین کو دنیا کے تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں۔

الفاظ و معانی		
اَرْسَلَ: اس نے بھیجا	لِیُظْهِرَهٗ: تاکہ غالب کرے اس کو	كَرِهَ: اس نے ناپسند کیا

تشریح: اس آیت میں حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی بعثت کا مقصد، ہدایت اور دین اسلام (نظام زندگی اور نظام اطاعت) کا مقام اور اس کی اہمیت اور غلبہ و برتری کی خبر اور وعدہ بیان کیا گیا ہے اور یہ خوشخبری اس وقت دی گئی تھی، جب مسلمان بہت کمزور تھے اور بظاہر کسی غلبہ کی امید نہ تھی بتایا گیا۔ اسلام ہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے۔(آل عمران: ۱۹)

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی بعثت کے جو مقاصد قرآن مجید واحادیث مبارکہ میں بیان کیے گئے ہیں ان میں سے ایک مقصد اس آیت میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو ہدایت اور دین برحق دے کر اس لیے بھیجا ہے کہ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کریں، اگرچہ کفار و مشرکوں کو یہ بات ناپسند لگتی ہو۔

چنانچہ اس غلبہ سے دو طرح کا غلبہ مراد ہے:

۱. معقولیت اور دلیل و حجت کا غلبہ: جس کا مطلب یہ ہے کہ نظریاتی و علمی مباحث کے ذریعہ دیگر مذاہب کے لوگ مغلوب ہو کر اسلام کی برتری کا اقرار کریں اور اس قسم کا غلبہ تو ہر زمانہ میں موجود رہا ہے۔

۲. سلطنت اور حکومت کا غلبہ: اس اعتبار سے کہ کسی مملکت میں یا پوری دنیا میں صرف دین ہی غالب ہو اسلام دیگر ادیان کو کوئی بالادستی حاصل نہ ہو، اس قسم کا غلبہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں اسلام کو حاصل رہا کہ سرزمینِ عرب میں اسلام سربلند ہوا دنیا کی سپر پاور سلطنتیں روم و فارس مغلوب ہو گئیں اور پوری دنیا دین اسلام کے نور سے منور ہو گئی۔

MF English Center

لہٰذا ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا اتباع اور اصول اسلام کی پاسداری اور دین حق کے غلبے کے لیے کام کریں یہ سب کا دینی فریضہ ہے اور اسی میں فلاح دارین ہے۔

سرگرمی

"موجودہ دور میں غلبہ دین کے لیے تجاویز" باہمی مکالمہ کے بعد نکات کی صورت میں طلبہ سے تحریر کروائیں۔

آیت نمبر ۱۸: اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ﴿۳۹﴾ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾ (سورۃ الحج: آیت ۳۹، ۴۰)

ترجمہ: جن مسلمانوں سے خواہ مخواہ لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت ہے کہ وہ بھی لڑیں کیوں کہ ان پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور اللہ ان کی مدد کرے گا وہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔ (۳۹) یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیے گئے انھوں نے کچھ قصور نہیں کیا ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو خانقاہیں اور گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے گرائی جا چکی ہوتیں۔ اور جو شخص اللہ کی مدد کرتا ہے اللہ اس کی ضرور مدد کرتا ہے۔ بیشک اللہ قوی اور غالب ہے۔ (۴۰)

الفاظ و معانی

اُذِنَ: اجازت دی گئی	اُخْرِجُوْا: وہ نکالے گئے	دِيَارِ: گھر
دَفْعُ: روکنا	هُدِّمَتْ: مسمار کی گئی	صَوَامِعُ: خانقاہیں
بِيَعٌ: کلیسائیں	صَلَوٰتٌ: عبادت گاہیں	نَصْرِ: مدد/فتح

MF English Center

تشریح: ان آیات میں اذن جہاد، مسلمانوں کی امداد کا وعدہ اور مہاجرین کی ہمت افزائی اور قتال کی حکمت کو بیان کیا گیا ہے۔ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے مکہ مکرمہ میں اعلانِ نبوت سے لے کر ہجرتِ مدینہ تک کے تیرہ برس مسلمانوں اور خود حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے لیے نہایت صبر آزما اور مشکلات والے تھے، جہاں پر تکلیفوں اور سختیوں پر ردِ عمل کی بجائے صبر و ضبط کا حکم تھا اور کسی قسم کی جوابی کاروائی سے روکا جاتا رہا، مگر ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں اسلامی مملکت کے قیام کے فوراً بعد مسلمانوں کو پہلی ہجری میں ہی اپنی مدافعت کے لیے کفار کا مقابلہ اور مظلومیت کے خاتمہ، دیگر ادیان پر غلبہ اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کرنے کی اجازت مل گئی۔ جس کا تذکرہ سورۃ الحج کی آیت نمبر ۳۸ سے ہوتا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ: اسلام کے دشمن ظالم لوگوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ مومنوں کا دفاع کرے گا، مظلوم مسلمانوں کو جہاد کرنے کی اجازت دی جاتی ہے، جن کو زیادتی کا نشانہ بنا کر صرف اس لیے گھروں سے بے گھر کیا گیا کہ وہ ایک معبود کو مانتے ہیں ان کو جہاد کی اس لیے اجازت دی گئی تاکہ لوگوں کے جان، مال، عزت و ناموس، دین اور عبادت گاہوں کا تقدس فسادی لوگوں کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔ اور مظلوم لوگوں کی مدد اور دادرسی کی جائے۔

ان آیات میں جہاد کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ جتنے انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں آئے انھوں نے اپنی اُمتوں کو صرف اکیلے اللہ تعالیٰ کی بندگی کی تعلیم دی اور اقامت دین کے لیے بہت کوششیں کیں اور اس کے لیے عبادت گاہیں بنوائیں مثلاً: عیسائیت میں خانقاہیں /صومعہ، کلیسا/بیعہ۔ یہودی مذہب میں عبادت کے لیے صلوات اور اسلام میں مساجد بنائی گئیں۔ جو لوگ ان آسمانی مذاہب کے مخالف تھے وہ ان کی عبادت گاہوں کے منہدم کرنے کی مہم میں تھے، اس لیے جہاد کے ذریعہ ان کا دفاع کیا جائے۔ پھر مظلوموں کی دادرسی کرنا،

فسادیوں اور ناشکرے اور عہد شکنی کرنے والے لوگوں کو سزا دینا، دنیا میں امن و سکون لانا اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے کوشش کرنا بھی جہاد کی حکمتوں میں شامل ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اعلاء کلمۃ اللہ، امن امان قائم کرنے اور مظلوموں کی مدد اور دادرسی کے لیے ہر وقت جہاد کے لیے تیار رہیں۔ تاکہ فلاح دارین حاصل کر سکیں۔

آیت نمبر ۲۰: اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ (سورۃ الحج: آیت ۴۱)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں حکومت دے دیں تو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

الفاظ و معانی		
مَكَّنّٰا: ہم نے جگہ دی	اَقَامُوا: قائم کریں	اَلْمَعْرُوْفِ: نیک کام
اَلْمُنْكَرِ: برا کام	عَاقِبَةُ: انجام	اَلْاُمُوْرِ: معاملات

تشریح: اس آیت میں مہاجرین کی فضیلت اور ان کے اقتدار کی پیشن گوئی اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں اور دین کے مددگاروں کی صفات و خصوصیات کا ذکر ہے۔ اگر ان کو حکومت ملے تو ایمان، عمل صالح، عبادت گذاری، شرک سے پرہیز، دین حق کے غلبہ کے لیے جدوجہد اور خوف و خطرہ میں ثابت قدم ہوں۔ نیز نماز اور زکواۃ کی پابندی کریں۔ اپنے اختیارات نیکی کو پھیلانے اور بدی کو مٹانے میں استعمال کریں۔

مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد پہلی اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا، جس کے لیے میثاقِ مدینہ کے نام سے پہلا آئین اور دستور بنایا گیا، جس کے مطابق حضور اکرم صَلَّی اللہ

MT English Center

عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اس کے سربراہ اور رعیت کے درمیان صلح صفائی کرانے کے ذمہ دار قرار پائے، اس طرح رعایا کو امن و سکون فراہم کرنا، ان کی تعلیم، صحت اور معاش کا انتظام کرنا بھی ریاست کی ذمہ داریوں میں شامل رہا، چنانچہ آیت مذکورہ میں ان باتوں کی تاکید کی گئی ہے، کہ جب ایمان والوں کو زمین میں حکومت واختیار حاصل ہو تو ان کو مندرجہ ذیل باتوں پر خاص طور پر دھیان دینا چاہیے:

نماز قائم کرنا: نماز دین کا ایک اہم رکن اور عبادت ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے مضبوط ہو جائے اور تزکیہ نفس حاصل ہو جائے۔

زکوٰۃ ادا کرنا: زکوٰۃ کا تعلق براہِ راست سماج کی معاشیات سے ہے، اس لیے ریاست کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ معاش کے وسائل پیدا کرے اور لوگوں کی ضروریات کے لیے مناسب انتظامات کرے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر: معروف کی معنی ہے ایسی نیکی اور بھلائی والے کام جسے سب اچھا سمجھتے ہوں۔ منکر کی معنی ہے ہر قسم کی بدی یا برائی جسے سب برا اور ناپسندیدہ سمجھیں۔ سماج میں اچھے کاموں کو فروغ دیا جائے اور ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جائے جو معاشرہ کے لیے کارآمد ثابت ہوں، اسی طرح جن لوگوں سے معاشرہ کے بگاڑ اور فساد کا اندیشہ ہو ان لوگوں کو بدی اور بُرائی فسق وفجور اور تکبر و غرور سے روکنا، اور ان کے لیے سزائیں اور قوانین نافذ کیے جائیں تاکہ معاشرے میں امن و سکون کا دور دورہ ہو۔

سرگرمی	''اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں'' پر بحث و مباحثہ کے بعد اہم نکات طلبہ تحریر کروائیں۔

MF English Center

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کریں:

ا۔ مندرجہ ذیل آیات میں کسی بھی دو آیات کا ترجمہ تحریر کریں:

- هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔
- اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ۔
- اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔

۲۔ سورۃ الحج کی آیت ۴۱ میں اسلامی سلطنت کے مقاصد و اہداف اور خوبیاں تحریر کریں۔

۳۔ سورۃ التوبہ کی آیت ۲۴ کی روشنی میں ایک سچے مومن کو سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) سے کرنی چاہیے۔ وضاحت کریں۔

۴۔ غلبہ اقتدار ملنے کے بعد مسلمان حکمرانوں کے فرائض کیا ہوں گے؟ وضاحت کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل الفاظ کی معانی تحریر کریں:

اقْتَرَفْتُمُ	كَرِهَ	صَوَامِعُ	بِيَعٌ	مَكَّنّٰا

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

ا۔ اللہ تعالیٰ اور حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے محبت کا معیار کیا ہونا چاہیے؟

MF English Center

۲۔ قرآن مجید میں اذن قتال کی حکمت کیا بتائی گئی ہے؟

۳۔ مکی دور میں مسلمانوں کی حالت کیا تھی؟

۴۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کیا مراد ہے؟

۵۔ اللہ تعالیٰ سے مدد ملنے کی چند صورتیں تحریر کریں۔

(د) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ "بِیَعٌ" عبادت گاہ ہے:

(الف) ہندوؤں کی (ب) عیسائیوں کی

(ج) سکھوں کی (د) یہودیوں کی

۲۔ مسلمانوں کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی وجہ تھی:

(الف) بے روزگاری (ب) قحط سالی

(ج) شدید گرم موسم (د) کفار مکہ کے مظالم

۳۔ مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دی گئی:

(الف) مجبوری کی حالت میں (ب) خوشی کی حالت میں

(ج) پریشانی کی حالت میں (د) غصہ کی حالت میں

۴۔ مسلمانوں پر کفارِ مکہ کے مظالم کی وجہ تھی:

(الف) قومی دشمنی (ب) خاندانی دشمنی

(ج) سیاسی دشمنی (د) مذہبی دشمنی

۵۔ اقامت صلوٰۃ و ایتاء زکوٰۃ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اہتمام کرنے کی ذمہ داری ہے:

(الف) علماء کی (ب) حکمرانوں کی

(ج) مجاہدین کی (د) اساتذہ کی

MF English Center

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کریں:

ا۔ مندرجہ ذیل آیات میں کسی بھی دو آیات کا ترجمہ تحریر کریں:

- هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔
- اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ۔
- اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔

۲۔ سورۃ الحج کی آیت ۴۱ میں اسلامی سلطنت کے مقاصد و اہداف اور خوبیاں تحریر کریں۔

۳۔ سورۃ التوبہ کی آیت ۲۴ کی روشنی میں ایک سچے مومن کو سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) سے کرنی چاہیے۔ وضاحت کریں۔

۴۔ غلبہ اقتدار ملنے کے بعد مسلمان حکمرانوں کے فرائض کیا ہوں گے؟ وضاحت کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل الفاظ کی معانی تحریر کریں:

اقْتَرَفْتُمْ	كَرِهَ	صَوَامِعُ	بِيَعٌ	مَكَّنّٰا

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

ا۔ اللہ تعالیٰ اور حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے محبت کا معیار کیا ہونا چاہیے؟

ME English Center

۲۔ قرآن مجید میں اذن قتال کی حکمت کیا بتائی گئی ہے؟

۳۔ مکی دور میں مسلمانوں کی حالت کیا تھی؟

۴۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کیا مراد ہے؟

۵۔ اللہ تعالیٰ سے مدد ملنے کی چند صورتیں تحریر کریں۔

(د) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ "بِیَعٌ" عبادت گاہ ہے:

(الف) ہندوؤں کی (ب) عیسائیوں کی

(ج) سکھوں کی (د) یہودیوں کی

۲۔ مسلمانوں کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی وجہ تھی:

(الف) بے روزگاری (ب) قحط سالی

(ج) شدید گرم موسم (د) کفار مکہ کے مظالم

۳۔ مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دی گئی:

(الف) مجبوری کی حالت میں (ب) خوشی کی حالت میں

(ج) پریشانی کی حالت میں (د) غصہ کی حالت میں

۴۔ مسلمانوں پر کفار مکہ کے مظالم کی وجہ تھی:

(الف) قومی دشمنی (ب) خاندانی دشمنی

(ج) سیاسی دشمنی (د) مذہبی دشمنی

۵۔ اقامت صلوٰۃ وایتاء زکوٰۃ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اہتمام کرنے کی ذمہ داری ہے:

(الف) علماء کی (ب) حکمرانوں کی

(ج) مجاہدین کی (د) اساتذہ کی

ME English Center

(الف) حدیث و سنت کا تعارف اور عملی زندگی پر اس کے اثرات

حاصلاتِ تعلم

⊙ حدیث و سنت کا مفہوم اور ان کی اہمیت بیان کر سکیں۔ ⊙ حدیث و سنت کا فرق بیان کر سکیں۔ ⊙ حدیث و سنت کے عملی زندگی پر اثرات بیان کر سکیں۔

MF English Center

حدیث: لفظ "حدیث" کے لغوی معنی خبر، بات چیت اور نئی چیز کے ہیں۔ اصطلاح میں سیدنا حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے قول، فعل (کام) اور تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے، اسی طرح حدیث کو "خبر" اور "سنت" بھی کہا جاتا ہے۔ جب کہ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے ہم تک جن لوگوں نے یہ احادیث بیان کی ہیں ان کو "راوی" اور راویوں کے سلسلے کو "سند حدیث" کہا جاتا ہے اور حدیث کی عبارت کو "متن" کہا جاتا ہے۔

حدیث کی اقسام: حدیث کی چار قسمیں ہیں (۱) حدیث قولی (۲) حدیث فعلی (۳) حدیث تقریری (۴) حدیث قدسی۔

حدیثِ قولی: حدیثِ قولی کا مطلب ہے جس میں حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے کسی قول یا فرمان کو بیان کیا جائے جو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اپنی زبان مبارک سے اس طرح فرمایا ہے۔ جیسا کہ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اَفْشُوا السَّلَامَ سلام کو عام کرو۔

(سنن ترمذی، حدیث: ۱۸۵۴)

حدیثِ فعلی: حدیث فعلی کا مطلب ہے جس میں حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے کسی اختیار کردہ عمل اور طریقہ کو بیان کیا گیا ہو

کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اس طرح کیا۔ جیسا

رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ

بکری کا دودھ نکال کر نوش فرمایا اور پھر پانی سے کلی کی (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۹۹)

حدیثِ تقریری: حدیث تقریری کا مطلب ہے جس میں کسی صحابی نے حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی موجودگی میں کوئی کام سرانجام دیا یا جس کام کا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو علم ہوا لیکن آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اس کو اس کام سے نہ منع فرمایا، نہ ہی اس کی تعریف کی بلکہ سکوت فرمایا یا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اجازت دی یا اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا ہو۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میرا ایک چھوٹا بھائی ''ابو عمیر'' تھا جس نے بلبل پال رکھا تھا اور وہ اس سے کھیلا کرتا تھا حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہمارے گھر میں اکثر آتے رہتے تھے لیکن آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کبھی اس بلبل کو پالنے اور قید رکھنے سے منع نہیں فرمایا۔

(صحیح بخاری: ۶۱۲۹، صحیح مسلم: ۲۱۵۰)

حدیثِ قدسی: حدیث قدسی کا مطلب ہے جس میں معنی اور مفہوم اللہ تعالٰی کی طرف سے اور الفاظ سیدنا حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ: قَالَ رَسُوۡلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ: قَالَ اللہُ: اَنۡفِقۡ یَا ابۡنَ آدَمَ اُنۡفِقۡ عَلَیۡكَ ترجمہ: اللہ تعالٰی نے فرمایا: اے اولادِ آدم! تم (میرے بندوں) پر خرچ کرو تو میں تمھارے اوپر خرچ کروں گا۔ (صحیح بخاری: ۵۳۵۲)۔

سنت: ''سنت'' کے لغوی معنی ''طریقہ'' اور ''راستہ'' کے ہیں۔ اصطلاح میں حضور کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی زندگی گذارنے کے اختیار کردہ

MF English Center

طریقہ کو کہا جاتا ہے اور اس عمل کو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے بار بار کیا ہو۔ سنت کو قرآن کریم نے "اسوہ حسنہ" کے نام سے بیان کیا ہے۔

حدیث وسنت کی اہمیت: اسلام میں جس طرح اللہ تعالیٰ کی توحید پر یقین کامل رکھنا ضروری ہے اسی طرح حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی رسالت پر ایمان لانا بھی اہم ہے۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اسوہ حسنہ کو سب سے بہتر نمونۂ عمل سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے احکامات پورے کیے جائیں۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: تمھارے لیے پیغمبر کی ذات میں بہترین نمونہ موجود ہے (سورۃ الاحزاب: ۲۱)۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی مبارک ہستی ہمارے لیے ہر وقت مشعل راہ اور نمونۂ عمل ہے، ہماری فلاح تب ممکن ہے جب ہم اپنی سیرت و کردار و عمل کو آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اسوۂ حسنہ میں ڈھال لیں اور زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ہدایات وتعلیمات کو اپنائیں، یہ ہدایات حدیث وسنت کی شکل میں موجود ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (سورۃ الحشر: ۷) ترجمہ: اور رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تمھیں جو بھی دیں وہ لے لو، اور جس چیز سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ۔ اس آیت کریمہ میں حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے تمام احکامات و تعلیمات کو قبول کرنے اور منع کردہ چیزوں سے رک جانے کا امت کو واضح حکم ہے۔ ایک حدیث میں حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ترجمہ: جس نے

MF English Center

میری امت کے فساد کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھاما، اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (حلیۃ الاولیاء للاصبہانی، ج ۸، ص ۲۰۰)

حدیث و سنت کی ہماری زندگیوں میں اس لیے بھی بہت اہمیت ہے کہ سنت وحدیث ہی حقیقت میں احکامات قرآن کی توضیح اور تشریح ہیں، چنانچہ قرآنِ کریم میں بے شمار ایسے احکامات ہیں جن کا تعین، تشریح نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے بغیر ناممکن ہے مثلاً: نماز کی رکعات کی تعداد اور ارکان وسنن وتسبیحات وغیرہ۔ روزہ کی حالت میں کن چیزوں سے بچنا چاہیے، زکوٰۃ کا نصاب اور اموالِ زکوٰۃ سے کیا مراد ہے۔ حج کے مناسک کس طرح ادا کرنے چاہییں؟ ان تمام عبادتوں کو اپنی زندگی میں عملی طور پر کیسے ادا کیا جائے؟ ان کے جوابات ہمیں صرف و صرف حدیث و سنتِ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور حیاتِ طیبہ کے ذریعہ معلوم ہو سکتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت اور اتباع سنت میں سب سے بڑھ کر تھے، ان کو یہ بات بہت پسند تھی کہ حضور کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سفر میں ہوں یا حضر میں، کہاں اور کس انداز سے اپنے کام سرانجام دیتے ہیں، چنانچہ وہ بھی اسی کام کو اسی انداز سے ادا کرتے اور سنتِ رسول اللہ حضور کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی پیروی کرتے تھے۔

حدیث اور سنت کا فرق: "حدیث" اور "سنت" کم و بیش ایک ہی مفہوم کو ظاہر کرتی ہیں صرف معمولی سا فرق ہے۔ یعنی حدیث عموماً قول کے لیے اور سنت فعل و عمل کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

قرآن و سنت کا باہمی تعلق: قرآن مجید "متن" کی حیثیت رکھتا ہے اور سنت و حدیث "شرح" کی حیثیت رکھتے ہیں اور حضور کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو قرآن مجید کا مبلغ، شارح اور معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ پیغمبر کا صرف یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ احکام

MF English Center

الٰہی لوگوں کو زبانی سنادیں، بلکہ ان کے فرائض منصبی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ ان احکام خداوندی کے مفاہیم اور فوائد و حکمتوں کو بیان کرتے ہوئے ان کی عملی تشریح بھی امت کے سامنے پیش کر کے دکھائیں۔ اور اس صراط مستقیم پر خود چل کر عملی نمونہ لوگوں کو سمجھائیں۔ تاکہ لوگ احکام الٰہی کی تعمیل میں کسی قسم کی کمی و کوتاہی سے بچ جائیں۔

حدیث و سنت کے عملی زندگی پر اثرات: انسانی زندگی پر حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سنت کے نہایت اہم اثرات مرتب ہوتے ہیں، جو سنت نبوی کے لازمی نتائج شمار ہوں گے۔ چنانچہ ذیل میں کچھ باتیں بیان کی جاتی ہیں:

- آدمی اپنی ضروریات اور اعمال کو بہر حال پورا کرنے کی جدوجہد کرتا ہے، پس اگر ان اعمال میں سنت نبوی کا اہتمام ہوگا تو یہ اعمال عبادت شمار ہوں گے۔ مثلاً: کھانا پینا انسان کی ضرورت ہے، اگر سنت کی نیت سے باادب ہو کر دستر خوان پر اکٹھے بیٹھ کر اجتماعی کھانے کا اہتمام کیا جائے تو یہ کھانا بھی عبادت ہے۔
- سنتِ نبوی کے اہتمام سے انسانی صحت اور ماحول کی بہتری کا سامان میسر ہوگا، کیوں کہ سنت نبوی حلال و پسندیدہ چیزوں کے استعمال کرنے اور پاکیزگی و صفائی کا درس دیتی ہے جس سے تمام بیماریوں کا سد باب ہوگا۔
- سنت نبوی کی پیروی اختلافات کو دور کرتے ہوئے اتحاد و یکجہتی پیدا کرتی ہے، تمام لوگوں کو عملی زندگی گذارنے کا مشترکہ دستور ملنے سے ان میں نااتفاقی کا رجحان کمزور پڑ جاتا ہے۔
- سنت نبوی کے اتباع سے باطل اور شیطانی راہوں کی روک تھام ہوتی ہے، حق اور نیکی کے ماحول کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ جس سے تمام سماجی اور اخلاقی برائیوں کا سد باب ہوتا ہے۔

- بہت سارے مسائل میں سائنس نے بھی سنت کی تائید کی ہے اگرچہ سنت کو سائنس کی تائید کی ضرورت نہیں ہے۔

- ہمارے موجودہ ماحول میں سنت نبوی کے ہماری عملی زندگی میں کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ استاد کی نگرانی میں نکات تحریر کریں۔
- حدیث قولی، تقریری اور قدسی کی تعریف مثالوں کے ساتھ شیٹ پر لکھ کر کلاس میں آویزاں کریں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ حدیث وسنت پر مضمون تحریر کریں۔

۲۔ حدیث کی اقسام پر نوٹ تحریر کریں۔

۳۔ ہماری زندگی پر سنت سے مرتب ہونے والے اثرات پر نوٹ تحریر کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ سنت سے کیا مراد ہے؟ قرآن کریم کی روشنی میں تحریر کریں؟

۲۔ حدیث کے لغوی اور اصطلاحی معنی تحریر کریں۔

۳۔ سنت کے لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہیں؟

۴۔ ''اسوہ'' کس زبان کا لفظ ہے اور اس کے لغوی معنی کیا ہیں؟

۵۔ متن حدیث کسے کہتے ہیں۔

MF English Center

۶۔ سند حدیث کی تشریح کریں۔

۷۔ "راوی" سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں۔

۸۔ حدیث "جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے" وضاحت کریں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ سنت کے لغوی معنی ہیں:

(الف) بات چیت (ب) قانون

(ج) رسم و رواج (د) طریقہ

۲۔ مفہوم اللہ تعالیٰ کا اور الفاظ حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ہوں تو وہ حدیث کہلاتی ہے:

(الف) تقریری (ب) فعلی

(ج) قولی (د) قدسی

۳۔ حدیث کے مفہوم کو ظاہر کرتا ہے لفظ:

(الف) سنت (ب) عقل

(ج) قیاس (د) اجماع

ہدایات برائے اساتذہ کرام

اساتذہ کرام کو چاہیے کہ وہ طلبہ وطالبات میں سنت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اور جدید سائنس کے عنوان پر کلاس میں تقریری مقابلہ کروائیں۔

MF English Center

واصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس، توحید و تمجید، اس کی عظمت و کبریائی اور اس کی صفات کمال کے بیان کرنے کو ''ذکر اللہ'' کہا جاتا ہے۔ ''دعا'' کسی کم تر کا اپنے برتر سے کچھ مانگنا اور مانگنے پر اظہار عاجزی کرنا دعا کہلاتا ہے، دعا سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق مانتے ہوئے اس کی بارگاہ میں التجا کرنا اور درخواست پیش کرنا۔ دعا حصول مقصد کا ایک وسیلہ ہے یعنی بندہ جس طرح اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کے لیے دوسری محنتیں اور کوششیں کرتا ہے اسی طرح کی ایک کوشش دعا بھی ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کلمہ صرف اکیلے اللہ تعالیٰ کو معبود ماننے کی تلقین کرتا ہے اس لیے اس کو ''کلمہ توحید اور کلمہ ایمان'' کہا جاتا ہے۔ تمام اذکار میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو افضل ذکر اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ کلمات تمام صفات کمال کا جامع اور عظمت و کبریائی میں برتر ہیں۔ باطن کی تطہیر اور قلب کو ہر طرف سے موڑ کر اللہ تعالیٰ سے وابستہ کرنے میں سب سے زیادہ مؤثر ہیں۔ نیز اس کو دل کے یقین اور سچائی کے ساتھ اقرار و اعتراف کرنے کے باعث آدمی اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور جنت میں داخل ہونے کا حق دار بن جاتا ہے۔ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' یہ بھی اگرچہ ذکر کا کلمہ ہے لیکن حقیقت میں یہ ایک دعا بھی ہے کیوں کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کی برکت اور تاثیر سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور گناہ مٹ جاتے ہیں۔ چونکہ ذکر و دعا اللہ تعالیٰ کے قرب خصوصی کے حصول کا ذریعہ ہیں لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں ذکر و دعا کا عنصر غالب اور نمایاں کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کا قرب خصوصی حاصل کر سکیں۔

حدیث (۳): مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ۔

(سنن ابی داؤد، حدیث: ۴۶۸۱)

ترجمہ: جس شخص نے کسی سے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ ہی کے لیے بغض رکھا، اللہ ہی کے لیے دیا، اور اللہ ہی کے لیے روکا، پس بیشک اس کا ایمان مکمل ہو گیا۔

MF English Center

(ب)   ا۔ منتخب احادیث کا ترجمہ و تشریح: حدیث ۱ تا ۵

حدیث (۱): خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ۔ (صحیح البخاری، حدیث: ۵۰۲۷)

ترجمہ: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کریم سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

تشریح: اس حدیث میں قرآن مجید کے پڑھنے اور پڑھانے والے (معلم و متعلم) کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ قرآن کریم اللہ جل جلالہ کی آخری مقدس کتاب ہے جو حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہوئی، جو کہ انسانوں کے لیے تا قیامت ضابطہ حیات ہے۔ یہ وہ مبارک کتاب ہے، جس کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے، جس طرح تمام عالم میں اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر ہے، اسی طرح تمام کلام و کتب میں قرآن کریم اعلیٰ اور اتم ہے، اس میں ہمارے نفع و نقصان اور فوز و فلاح کی سب باتیں لکھی ہوئی ہیں، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن کریم کو اخلاص کے ساتھ پڑھیں جس کے ساتھ فہم و تدبر اور غور و فکر بھی ہو، دوسروں کو قرآن کریم کی تعلیم دیں، اس کی دعوت کو لوگوں تک پہنچائیں۔ اور عمل کریں اس کے مطابق عمل کرنے میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔

حدیث (۲): اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

(سنن الترمذی، حدیث: ۳۳۸۳)

ترجمہ: سب سے بہتر ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے، اور سب سے بہتر دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا ہے۔

تشریح: اس حدیث میں ذکر و دعا کی اہمیت اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔ "ذکر اللہ" اپنے وسیع معنی کے لحاظ سے نماز، تلاوت قرآن اور دعا و استغفار سب کو شامل ہے۔ لیکن مخصوص عرف

تشریح: اس حدیث میں حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے بندہ مومن کے لیے ایسے چار اصول بتائے ہیں جو تکمیلِ ایمان کا باعث ہیں۔ محبت کرنا اور بغض رکھنا دونوں فطری عمل ہیں، لیکن دونوں کا تعلق دل سے ہوتا ہے، اسی طرح لوگوں کو مالی فائدہ پہنچانا اور کچھ دینا یا محروم رکھنا، اعضاء ظاہری کے ذریعہ سے ہوتا ہے جو کہ انسان کا ظاہر ہے۔ اس لیے حدیث مبارکہ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ کامل مومن اس وقت بنتا ہے جب اس کے باطنی اعمال اور ظاہری اعمال خالص اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کے لیے ہوں، ان میں ریاء اور دکھاوے کی آمیزش نہ ہو اور دل خود غرضی سے پاک ہو، پھر خاص طور پر محبت، عداوت اور انفاق فی سبیل اللہ میں اللہ تعالیٰ کی منشا اور رضا کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیے۔ یہی کامل ایمان کی نشانی ہے۔

حدیث (۴): اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً۔

(سنن الترمذی، حدیث: ۴۸۴)

ترجمہ: قیامت کے دن لوگوں میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو کہ مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف بھیجنے والا ہوگا۔

تشریح: اس حدیث میں درود شریف کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا وجود مسعود ہم تمام انسانوں کے لیے باعثِ برکت اور سعادت مندی ہے۔ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہی کی بدولت ہمیں دینِ اسلام کی پہچان ملی۔ درود شریف اور سلام اصل میں ایک تحفہ ہے، جس کو مسلمان اپنے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں کی جانے والی بہت اعلیٰ درجہ کی دعا ہے جو حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ذات پاک سے اپنی ایمانی وابستگی اور محبت کے اظہار کے لیے آپ کے حق

MF English Center

میں کی جاتی ہے۔اس لیے ہم پر لازم ہے کہ ہم آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے بے انتہا محبت کریں، آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سیرت اور سنت پر عمل کریں اور آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی بتائی ہوئی تعلیمات پر عمل کریں اور آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے حضور میں عقیدت و محبت اور وفاداری و نیاز مندی کا نذرانہ پیش کریں اور آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے لیے کثرت سے "درود شریف" پڑھنے کا اہتمام کریں تاکہ ہمیں حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا روحانی قرب حاصل ہو اور حضور کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی شفاعت کے بھی حقدار ہو جائیں۔

سرگرمی: درود شریف کے فضائل پر تقریر کروائیں۔

حدیث (۵): لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔

(صحیح البخاری، حدیث: ۱۵)

ترجمہ: تم میں سے کسی کا بھی ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو گا جب تک کہ میں اس کی نظر میں اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے پیارا اور محبوب نہ ہو جاؤں۔

تشریح: اس حدیث میں حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے محبت کو علامت ایمان بتایا گیا ہے۔ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے محبت کرنے میں تمام اقسام کی محبتیں جو ماں باپ اور بیوی بچوں کی محبت کی طرح ہوتی ہیں، دوسرے طبعی اسباب یا نفسانی اسباب کی وجہ سے ہوتی ہیں سب شامل ہیں یعنی حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ اختیاری محبت رکھ کر جب تک بندہ اپنی

MF English Center

خواہشات، اپنی مرضی، اپنا مال، اولاد اور اپنی جان بھی اللہ تعالیٰ اور آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے احکامات کے سامنے قربان نہ کردے اس وقت تک وہ کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس بات کی توثیق آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس میں آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: ''تم میں سے کوئی (کامل) مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس کی خواہش اس شریعت کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں لاکر آیا ہوں''۔

(شرح السنۃ للبغوی، ج ۱، ص ۲۱۲۔۲۱۳)

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ مندرجہ ذیل احادیث کا ترجمہ تحریر کریں۔

- خَیْرُکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ۔
- اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً۔

۲۔ لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ کی تشریح تحریر کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ ذکر اللہ سے کیا مراد ہے؟ تحریر کریں۔

۲۔ تکمیل ایمان کے چار اصول بیان کریں۔

۳۔ لا الٰہ الا اللہ کو افضل ذکر کیوں کہا گیا ہے؟

۴۔ دعا سے کیا مراد ہے؟

MF English Center

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ حدیث میں افضل ذکر کہا گیا ہے:

(الف) سبحان اللہ کو (ب) الحمد للہ کو

(ج) اللہ اکبر کو (د) لا الہ الا اللہ کو

۲۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں "التجا کرنا" کہلاتا ہے:

(الف) حمد (ب) ذکر

(ج) دعا (د) صلوۃ

۳۔ اطمینان قلب کا ذریعہ ہے:

(الف) شکر (ب) صبر

(ج) ذکر (د) سخا

MF English Center

(ب) ۲۔ منتخب احادیث کا ترجمہ و تشریح: حدیث ۶ تا ۱۰

حدیث (۶): طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۲۴)

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

تشریح: اس حدیث میں علم کی اہمیت و فضیلت بتائی گئی ہے۔ موجودہ دور میں ہر قسم کی معلومات جاننے اور ہر طرح کے علوم و فنون کے بارے میں دسترس رکھنے کو "علم" سے تعبیر کیا جاتا ہے، البتہ ابتدائے اسلام میں "علم" سے خاص طور پر قرآن و حدیث کا علم مراد لیا جاتا تھا، جس کے ذریعے اپنے خالق و مالک کا قرب حاصل ہو سکے اور ہر اچھے اور برے کی پہچان ہو سکے تاکہ اعمال صالحہ کے بجا لانے کی کوشش کی جاسکے اور معاصی سے اجتناب کیا جاسکے۔

علم کی دو حیثیتیں ہیں:

(۱) فرض عین: ہر آدمی چاہے مرد ہو یا عورت کو اتنا علم سیکھنا ہے، جس کے ذریعہ وہ عقیدہ کی ضروری باتیں، حلال و حرام، پاک و ناپاک اور اپنی ذمہ داریوں کی پہچان کر سکے۔

(۲) فرض کفایہ: دین کا مکمل علم حاصل کرنا اور دنیاوی علوم و فنون کا حصول فرض کفایہ ہے۔

چنانچہ اس حدیث میں انفرادی اور اجتماعی طور پر علم کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ اس میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شامل ہیں تاکہ وہ آئندہ کے نسلوں کی تربیت اسلامی خطوط پر کریں تاکہ اسلام کا مطلوب صالح معاشرہ تکمیل پا سکے۔

لہٰذا ہمیں علم حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ اس کے ذریعہ مفید اشیاء کو حاصل کریں اور مضر چیزوں سے اجتناب کریں تاکہ فلاح دارین حاصل کر سکیں۔

MF English Center

حدیث (۷): اَلصَّلَاۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ۔

(الدررالمنتشرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ للسیوطی، ح: ۲۸۰)

ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے۔

تشریح: اس حدیث میں نماز کی فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے اور نماز کو دین کا ستون قرار دیا گیا ہے۔قرآن کریم میں ''اَلصَّلَاۃُ'' کا لفظ ''درود شریف'' اور ''نماز پڑھنے'' کے لیے استعمال ہوا ہے، تاہم نماز کے معنی میں سب سے زیادہ آیا ہے، ہر عاقل بالغ، مسلمان مرد اور عورت پر پانچ وقت کی نماز ادا کرنا فرض ہے۔ نماز کے ذریعہ بندہ کا تعلق اور رابطہ اللہ تعالیٰ سے قائم رہتا ہے۔ نماز ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب اس کی رحمت ورضا حاصل ہوتی ہے، جو نماز ترک کرتا ہے اس کا رابطہ اور تعلق کمزور ہو جاتا ہے۔قرآن کریم نے کئی جگہ اس کے اہتمام کا حکم دیا ہے۔ مثلاً: نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔(البقرہ: ۴۳)۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے: ۱۔ توحید و رسالت کی گواہی ۲۔ نماز قائم کرنا۔ ۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا، ۴۔ روزے رکھنا اور ۵۔ بیت اللہ کا حج کرنا۔ (متفق علیہ)۔ لہٰذا ہمیں پانچ وقت نماز کو اہتمام کے ساتھ خشوع و خضوع سے ادا کرنا چاہیے تاکہ ہمارا اللہ تعالیٰ سے تعلق اور رابطہ مضبوط ہو اور قرب ورحمت خداوندی حاصل ہو۔

حدیث (۸): مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔

(صحیح البخاری، حدیث: ۳۸)

ترجمہ: جس نے رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کا کام سمجھ کر رکھے (اس کے سبب) اس کے پچھلے سارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

MF English Center

تشریح: اس حدیث میں رمضان کے روزے فرض ہونا، رمضان کے روزوں کی اہمیت اور روزہ کا باعثِ مغفرت ہونا بیان کیا گیا ہے۔ رمضان کے روزے رکھنا اسلام کا اہم رکن ہے۔ جو سن دو ہجری میں فرض ہوا۔ رمضان کے مہینے میں ہر عاقل بالغ، مقیم اور تندرست آدمی پر روزے رکھنا فرض ہیں۔ روزہ بہت بڑی عبادت ہے جس کے ذریعے تقویٰ پیدا ہوتی ہے۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: روزہ جہنم کی آگ سے ڈھال ہے۔ (سنن نسائی: ۲۲۲۴)۔ روزہ رکھنے سے انسان کی صحت بہتر رہتی ہے اور دوسرے ضرورتمندوں کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

سرگرمی: "روزہ کے فوائد" طلبہ سے نکات میں تحریر کروائیں۔

حدیث (۹): رِبَاطُ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَّقِيَامِهٖ۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۱۹۱۳)

ترجمہ: ایک دن یا ایک رات جہاد میں بسر کرنا ایک مہینے کے روزے اور نفلی عبادت سے بہتر ہے۔

تشریح: اس حدیث میں اسلامی ریاست کی سرحدوں کی حفاظت کرنے کی فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے کہ مورچہ بند ہو کر ملکی سرحدوں کی حفاظت و نگرانی کرنا بھی جہاد شمار کیا گیا ہے۔ اور ان تمام کاموں میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے سرانجام دیتے ہیں، ایسے مجاہدین اور اسلامی ممالک کے جانبازوں کے لیے بڑا اجر و ثواب ہے، چنانچہ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ مورچہ بند اسلامی مجاہد اگر ایک دن یا ایک رات سرحدوں کا دفاع کرتے ہیں تو ان کو مہینہ بھر دن کے روزوں اور راتوں کے تہجد سے بہتر ثواب ملتا ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد، وطن اور وطن کی سرحدوں کی حفاظت کے

MF English Center

جذبے سے سرشار ہوں۔تاکہ اسلام، ملک اور وطن پر کوئی میلی آنکھ سے نہ دیکھ سکے اور دین کا اعزاز بھی قائم رہے،اسی میں ہی فلاح دارین ہے۔

حدیث (۱۰): كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ۔ (صحیح البخاری، حدیث: ۸۹۳)

ترجمہ: تم سب نگران ہو،اور تم سے تمھاری نگرانی میں موجود افراد اور رعایا کے بارے میں باز پُرس ہوگی۔

تشریح: اس حدیث میں ہر آدمی کو نگران قرار دیا گیا ہے۔ نگران ہر وہ آدمی ہے جس کو سماجی طور پر یا دنیاوی اعتبار سے کچھ امور کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے اور اس کے ماتحت رہنے والے محکوم افراد کو رعیت کہا جاتا ہے۔ نگران کے فرائض منصبی میں سے یہ ہے کہ وہ ان کی تربیت واصلاح کا ذمہ دار ہے،یعنی کہ ان میں سے ہر ایک کو ادب سکھائے اور ان کو ٹھیک حالت میں رکھے۔

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک آدمی اپنے اعمال کا حساب کتاب تو دے گا ہی، لیکن اگر کسی کے پاس دنیا میں کوئی عہدہ یا منصب یا ذمہ داری تھی تو اس کے ماتحتوں کے بارے میں بھی اس سے باز پرس ہوگی۔ چنانچہ بادشاہ سے اس کی پوری قوم کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ ان کے ساتھ انصاف کیا،ان کے حقوق پورے کیے،ان کے جان و مال کا تحفظ کیا یا نہیں۔بیوی سے گھر کے متعلق، شوہر سے بیوی بچوں اور ان کی بہتر کفالت، تعلیم وتربیت کے متعلق،کوئی ملازم یا عہدیدار ہے تو اس سے متعلقہ امور کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔ استاد سے کلاس میں شاگردوں کے متعلق باز پرس ہوگی، پھر اس کے جواب کے مطابق اس سے معاملہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ہر انسان سے اپنے اعضاء کے متعلق بھی پوچھا جائے گا کہ ان کو کہاں پر استعمال کیا یا تو انعام کا حقدار ہوگا یا سزا کا۔ چنانچہ تمام لوگوں کو خبردار

کیا گیا ہے کہ اپنے ماتحتوں اور معاشرے کے کمزور لوگوں کے حقوق اہتمام سے سرانجام دیں اور ان کے حقوق پر دست اندازی سے پرہیز کریں۔

سرگرمی

استاد اور طلبہ کی ذمہ داریوں کی تفصیل باہمی مباحثہ کے بعد نکات کی صورت میں طلبہ سے تیار کروائیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

ا۔ مندرجہ ذیل احادیث میں سے کسی بھی ایک حدیث کا ترجمہ و تشریح تحریر کریں۔

- طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ۔
- اَلصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّيْنِ۔

۲۔ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ۔ کی تشریح تحریر کریں۔

۳۔ حدیث رِبَاطُ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ کی روشنی میں وطن کے سرحدوں کی حفاظت کی فضیلت و اہمیت بیان کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

ا۔ علم کی دو حیثیتیں کون سی ہیں؟ تحریر کریں۔

۲۔ اسلام کی بنیاد کن باتوں پر ہے؟

۳۔ روزہ کی فضیلت کے متعلق کوئی ایک حدیث تحریر کریں۔

۴۔ روزہ کن لوگوں پر فرض ہے؟ بیان کریں۔

MF English Center

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ "دین کا مکمل علم حاصل کرنا" ہے:

(الف) فرض عین (ب) فرض کفایہ

(ج) سنت (د) مستحب

۲۔ حدیث میں "دین کا ستون" کہا گیا ہے:

(الف) روزہ کو (ب) زکوٰۃ کو

(ج) حج کو (د) نماز کو

۳۔ حدیث میں "جہنم کی آگ سے ڈھال" قرار دیا گیا ہے:

(الف) نماز کو (ب) زکوٰۃ کو

(ج) روزہ کو (د) حج کو

MF English Center

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ "دین کا مکمل علم حاصل کرنا" ہے:

(الف) فرض عین (ب) فرض کفایہ

(ج) سنت (د) مستحب

۲۔ حدیث میں "دین کا ستون" کہا گیا ہے:

(الف) روزہ کو (ب) زکوٰۃ کو

(ج) حج کو (د) نماز کو

۳۔ حدیث میں "جہنم کی آگ سے ڈھال" قرار دیا گیا ہے:

(الف) نماز کو (ب) زکوٰۃ کو

(ج) روزہ کو (د) حج کو

MF English Center

(ب) ۳۔ منتخب احادیث کا ترجمہ و تشریح: حدیث ۱۱ تا ۱۵

حدیث (۱۱): اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔ (سنن ابی داوٗد، حدیث: ۴۶۸۲)

ترجمہ: تم میں سے مکمل ایمان والے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق دوسروں سے اچھے ہوں۔

تشریح: اس حدیث میں اچھے اخلاق کی فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے۔ "اچھے اخلاق" کو کمالِ ایمان کی شرط بتایا گیا ہے، ایمان و اخلاق کے گہرے تعلق کو واضح کیا گیا ہے۔

حسنِ اخلاق: زندگی گزارنے میں دین کے اصول و ضوابط کو بجالانا، اوروں کو تکلیف دینے کے بجائے ان سے اچھا برتاؤ کرنا، خندہ پیشانی سے پیش آنا اور ان کی مالی مدد کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں خوش اسلوبی سے سرانجام دیں تو یہ "حسنِ اخلاق" کہلاتا ہے۔

حسنِ اخلاق کو اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے چنانچہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو اچھے اخلاق والے ہیں" (مسند احمد، حدیث: ۶۷۳۵)۔ بسا اوقات آدمی نفلی عبادات کے اعتبار سے سست لگتا ہے تاہم اللہ تعالیٰ کے یہاں "حسنِ اخلاق" کے بدلے بلند مرتبہ پالیتا ہے۔

سرگرمی	حسنِ سلوک/اخلاق حسنہ کے فوائد پر باہمی مذاکرہ کے بعد طلبہ سے نکات تحریر کروائیں۔

حدیث (۱۲): خَیْرُ النَّاسِ اَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ۔ (الجامع الکبیر للسیوطی، ح: ۱۱۷۶۰)

ترجمہ: بہترین انسان وہ ہے جو انسانوں کو زیادہ نفع پہنچائے۔

ME English Center

تشریح: اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ "لوگوں کے لیے نفع بخش ہونا" آدمی کے بہتر ہونے کے لیے ضروری ہے۔ انسان کی بہتری کا درومدار لوگوں کے نفع مند ہونے پر موقوف ہے۔ اس حدیث میں حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ایسے آدمی کو پسندیدہ بندہ شمار کیا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق انسانوں، چرند، پرند، حشرات اور ہر ایک کو نفع پہنچائے، ان کو تکلیف نہ پہنچائے بلکہ اپنی طرف سے ان کو حتی الامکان نفع پہنچائے، ان کے کھانے پینے اور دیگر سہولتوں کا انتظام کرے۔ اس مذکورہ حدیث میں سب سے اچھے انسان ہونے کی علامت بتائی گئی ہے کہ "سب سے اچھا شخص وہ ہے جو دوسرے لوگوں (چاہے مسلم ہوں یا غیر مسلم) کے لیے فائدہ مند ہو۔"

سرگرمی: "دوسروں کے لیے نفع مند ہونے کے نکات" باہمی بحث و مباحثہ کے بعد طلبہ سے تحریر کروائیں۔

حدیث (۱۳): لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا۔

(سنن الترمذی، حدیث: ۱۹۱۹)

ترجمہ: وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت و تکریم نہ کرے۔

تشریح: اس حدیث میں بزرگوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر رحم کرنے کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اسلام نے انسانوں کو بے حد عزت و اکرام بخشا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ترجمہ: اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی ہے۔ (سورۃ الاسراء: ۷۰) تمام مومنوں کو آپس میں بھائی بھائی کہا گیا ہے، رشتہ داروں، پڑوسیوں، دوستوں اور مسافروں سے اچھا سلوک کرنے کی

تاکید کی گئی ہے نیز اللہ تعالیٰ مومنوں کو دوسرے لوگوں سے نیکی اور حسن معاشرت کے اہتمام کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ ایک پرامن اور صالح معاشرہ تشکیل پائے۔ بالخصوص چھوٹے بچوں سے محبت کرنا، ان سے محبت و شفقت سے پیش آنا، ان کے حقوق ادا کرنا، ساتھ ہی بزرگوں کی تعظیم اور توقیر بجالانا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ روزمرہ کی زندگی میں ہمہ وقت دوسرے لوگوں سے نیکی اور حسن معاشرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بچوں پر رحمت و شفقت اور بزرگوں کی تعظیم و توقیر کریں۔

حدیث (۱۴): لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّاشِیَ وَ الْمُرْتَشِیَ۔
(سنن ابی داؤد، حدیث: ۳۵۷۷)

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت کی ہے۔

تشریح: اس حدیث میں راشی (رشوت دینے والا)، مرتشی (رشوت لینے والا) اور رشوت کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں ان دونوں کے درمیان ترجمانی کرنے والے پر بھی لعنت کی گئی ہے۔ (مسند احمد: ۲۲۳۹۹)۔ رشوت: ہر وہ رقم یا عوض ہے جس کے ذریعہ کسی کا حق مارا جائے یا وہ رقم کسی ظلم کے عوض سے لی جائے، ناجائز نذرانہ وغیرہ۔

رشوت لینا اور دینا گناہِ کبیرہ میں سے ہے۔

رشوت کا سلسلہ اسی وقت کسی قوم میں عام ہو جاتا ہے، جب عدل و انصاف اور مروت ختم ہو جائے اور انسانوں کے جائز حقوق ملنے کی راہ میں ظالم اہل کاروں کے ناجائز مطالبے حائل ہو جائیں، یا کمائی کے حصول میں کسی حق دار کا حق مارا جائے اور لوگوں کو ان کے حقوق

MF English Center

و مراعات جائز طریقے سے نہ مل سکیں۔ اس لیے حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (سنن نسائی: ۲۶۳۱)

سرگرمی رشوت کے دنیوی نقصانات۔ باہمی مکالمہ کے بعد طلبہ سے نکات تحریر کروائیں۔

حدیث (۱۵): اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى۔ (سنن ابی داؤد، حدیث: ۱۶۴۵)

ترجمہ: اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

تشریح: اس حدیث میں فی سبیل اللہ دینے والے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حدیث میں اَلْيَدُ الْعُلْيَا سے مراد دینے والا ہاتھ ہے اور اَلْيَدِ السُّفْلٰى سے مراد لینے والا ہاتھ ہے۔ ضرورت مندوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے جو کچھ آدمی خرچ کرتا ہے اس کو "صدقہ"، "خیرات" اور "انفاق فی سبیل اللہ" کہا جاتا ہے۔ یہ بہت بڑی عبادت ہے۔ اوپر والا ہاتھ جو، ضرورت مندوں کو ضرورت کی چیزیں مہیا کرتا ہے، جُود و سخا کرتا ہے، وہ نیچے والے ہاتھ سے اچھا ہے۔ اور اس کا مقام بہت اونچا اور بلند ہے اس ہاتھ سے جس ہاتھ کے ذریعہ دوسروں سے سوال کیا جائے، اپنی حاجتیں مانگی جائیں، وہ نچلا ہاتھ اور ذلت کا باعث ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم کو جہاں تک ہو سکے سخاوت کرنے والے، دوسروں کو دینے اور دوسروں کے کام آنے والا بنیں، نہ گداگر اور دوسرے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے والے سائل بنیں جو کہ ایک گھٹیا بات ہے، اور کسی شخص پر بار بن کر زندگی نہ گذاریں ایسے کاموں سے بچیں تاکہ فلاح دارین حاصل کر سکیں۔

MF English Center

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

ا۔ مندرجہ ذیل احادیث میں سے کسی بھی دو احادیث کا ترجمہ و تشریح تحریر کریں۔

- اَکْمَلُ الْمومنین اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔
- خَیْرُ النَّاسِ اَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ۔
- اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی۔

۲۔ ”رشوت“ کے نقصانات پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

ا۔ ”حسن اخلاق“ سے کیا مراد ہے؟ تحریر کریں۔

۲۔ اچھے انسان کی کیا علامات ہیں؟ تحریر کریں۔

۳۔ رشوت کسے کہتے ہیں؟ تحریر کریں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے ”✓“ کا نشان لگائیں:

ا۔ حدیث میں جو انسانوں کو زیادہ نفع پہنچائے اس کو کہا گیا ہے:

(الف) افضل الناس (ب) اکرم الناس

(ج) خیر الناس (د) احب الناس

۲۔ حدیث میں لعنت کا مستحق قرار دیا گیا ہے:

(الف) چغل خور کو (ب) غیبت کرنے والے کو

(ج) بہتان لگانے والے کو (د) رشوت لینے والے کو

۳۔ حدیث میں ”اوپر والے ہاتھ“ کو بہتر کہا گیا ہے۔ کیوں کہ وہ:

(الف) دینے والا ہے (ب) لینے والا ہے

(ج) سوال کرنے والا ہے (د) بخل کرنے والا ہے

MF English Center

حدیث (۱۶): مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَّلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

(صحیح البخاری: ۱۵۲۱)

ترجمہ: جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے حج کیا اور پھر نہ اس نے بد کلامی اور گالی گلوچ کی نہ ہی کوئی گناہ کیا تو وہ حج سے اس دن کی طرح واپس ہو گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا۔

تشریح: اس حدیث میں حج کی فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے۔ حج ارکان اسلام کا آخری اور تکمیلی رکن ہے، جو عاقل بالغ، صحت مند اور صاحبِ استطاعت پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ حج بھی تقرب الی اللہ کا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد پاک ہے: ''عمرے اور حج کو بار بار (نفلی عبادت کے طور پر) ادا کرو یہ دونوں گناہوں کو اس طرح صاف کر دیتے ہیں جیسے (لوہار اور سنار کی بھٹی) لوہے، سونے اور چاندی سے میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے، اور حج مبرور (گناہوں سے پاک) کا ثواب تو جنت ہی ہے'' (سنن نسائی: ۲۶۳۱)۔ اور اس حدیث میں یہی تلقین کی گئی ہے کہ آدمی حج کے دوران صبر کا مظاہرہ کرے، بیہودہ فحش کلام خاص طور پر شہوت کی باتیں، بد کلامی، اللہ تعالیٰ کی کسی بھی قسم کی نافرمانی جو فسق کی حد میں آتی ہو، غیر قانونی و غیر شرعی کاموں اور لڑائی جھگڑے اور گناہوں سے باز رہے اور حقوق اللہ میں کوتاہی کی معافی اور حقوق العباد میں کوتاہی کی تلافی کر لے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جائے گا۔ جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے دن بے گناہ تھا۔

MF English Center

حدیث (۱۷): لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوفِ: يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ، وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ، وَيَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ، وَيَتْبَعُ جَنَازَتَهُ إِذَا مَاتَ، وَيُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ۔ (سنن ترمذی، حدیث: ۲۷۳۶)

ترجمہ: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں: ۱۔جب وہ کسی مسلمان سے ملے تو وہ اسے سلام کرے ۲۔اور جب وہ اسے دعوت دے تو وہ اسے قبول کرے ۳۔اور جب اسے چھینک آئے تو وہ یَرْحَمُكَ اللهُ (اللہ تم پر رحم کرے) کہے ۴۔اور جب وہ بیمار ہو تو وہ اس کی عیادت کرے ۵۔اور جب اس کا انتقال ہو تو وہ اس کی نمازِ جنازہ میں شریک ہو اور جنازے کے ساتھ ساتھ چلے ۶۔اور جو کچھ وہ اپنے لیے پسند کرے وہ اس کے لیے بھی پسند کرے۔

تشریح: اس حدیث میں روزمرہ کی عملی زندگی میں مسلمان کے مسلمان کے اوپر اسلامی رشتے اور معاشرے کے چند چھ خاص باہمی حقوق کی ادائیگی کی تلقین بیان کی گئی ہے۔ جن سے دو مسلمانوں کا باہمی تعلق پیدا ہوتا ہے اور اس کی نشو و نما ہوتی ہے،اس لیے ان کا خاص طور سے اہتمام کیا جائے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ترجمہ: مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (سورۃ الحجرات: ۱۰) اسلام نے ان کے رشتہ اخوت کو اور مضبوط بنا دیا۔ چنانچہ اسلام یہی چاہتا ہے کہ مسلمانوں کی یہ محبت و الفت قائم اور دائم رہے تاکہ وہ ایک دوسرے کے لیے خیر خواہ اور پورے سماج کے لیے کارآمد بن سکیں۔

سرگرمی: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق طلباء سے تحریر کروائیں۔

MF English Center

حدیث (۱۸): اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ۔ (کنز العمال، حدیث: ۲۸۶۹۷ و ۲۸۶۹۸)

ترجمہ: علم حاصل کرو اگرچہ ملک چین سے ہی کیوں نہ ہو۔

تشریح: اس حدیث میں علم کی عظمت اور اس کی ضرورت بیان کی گئی ہے۔ انسانی فطرت کا بنیادی تقاضا ہے کہ انسان کو اپنی ذات اور کائنات کے متعلق ہر اچھی اور بری بات کا علم ہو۔ اور علم کے بغیر انسان دنیا میں ترقی نہیں کر سکتا۔ اور علم کے حصول کے لیے محنت، جدوجہد اور مشقت برداشت کرنا ناگزیر ہے۔ اس کے بغیر علم میں پختگی اور عمدگی نہیں ہو سکتی۔ اور اس کے لیے اگر سفر کی مشقت سامنے آجائے تو اس کو برداشت کرے۔ پہلے دور کے بہت بڑے محدثین، علماء اور سائنس دان علم حاصل کرنے کے لیے دور دراز کے علمی سفر کیا کرتے تھے اور سفر و ہجرت کی مشقتیں برداشت کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آج بھی ان کا نام عزت سے لیا جاتا ہے۔ یہاں بھی یہی بات کہی گئی ہے کہ علوم و فنون کے حصول کے لیے ہم کو ملک چین بھی جانا پڑے تو وہاں بھی جا کر علم حاصل کرنے میں تکلیف و مشقت کو برداشت کریں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ علم کے حصول کے لیے بے انتہا محنت کریں اگرچہ دور دراز سفر کرنا پڑے تو بھی سفر اور مشقت برداشت کریں تاکہ دینی اور دنیوی ترقی حاصل کر سکیں۔

MF English Center

غور کریں: ''حصولِ علم کی راہیں'' طلبہ سے نکات باہمی مذاکرہ کے بعد تحریر کروائیں۔

حدیث (۱۹): اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَادِکُمْ وَلَا اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ۔

(صحیح مسلم، حدیث: ۲۵۶۴)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ تمھارے جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمھارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

تشریح: اس حدیث میں اخلاص کی اہمیت بیان کی گئی ہے کہ انسان کا ظاہر و باطن ایک ہونا چاہیے۔ یہ حدیث اصلاح و تربیت کے لحاظ سے اہم ہے۔ اسلام اپنے تمام اعمال میں اخلاص وللّٰہیت کو خاص اہمیت دیتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جو بھی نیک کام کیا جائے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کیا جائے، اس میں دنیاوی غرض، نمود و نمائش، طلب شہرت یا معاوضہ نہ ہو، دکھاوے سے بچا جائے۔ تمام انسانی اعمال میں انسان کے دل اور صحیح ارادہ و نیت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے کہ اس عمل کے سرانجام دیتے وقت دل کی کیفیت اور رجحان کیسا ہے۔ اگر اخلاص و تقویٰ والا عمل ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں منظور و مقبول ہوگا اور اس کا ثواب بھی ملے گا، اور اگر اس عمل میں دنیوی مفاد مطلوب ہوگا تو بس وہی بات ملے گی، آخرت میں اللہ کے یہاں اس عمل کے بدلہ کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا۔

سرگرمی: استاد صاحب ''اخلاص کے مطلب و اہمیت'' کی کلاس میں مزید وضاحت کریں۔

MF English Center

حدیث (۲۰): اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّ سَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّ سِتُّوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۳۵)

ترجمہ: ایمان کی ستر یا ساٹھ سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں، پس ان سب میں سے افضل شاخ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا ہے اور سب سے کم تر شاخ راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے، جب کہ حیاء ایمان کی شاخ ہے۔

تشریح: اس حدیث میں ایمان کے شعبوں اور شاخوں کی تعداد، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، شرم و حیاء اور راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانے کی فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اسلام کی بنیادی اور ضروری باتوں پر پختہ یقین رکھنے اور اس عقیدہ کو زبان سے اقرار کرنے کا نام ایمان ہے، چنانچہ اس حدیث میں بتایا گیا کہ کامل ایمان کے ساٹھ یا ستر سے زیادہ شاخیں ہیں، جن میں سب سے اعلیٰ شعبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا ہے کیوں کہ اس کے ذریعہ ہی توحید کا اقرار ہوتا ہے جس کو اصل ایمان کہا جاتا ہے۔ ایمان کے دیگر شعبوں سے مراد عقائد، نیک اعمال اور اچھے اخلاق اور ظاہری و باطنی سب احوال ہیں، ایمان میں اخلاقی اعتبار سے آخری شعبہ یہ ہے کہ ''مومن میں دوسرے لوگوں کو تکلیف سے بچانے کی خوبی ہو''۔ اس لیے راستہ سے کوئی بھی ایسی چیز جو راہگیروں کی تکلیف کا باعث ہو اس کو ہٹا دینا باعثِ اجر و ثواب ہے۔

ایمان کی شاخوں میں ''حیاء'' بھی ایک اہم شعبہ ہے جو بھلائیوں کا سرچشمہ ہے اور حیاء انسان کی ایسی خوبی و خصلت ہے جو انسان کو بداخلاقی، بہت سی برائیوں اور گناہوں سے روکتی ہے۔ یہ صفت جس شخص کے اندر ہوگی وہ برائی کے پاس نہیں بھٹکے گا اور بھلائی کی طرف مائل ہوگا۔ لہٰذا ہمیں بھی کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے اندر ایمان کی شاخوں کو اپنائیں بالخصوص حیا کی خوبی و خصلت پیدا کریں تاکہ ہماری زندگی پاکیزہ اور ستھری ہو۔

MF English Center

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ مندرجہ ذیل احادیث میں سے کسی بھی ایک حدیث کا ترجمہ و تشریح تحریر کریں۔

- مَنْ حَجَّ لِلّٰہِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَّلَدَتْہُ اُمُّہٗ۔
- اِنَّ اللّٰہَ لَایَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَادِکُمْ وَلَا اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ۔

۲۔ مسلمان کے مسلمان کے اوپر چھ خاص باہمی حقوق کی ادائیگی پر مختصر طور پر مضمون لکھیں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ علم کی عظمت پر نوٹ تحریر کریں۔

۲۔ اخلاص سے کیا مراد ہے؟ تحریر کریں۔

۳۔ ایمان کا اعلیٰ شعبہ اور آخری شعبہ کونسا ہے؟ تحریر کریں۔

۴۔ حیا کا کیا مطلب ہے؟

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے " ✓ " کا نشان لگائیں:

۱۔ چھینک کے وقت سننے والا کہتا ہے:

(الف) الحمدللہ (ب) یرحمك اللہ

(ج) بارك اللہ (د) جزاك اللہ

۲۔ جب کوئی کسی سے ملے تو کہے:

(الف) اللہ اکبر (ب) السلام علیکم

(ج) سبحان اللہ (د) ماشاء اللہ

MF English Center

۳۔ جو کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے وہ کہلاتا ہے:

(الف) اخلاص (ب) ریا

(ج) تقویٰ (د) زہد

۴۔ حدیث میں طلب علم کے لیے کس ملک جانے کے لیے ترغیب دی گئی ہے:

(الف) یمن (ب) شام

(ج) ایران (د) چین

MF English Center

(ب) ۵۔ منتخب احادیث کا ترجمہ و تشریح: حدیث ۲۱ تا ۲۵

حدیث (۲۱): مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِہٖ۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۱۸۹۳)

ترجمہ: جس نے کسی شخص کی اچھائی کی طرف رہنمائی کی تو اس کو وہی اجر ملے گا جو اس بھلائی کرنے والے کو ملے گا۔

تشریح: اس حدیث میں بھلائی اور نیکی کرنے، نیکی اور بھلائی پر ایک دوسرے سے تعاون کرنے کی تلقین و تاکید کی گئی ہے۔ قرآن کریم پرہیزگاری اور نیکی کے کام میں ایک دوسرے کے تعاون کا حکم دیتا ہے جبکہ گناہ اور نافرمانی میں مدد کرنے سے روکتا ہے، (سورۃ المائدۃ: ۲) چنانچہ کسی کو اچھا مشورہ، رہنمائی اور تعلیم و تربیت دینے کے ذریعہ جو کوئی بھی ثواب اس کام کرنے والے کو ملے گا، اس کے برابر اس کے معاون کو بھی ملے گا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ بھلائی اور نیکی کی طرف خود بھی بڑھیں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیں۔

سرگرمی: طلبہ سے بھلائی کے کاموں کی نکات کی صورت میں نشاندہی کروائیں مثلاً: کسی کو مفید مشورہ دینا۔

MF English Center

حدیث (۲۲): مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

(صحیح مسلم، حدیث: ۲۶۹۹)

ترجمہ: جس نے کسی مومن سے کوئی دنیاوی تکالیف میں سے کوئی تکلیف دور کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس سے کئی تکلیفوں میں سے تکلیف کو دور فرمادیں گے۔ اور جس نے کسی تنگدست مومن کو سہولت دی اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا اور آخرت میں آسانیاں پیدا فرمائیں گے۔

تشریح: اس حدیث میں محتاجوں، بیماروں، اور مصیبت زدوں کی خدمت و اعانت اور حاجت روائی کی تاکید و تلقین اور تنگدست قرضدار کو مہلت دینے کے اجر کو بیان کیا گیا ہے۔ حقوق العباد کی دو باتوں کو واضح کیا گیا ہے، اس کو خدمتِ خلق سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے:

۱۔ کوئی مومن کسی تکلیف، مصیبت یا پریشانی میں ہو تو ایسی صورتحال کے وقت اس کی تکلیف دور کرنا، مدد اور حاجت روائی کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔ جس کے لیے حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ''جو اپنے بھائی کے کام میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے کاموں میں لگ جاتے ہیں''۔ (مسلم: ۲۶۹۹)

۲۔ اگر کوئی مومن محتاج، بیمار، تنگدست، غریب و مسکین ہے تو اس کی خدمت، اعانت و مالی مدد کرنا اور اگر کسی مقروض نے کسی سے قرض لیا ہے، تو اس کے قرض میں مہلت دے کر سہولت پہنچانا بھی بڑے اجر کا کام ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا و آخرت میں آسانیاں پیدا فرمائیں گے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہمارے معاشرے میں سے کوئی اچانک کسی آفت میں آجائے تو اس کو آفت سے نکالنے کے لیے کوشش کرنا چاہیے اور خدمت خلق میں خود بھی بڑھ

MF English Center

چڑھ کر حصہ لیں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیں تاکہ ہمارے معاشرے کے افراد سکون وخوشحالی کی زندگی گذار سکیں۔اور اسی میں فلاح دارین ہے۔

سرگرمی محتاجوں، بیماروں، اور مصیبت زدوں کی خدمت واعانت اور حاجت روائی کی صورتوں پر باہمی مذاکرہ کے بعد نکات تحریر کروائیں۔

حدیث (۲۳) وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ، قِیْلَ: وَمَنْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: اَلَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ۔ (صحیح بخاری:۶۰۱۶)

ترجمہ: اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں۔ پوچھا گیا: کون یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ؟ (آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے) فرمایا: وہ شخص جس کے شر/تکلیف سے اس کا پڑوسی محفوظ نہیں۔

تشریح: اس حدیث میں پڑوسی کے حقوق کی ادائیگی کی تلقین وتاکید بیان کی گئی ہے اور پڑوسی کو تکلیف دینے پر وعید بیان کی گئی ہے۔قرآن کریم "میں پڑوسی سے حسنِ سلوک کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی تین قسموں کو پیش کیا ہے۔(سورۃ النساء: ۳۶) ا۔پڑوسی جو رشتہ دار ہے، ۲۔جو صرف پڑوسی ہے۔ ۳۔اور جو عارضی طور پر پہلو میں کچھ وقت کے لیے ٹھہرا ہو۔ مثلاً: سفر، کلاس یا کسی ملاقات و مجلس وغیرہ کا ساتھی، چنانچہ تمام ہمسایوں سے بہتر سلوک کرنا چاہیے وہ آپ کے مذہب کا ہو یا کسی دوسرے مذہب کا، آپ کے نظریہ کا ہو یا اس کا نظریہ اور فکر الگ ہو۔حدیث کی روشنی میں پڑوسی کے کام آنے اور تکالیف وایذا رسائی سے محفوظ رکھنے کی تلقین ملتی ہے اور اس شخص کے لیے بڑی سخت وعید بتائی گئی ہے، جس سے اس کے پڑوسی

MF English Center

تکلیف محسوس کرتے ہوں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ پڑوسیوں کے ساتھ ہمارا برتاؤ اور رویہ ایسا شریفانہ رہے کہ وہ ہماری طرف سے بالکل مطمئن اور بے خوف رہیں اور ان کے دلوں ودماغوں میں کوئی اندیشہ اور خطرہ نہ ہو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہم سے راضی ہوں۔

سرگرمی انسانی حقوق بالخصوص ہمسایہ کے حقوق طلبہ سے تحریر کروائیں۔

حدیث (۲۴): مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ۔

(صحیح بخاری: ۶۱۳۸)

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر یقین رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرے اور جو اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ یا تو اچھی بات کہے یا خاموشی اختیار کرے۔

تشریح: اس حدیث میں تین باتوں کی ترغیب دی گئی ہے۔ ۱۔ مہمان کا اکرام کرنا، ۲۔ صلہ رحمی کرنا، ۳۔ اچھی بات کہنا یا خاموش رہنا۔ یہ تینوں چیزیں بھی درحقیقت حقوق العباد ہی ہیں جن کی ترغیب دی گئی ہے۔

مہمان کا اکرام: جب کوئی انسان سفر کر کے کسی بھی مقصد کے لیے کسی آدمی کے یہاں پہنچے تو وہ مہمان کہلاتا ہے، اس سے مناسب طریقہ سے آنے کا مقصد پوچھنا، خندہ پیشانی سے پیش آنا۔

MF English Center

اس کے رہائش، کھانے پینے اور آرام کا انتظام کرنا اور عزت و تکریم کرنا ''مہمان کا اکرام'' ہے۔

صلہ رحمی: اپنے قرابت داروں اور رشتہ داروں کے دکھ سکھ میں شریک ہونا، بہ وقت ضرورت ان کے کام آنے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور ہمدردی کا رویہ اپنانے کا نام ''صلہ رحمی'' ہے۔ایک حدیث مبارکہ میں ہے: جو شخص چاہتا ہے کہ اس کا رزق کشادہ ہو اور عمر لمبی ہو اس کو رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔(صحیح بخاری، حدیث:۲۰۶۷)۔

اچھی بات کہنا یا خاموش رہنا: قرآن کریم میں حکم ہے: قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ (سورۃ البقرہ: ۸۳) ترجمہ: لوگوں سے اچھی بات کرو۔ جس بات سے لوگوں کو تکلیف نہ ہو وہ اچھی بات ہے۔اس لیے مومن کو چاہیے کہ وہ لوگوں سے اچھا بولے اور غیر ضروری و بے ہودہ گفتگو سے اجتناب کرے یا پھر خاموشی اختیار کرے، کیوں کہ اگر وہ کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا تو کم از کم نقصان سے تو بچا لے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ روزمرہ کی عملی زندگی میں ہم مہمان کا اکرام کریں، صلہ رحمی کریں اور ضرورت کے مطابق اچھی بات کہیں یا خاموش رہیں۔

سرگرمی	گفتگو کے آداب۔ باہمی مکالمہ کے بعد نکات تحریر کروائیں۔

حدیث (۲۵): اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۶۰۶۶)

ترجمہ: بدگمانی سے بچو، کیوں کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔

تشریح: اس حدیث میں بلا ضرورت خواہ مخواہ بدگمانی کی ممانعت بیان کی گئی ہے۔ کسی چیز کی تحقیق اور خبر گیری کے سوا کسی کے بارے میں اندازہ سے کچھ کہنا ''ظن'' یا گمان کہلاتا ہے، اگر اس میں اچھائی مقصود ہو تو یہ ''حسنِ ظن'' ہے، جو ایک پسندیدہ خوبی ہے، اور حدیث میں

MF English Center

اس کی ترغیب دی گئی ہے، خاص طور پر اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنا عبادت ہے۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: حسن ظن اچھی عبادت ہے۔ (مسند احمد، حدیث: ۷۹۵۶)۔ اور اگر کسی کے ساتھ برا گمان کیا جائے تو اس کو ''بدگمانی'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یعنی کسی کی نیت پر شک کرنا اور بے وجہ اپنے دل میں اچھا خیال نہ رکھنا بدگمانی کہلاتا ہے۔ قرآن کریم میں اس سے منع فرمایا گیا ہے: ''اے ایمان والو! بدگمانیوں سے بچو، کیوں کہ یہ گناہ کا کام ہے'' (سورۃ الحجرات: ۱۲)۔ چنانچہ کسی انسان کے بارے میں تمھارے پاس کتنی ہی بری شکایتیں پہنچتی ہوں، لیکن جب تک اس کی تحقیق نہیں ہوتی، تمھیں کسی کے بارے میں بدگمانی نہیں کرنی چاہیے۔ کیوں کہ اس کی وجہ سے آپس کا میل میلاپ کم ہو جاتا ہے، آہستہ آہستہ یہ بدگمانی دلوں میں نفرت اور دشمنی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جو کہ گناہ ہے۔

سرگرمی

''بدگمانی کے نتائج/اثرات'' نکات کی صورت میں طلبہ سے تحریر کروائیں۔ مثلاً • تعلقات کا بگڑنا۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ مندرجہ ذیل احادیث میں کسی بھی ایک حدیث کا ترجمہ و تشریح تحریر کریں۔

- مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِہٖ۔
- اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ۔

۲۔ ظن / گمان پر نوٹ لکھیں۔

۳۔ محتاجوں اور مصیبت زدوں کی خدمت واعانت کی وضاحت کریں۔

MF English Center

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔پڑوسی کے اقسام بیان کریں۔

۲۔اکرام الضیف کی وضاحت کریں۔

۳۔صلہ رحمی سے کیا مراد ہے تحریر کریں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔اپنے رشتہ داروں کے دکھ سکھ میں شریک ہونا کہلاتا ہے:

(الف) اکرام الضیف (ب) صلہ رحمی

(ج) حسن ظن (د) حقوق العباد

۲۔کسی چیز کی تحقیق کے سوا کچھ کہنا کہلاتا ہے:

(الف) یقین (ب) شک

(ج) ظن (د) خیال

۳۔حدیث میں صلہ رحمی کا فائدہ بتایا گیا ہے:

(الف) صحت مند ہونا (ب) شہرت یافتہ ہونا

(ج) رزق کشادہ ہونا (د) معزز ہونا

MF English Center

باب سوم: موضوعاتی مطالعہ

(الف) ایمانیات

۱۔ عقیدہ توحید

(صفاتِ باری تعالیٰ کا تعارف، توحید کے تقاضے)

حاصلاتِ تعلم

⦿ عقیدہ توحید کے معنی، مفہوم اور اہمیت سمجھ کر بیان کر سکیں۔ ⦿ صفات باری تعالیٰ کی وضاحت کر سکیں ⦿ توحید کے تقاضے سمجھ کر بیان کر سکیں۔

MF English Center

عقیدہ توحید:

عقیدہ توحید (ایمان باللہ)، اسلام کے بنیادی عقائد میں سب سے پہلا عقیدہ ہے۔ ''عقیدہ'' کا لفظ ''عقد'' سے مأخوذ ہے، جس کے لفظی معنی ہے مضبوط گرہ لگانا۔ عقیدہ سے مراد وہ خیالات وافکار ہیں جن پر انسان پختہ یقین رکھتا ہو، جو انسان کے کردار اور رویوں پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ ''توحید'' کے لغوی معنی ہیں ایک جاننا اور ایک ماننا ہے۔

دین کی اصطلاح میں عقیدہ توحید کا مطلب ہے: کہ اس کائنات کا خالق ومالک و مختار کل صرف اللہ تعالیٰ ہے جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا، جس کی نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا اور نہ کبھی اس پر فنائیت آئے گی۔ معبود حقیقی اللہ تعالیٰ ہے، اس نے اس کائنات کی ہر چیز کو پورے تناسب اور اس کے نظام کو پورے نظم وضبط کے ساتھ بنایا ہے۔ جس کا علم پوری کائنات کے ذرے ذرے پر محیط ہے، جو پوری کائنات کو دیکھتا ہے اور سب کی سنتا ہے اور سب کو رزق پہنچاتا ہے اور انھیں ہدایات دیتا ہے۔ جس کی نظیر اور مثال کوئی نہیں۔ وہ ہی مخلوق کے نفع ونقصان کا مالک ہے، اس کے علاوہ کوئی نہیں، وہ ہی ہے موت کے بعد دوبارہ ہمیشہ کی زندگی دینے والا، وہ ذات صرف ایک ہے، اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ اس عقیدہ کو دل

کے پختہ یقین کے ساتھ ماننا اور بوقتِ ضرورت اس کا زبان سے اظہار واقرار کرنا عقیدہ توحید کہلاتا ہے۔

توحید کی اہمیت:

قرآن مجید میں جابجا توحید کی تعلیم دی گئی ہے خصوصاً سورۃ الاخلاص میں " توحید مطلق " کو نہایت ہی جامع انداز میں پر اس طرح بیان کیا گیا ہے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ ① اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ ② لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ ③ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۧ ④ (سورۃ الاخلاص: ۱-۴)۔ ترجمہ: کہو کہ وہ معبود برحق اللہ ہے۔(۱) وہ ایک ہے۔(۲) اللہ بے نیاز ہے۔(۳) وہ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا۔(۴) اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔ کلمہ طیبہ کا پہلا جزء: لاالٰہ الا اللہ ہے، جو اسی عقیدہ کی عکاسی کرتا ہے۔ توحید کو اللہ تعالیٰ نے دین کی بنیاد اور اس کا پہلا رکن قرار دیا ہے۔ حضور کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ قُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا. ترجمہ: لا الہ الا اللہ کہہ دو، کامیاب ہو جاؤ گے۔، یہ ہی تمام عبادات کا نچوڑ ہے جس کے بغیر نیکی قبول ہی نہیں کی جاتی، نیک اعمال چاہے پہاڑوں کے برابر ہوں عقیدہ توحید کے بغیر بالکل غارت ہو جائیں گے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تک جتنے بھی انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے ہیں، سب نے لوگوں کو توحید کی دعوت دی اور عقیدہ توحید ہی تمام نبیوں کی عملی زندگی میں بنیادی اصول، رکن اور ستون کا درجہ رکھتا ہے۔ توحید ہی تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کا نقطہ آغاز تھا ہر نبی اور رسول نے ایک ہی کلمہ پڑھا لا الٰہ الا اللہ اور آخری نبی حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے بھی اسی وحدہ لا شریک لہ کی طرف ہی بلایا۔

MF English Center

اللہ تعالیٰ نے انسان کی کامیابی کا مدار ایمان اور عمل صالح پر رکھا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔" (سورۃ فاطر، آیت: ۷)۔

صفاتِ باری تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالیہ بہت ساری صفاتِ کمالیہ اور اوصافِ حمیدہ سے موصوف ہے۔ اس کی صفات اس کی ذات کی مانند ہیں وہ اس کی ذات کی طرح ازلی و ابدی ہیں۔ وَ لِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا۔ (الاعراف: ۱۸۰) ترجمہ: اور اللہ کے سب نام اچھے ہی اچھے ہیں تو اس کو انھی ناموں سے پکارا کرو۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے۔ ھُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ "وہی اول ہے اور وہی آخر ہے۔" (سورۃ الحدید آیت: ۳)۔ اس کا مطلب ہے کہ پہلے کچھ نہیں تھا اور وہ موجود تھا اور کچھ آخر میں نہیں ہوگا مگر وہ موجود ہوگا، وہ ہمیشہ سے ہے اور تا ابد رہے گا، کسی نے اسے پیدا نہیں کیا ہے۔

۲۔ الحی (ہمیشہ زندہ غیر فانی): یہ وہ صفت ہے جس سے اس کا وجود بقاء، دوام ازلیت اور بے زوالی ظاہر ہوتی ہیں۔

۳۔ القدیر و القادر۔ قدرت والا: یہ وہ صفت ہے جس سے اس کی قدرت کی وسعت کا اظہار ہوتا ہے۔

۴۔ الخالق۔ پیدا کرنے والا: وہ خالق ہے یعنی اس نے تمام کائنات کو پیدا کیا ہے اور عدم سے وجود میں لایا ہے۔ اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ "اللہ ہر چیز کا خالق ہے" (سورۃ الزمر آیت: ۶۲)

۵۔ العلیم۔ سب کچھ جاننے والا: وہ علیم ہے یعنی وہ ہر بات، ہر کام اور ہر حرکت کو جانتا ہے۔ کوئی کام دن کی روشنی میں ہوا ہو یا رات کے اندھیرے میں، مجمع میں ہوا ہو یا تنہائی میں، صحرا میں ہوا ہو یا سمندر کی تہ میں۔ کوئی چیز اس کے علم سے چھپی ہوئی نہیں۔ کوئی کام

ماضی میں ہوا ہو یا حال میں، یا مستقبل میں ہوگا، وہ سب کچھ جانتا ہے، کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ " بیشک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے" (سورۃ توبہ: ۱۱۵)

۶۔ السمیع۔ سب کچھ سننے والا: وہ سمیع ہے۔ یعنی وہ سب کو سنتا ہے، چاہے کوئی زبان سے پکارے یا دل میں، تنہائی میں پکارے یا مجمع میں، عربی زبان میں پکارے یا کسی اور زبان میں، وہ سب کی سنتا ہے اور ہر وقت سنتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ ترجمہ: بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔ (البقرہ: ۱۸۱)

۷۔ البصیر۔ سب کچھ دیکھنے والا: وہ بصیر ہے۔ کائنات کی کوئی چیز اور کوئی کام اس سے او جھل نہیں چاہیے وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ، سمندر کی گہرائی میں ہو یا زمین کی تہوں میں سب کو دیکھتا ہے۔ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ⑪ "ترجمہ: اور وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔" (سورۃ شوریٰ، آیت: ۱۱)

۸۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ (البروج: ۱۶) ترجمہ: جو چاہتا ہے سو کر ڈالتا ہے۔ سارے کام اس کی مشیت سے ہو رہے ہیں۔

توحید کے تقاضے: توحید صرف آخرت کی کامیابیوں اور کامرانیوں کی ضمانت نہیں بلکہ دنیا کی فلاح و سعادت کا باعث بھی ہے۔ قرآن مجید اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ارشادات بتاتے ہیں کہ عقیدۂ توحید کے کچھ اہم اور بنیادی تقاضے ہیں، جن پر یقین رکھنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے، ان میں سے کچھ اہم یہ ہیں:

- اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثل ہے۔ کائنات کی کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ جیسی نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "اس جیسی کوئی چیز نہیں" (سورۃ شوریٰ، آیت: ۱۱)۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کو بے مثال ذات ماننا چاہیے۔
- صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کی رضاجوئی کی انسان کو فکر کرنی چاہیے۔

- تمام اعمال و حرکات جو عبادت کے زمرے میں آتے ہوں، ان کو اللہ ہی کے لیے مخصوص کرنا چاہیے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَنْ تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ۔ (الاسراء:۲۳) ترجمہ: اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ سجدہ اسی کو کیا جائے گا، نذریں اور منتیں اسی کے لیے مانی جائیں گی، دعائیں و مناجات اسی سے کی جائیں گی، پناہ اسی سے مانگی جائے گی، غیبی امداد کے لیے صرف اسی کو پکارا جائے گا۔
- تمام جذبات واحساسات بھی اللہ ہی کے لیے مخصوص کیے جائیں جن میں عبادت کی روح پائی جاتی ہو؛ جیسے حمد و شکر، امید، توکل، خوف و تقویٰ اور حقیقی محبت و عقیدت وخشیت، خشوع وخضوع وغیرہ۔
- اس پوری کائنات کا حقیقی مقتدرِ اعلیٰ صرف اللہ کو ماننا چاہیے۔ حکم دینے اور منع کرنے کا حق صرف اسی کو ہے۔ حقیقی شارع اور قانون ساز بھی صرف وہی ہے۔ مخلوق کی زندگی کا قانون متعین کرنے، اسے معاف کرنے یا سزا دینے کا حق صرف اسی کو ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت اور امر و نواہی کے مطابق اس دنیا کی زندگی بسر کی جائے۔
- اللہ تعالیٰ پر اس کی ساری صفات کے ساتھ ایمان لانا۔

توحید کے یہ بنیادی تقاضے اتنی اہمیت رکھتے ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار اللہ پر ایمان رکھنے کے دعوے کو بے معنی کر دیتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ساری باتیں عقیدہ توحید کے اصل مفہوم میں شامل ہیں، اور کوئی شخص اس وقت تک صحیح معنوں میں مسلمان ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ اس عقیدہ پر پورے مفہوم کے ساتھ ایمان نہ لائے۔

عقیدۂ توحید کے زندگی پر اثرات: جب عقیدۂ توحید دل و دماغ میں راسخ ہو جاتا ہے تو اس کی شخصیت میں کچھ اثرات / ثمرات نمایاں ہوتے ہیں۔ اسلامی عقائد کا اثر انسان کی عملی زندگی پر بھی پڑتا ہے، انسانی سیرت و کردار اور اعمال و اخلاق کو سنوارتے ہیں۔ عقیدۂ توحید کا نمایاں اثرات جو انسانی زندگی پر پڑتے ہیں وہ یہ ہیں:

MF English Center

- ذات باری تعالیٰ اور اس کے اسماء وصفات پر ایمان سے بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت و تعظیم پیدا ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں وہ اوامر الٰہی پر کاربند رہتا ہے اور نواہی سے احتراز کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام پر کاربند رہنا اور منہیات سے اجتناب ہی فرد اور معاشرے کے لیے دنیا و آخرت میں کمال سعادت ہے۔
- انسان کو حریت و آزادی کا بلند ترین مقام عطا کرتا ہے۔
- انسان کے اندر پرہیز گاری، خودداری و عزت نفس کے اوصاف پیدا کرتا ہے۔
- انسان میں عجز و انکساری پیدا کرتا ہے۔
- وسعت نظر کی وجہ سے تمام مخلوق کو محبت اور پیار سے دیکھتا ہے اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔
- انسان میں استقامت و بہادری، قناعت، بے نیازی، عزم و حوصلہ، صبر و توکل کی طاقت عطا کرتا ہے، جس کی وجہ سے وہ دنیا کی مصیبتوں کا جواں مردی سے مقابلہ کرتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رحمت پر پورا یقین ہونے کی وجہ سے وہ کبھی بھی مایوس اور ناامید نہیں ہوتا، بلکہ وہ نڈر ہو کر اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد بالسیف کرتا ہے اور موت سے نہیں ڈرتا ہے۔
- انسان میں بنی نوع انسان کی وحدت اور مساوات کا تصور پیدا کرتا ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ عقیدہ توحید کی وضاحت کریں۔

۲۔ توحید کے تقاضے پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔

MF English Center

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ ایمان کا مفہوم کیا ہے؟

۲۔ عبادت کسے کہتے ہیں؟

۳۔ عقیدہ توحید کے اثرات پر نوٹ تحریر کریں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ازلی و ابدی ہے۔ وضاحت کریں۔

۵۔ توحید کا کیا مطلب ہے؟

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ توحید کے لفظی معنی ہیں:

(الف) ایک ماننا (ب) یقین کرنا

(ج) نظم و ضبط رکھنا (د) ہدایت و رہبری کرنا

۲۔ ایک مسلمان کو پہلے:

(الف) عقیدہ درست کرنا چاہیے (ب) نماز پڑھنا چاہیے

(ج) بااخلاق ہونا چاہیے (د) حج کرنا چاہیے

۳۔ انسان کی فلاح و نجات کا مدار ہے:

(الف) صبر و شکر پر (ب) اخلاق و تقویٰ پر

(ج) ایمان و عمل صالح پر (د) تحمل و بردباری پر

ہدایات برائے اساتذہ کرام	اساتذہ کو چاہیے کہ وہ شرک، شرک کی مذمت، شرک کے اقسام پر مختصر وضاحت کریں۔

MF English Center

۲۔ عقیدۂ رسالت

حاصلاتِ تعلّم

⊙ نبوت و رسالت کے معنی و مفہوم کو سمجھ سکیں۔ ⊙ ضرورتِ نبوت و رسالت واضح کر سکیں۔ ⊙ حب رسول، اطاعت و اتباع رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اہمیت جان کر بیان کر سکیں۔ ⊙ ختم نبوت کا مفہوم اور اس کی ضرورت سمجھ کر بیان کر سکیں۔ ⊙ روزمرہ کی زندگی میں عقیدہ رسالت کو اپنا سکیں۔

نبوت و رسالت کے لغوی و اصطلاحی معنی و مفہوم:

عقیدہ رسالت اسلام کا دوسرا اہم اور بنیادی عقیدہ ہے۔ لفظ "نبوت" "نبا" سے ماخوذ ہے، جس کے لفظی معنی خبر کے ہیں۔ اور خبر دینے والے کو "نبی" کہا جاتا ہے، اس کی جمع انبیاء ہے۔ اور "رسالت" لغت میں پیغام پہنچانے کو کہتے ہیں۔ اور پیغام پہنچانے والے کو "رسول" کہا جاتا ہے، جس کی جمع رُسُل ہے۔

دین کی اصطلاح میں "نبوت و رسالت" ایک اعلیٰ روحانی منصب ہے جس پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے خاص خاص بندوں کو منتخب کر کے فائز فرمایا ہے۔ جس کے ذریعے انسان کو معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ مطلب کہ نبوت و رسالت ایک ایسا منصب ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان رابطے کا کام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اپنے احکام و ہدایات اپنے بندوں تک پہنچاتا ہے اور ان کے ذریعے انسانوں کی ہدایت اور اصلاح و تربیت کرتا ہے۔ جو شخصیت اس منصب پر فائز ہوتی ہے اسے نبی یا رسول کہا جاتا ہے، رسالت ملنے سے پہلے بھی رسول کی حیثیت اپنی قوم میں اعلیٰ ہوتی ہے۔ وہ معصوم، پاکباز، نرم خو، نیک طینت، سچا اور امانتدار ہوتا ہے اور "الرسول" سے مراد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

MF English Center

وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے پہلے جتنے بھی انبیاء ورسل بھیجے ہیں، سب پر ایمان لانا فرض ہے۔

اسلام کے سلسلہ عقائد میں توحید کے بعد "رسالت" کا درجہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ۔ (البقرہ: ۲۸۵)۔ ترجمہ: سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس کے پیغمبروں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے۔

ضرورتِ نبوت ورسالت:

۱۔ اسلام نے انسان کی پیدائش اور زندگی کا مقصد " اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت" انبیاء ورسل کے ذریعے بتایا ہے اور یہی وہ چیز ہے جس پر انسان کی دنیا و آخرت کی فلاح و نجات کا دار و مدار ہے۔

۲۔ انسان فطری طور پر چاہتا ہے کہ عملی زندگی کے لیے اس کے سامنے کوئی مثال یا نمونہ ہو، جسے دیکھ کر اس کے موافق زندگی گذار سکے اور پیغمبروں کی زندگی لوگوں کے لیے بہترین مثال یا نمونہ عمل ہوتی ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے نبی اور رسول پر کتاب نازل فرماتا ہے۔ صاحب کتاب اس کی تعلیمات اور احکامات اور حکمتیں سکھاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ: اللہ نے مومنوں پر یقیناً احسان کیا ہے کہ ان میں ان ہی میں سے پیغمبر بھیجے جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں۔ اور پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔ (آل عمران: ۱۶۴)

۴۔ اسلامی عقیدے کے مطابق یہ دنیا عمل کی جگہ ہے اور آخرت محاسبہ اور پوچھ گچھ کی جگہ۔ اب اگر لوگوں کو سرے سے کوئی رہبری فراہم نہ کی جائے تو قیامت کے دن ان سے کوئی

MF English Center

پوچھ گچھ نہیں کی جاسکتی۔ کیوں کہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں تو کوئی ہدایت ہی نہیں ملی تو ہم عمل کیسے کرتے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی طبعی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے بندوبست فرمایا ہے، اسی طرح روحانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے نبوت ورسالت کا اہتمام فرمایا۔ رسولوں اور انبیاء کو دنیا میں لوگوں کو دینِ حق کی دعوت دینے کے لیے بھیجا گیا کہ وہ انسانوں کو ایمان کی طرف بلائیں اور اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت کا حکم دیں، تاکہ لوگوں پر حجت پوری ہو جائے پھر کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں تھا۔

حبِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ: قرآن کریم کی روشنی میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ ہمارے تعلق کی چار بنیادیں ہیں۔

۱۔ ایمان ۲۔ اطاعت ۳۔ اتباع ۴۔ محبت۔ حُب یا محبت ایک فطری کشش اور فطری جذبہ کا نام ہے، اور اگر یہ محبت مذہب کے رشتے کی بنیاد پر ہو تو "روحانی محبت" یا "ایمان کی محبت" کہلاتی ہے۔ آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ذاتِ گرامی ہماری ہر قسم کی محبت کی حقدار ہے اور ایمان کا تقاضا ہے، کیوں کہ وہ ہستی اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مومنوں کے محسن و مربی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ محبت کا حکم دیتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ایمان یا اطاعت معتبر ہی نہیں جس کی بنیاد محبتِ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر نہ ہو۔

پھر اس محبت کا تقاضا یہ ہے کہ محبت بھی محض ظاہری اور رسمی قسم کی نہ ہو بلکہ ایسی محبت ہو جو تمام محبتوں پر غالب آجائے، جس کے مقابلہ میں عزیز سے عزیز تر رشتے اور محبوب سے محبوب تر تعلقات کی بھی قدر و قیمت نہ رہ جائے، جس کے لیے دنیا کی ہر چیز کو چھوڑا جاسکے۔ قرآن مجید میں اسی محبت کا معیار یہ بتایا گیا ہے۔ "نبی کریم (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) مومنوں کے لیے ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں" (الاحزاب:۶)

MF English Center

اور حدیث شریف میں ''حُب رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ'' کو علامت ایمان قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا'' تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ اپنے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے'' (صحیح بخاری، کتاب الایمان، حدیث: ۱۵)۔

اطاعت واتباع رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ: اطاعت کا لفظ ''طوع'' سے بنا ہے جس کے معنی دلی آمادگی، فرمانبرداری کرنا یا حکم بجا آوری ہے۔ اطاعت میں مکمل خود سپردگی درکار ہوتی ہے یہ نہیں ہوگا کہ کچھ حکم مانیں اور کچھ نہیں مانیں گویا دلی آمادگی کے ساتھ فرمان برداری قبول کرلینے کے رویے کا نام اطاعت ہے۔ اتباع: دل کی حقیقی محبت اور طبیعت کی پوری آمادگی اور ایک گہرے قلبی لگاؤ کے ساتھ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ہر قدم اور ہر ادا کی پیروی لازمی کرنا ''اتباع'' کہلاتا ہے۔ یعنی جب اطاعت کلی اور محبت قلبی جمع ہوں گے تو اتباع کہلائے گا۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت یہ ہے کہ زندگی کے تمام معاملات میں آپ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے جو احکام بتائے ہیں یا ہدایات دی ہیں یا عمل فرمایا ہے اس کی اطاعت کی جائے اور ان پر عمل کیا جائے۔

سیدنا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کا حکم دینے کی اصل وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا واحد ذریعہ رسول ہی ہوتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ براہ راست اپنے بندوں سے کلام نہیں کرتا بلکہ اپنے رسول کے واسطے سے ہی کلام کرتا ہے۔ رسول ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی ہدایات اور اس کے احکام سے آگاہ کرتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے، اس لیے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا چاہتا ہے اسے

MF English Center

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کرنی پڑے گی، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"جس نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی" (سورۃ النساء، آیت: ۸۰)

رسالت محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خصوصیات: حضرت آدم علیہ السلام سے نبوت کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر آکر تکمیل کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو جو کمالات علیحدہ علیحدہ عطا فرمائے تھے۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی شریعت میں وہ تمام شامل کر دیے گئے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی شریعت خصوصی فضیلت کی حامل ہے ان تمام رسولوں کی شریعتوں کے جملہ فضائل کو اپنے اندر سمیٹے ہوئی ہے۔ جن میں سے چند خصوصیات یہ ہیں: • عمومیت و عالمگیریت • پہلی شریعتوں کا نسخ • کاملیت • حفاظت کتاب • سنت نبوی کی حفاظت • جامعیت • ختم نبوت۔

ختم نبوت: "ختم" کے لغوی معنی ہیں مہر لگانا کسی چیز کی انتہا اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانا۔ ختمِ نبوت کا مطلب ہے کہ نبوت کا سلسلہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور یکے بعد دیگرے کئی انبیاء کرام علیہم السلام آئے یہ سلسلہ حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر ختم ہو گیا۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ جو حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد کسی بھی طرح نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر ہے اور اسلام کے دائرے سے خارج ہے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ

MF English Center

عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہونے والی کتاب یعنی قرآن مجید پوری انسانیت کے لیے اللہ تعالیٰ کی آخری ابدی الہامی کتاب ہے، اس کے بعد کوئی دوسری کتاب نازل نہیں ہوگی۔ حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تشریف آوری سے ہدایت کا سلسلہ اپنے اختتام کو پہنچا، دین مکمل ہو گیا اب ختمِ نبوت ہو گئی۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ (المائدہ: ۳)۔ ترجمہ: آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمھارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

ختمِ نبوت کی ضرورت: جب دین مکمل ہوا اور دین اسلام پر رضائے الٰہی کا واضح اظہار ہوا حضور کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے آخری نبی اور رسول ہونے کا اعلان ہے کہ اب کسی اور نبی کی ضرورت نہیں رہی۔ حضور کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے آخری نبی ہونے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (سورۃ الاحزاب: ۴۰) ترجمہ: محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تمھارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں لیکن اللہ کے پیغمبر اور نبیوں کی مہر یعنی سلسلہ نبوت کو ختم کر دینے والے ہیں۔

حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ترجمہ: میری امت میں تیس (۳۰) ایسے جھوٹے ہوں گے جن میں سے ہر ایک اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں" (ابو داؤد، حدیث: ۴۲۵۲)۔ ذکر کردہ حدیث سے واضح ہے کہ حضور کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ آخری نبی ہیں اور یہ امت آخری امت ہے، اب کوئی بھی نبی نہیں آئے گا، اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہوگا۔

MF English Center

چنانچہ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے آخری نبی ہونے پر تمام امت کا اجماع واتفاق ہے۔

حضور کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے کی وجہ:

حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے کی وجوہات یہ ہیں:

- حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر ایک ایسی جامع اور ہمیشہ رہنے والی کتاب نازل کی گئی جس کے الفاظ اور واحکام ابھی تک محفوظ ہیں اور قیامت تک محفوظ رہیں گے۔ آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو دین کامل اور مکمل شریعت دی گئی، جس میں ایسی جامع اور اصولی تعلیم دی گئی ہے کہ اس کو سامنے رکھ کر قیامت تک پیش آنے والے مسائل کا حل نکالا جاسکتا ہے۔
- حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قوموں علاقوں قبیلوں کی طرف نبی ہو کر آئے۔ ان کی نبوت وقتی تھی اور اپنی قوموں کے لیے خاص تھی، جبکہ آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی نبوت پوری انسانیت اور بین الاقوامیت کے لیے عام ہے اور قیامت تک آنے والے سب انسانوں کے لیے ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے تمام تعلیمات کی صداقت پر یقین رکھیں۔ آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت واتباع کریں، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے بے پناہ محبت کرتے ہوئے اپنی تمام خواہشات کو حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے احکام کے تابع کریں، حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى

MF English Center

آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا بے حد ادب و احترام کریں، آپ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی عظمت و جلال کی وجہ سے ہمیشہ تواضع و انکساری سے رہیں۔ آپ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی نافرمانی اور خلاف ورزی سے اجتناب کریں، حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی امت (تمام مسلمانوں) کے خیر وخواہ رہیں۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے پیغام کو اپنے قول اور عمل سے آگے پھیلائیں۔

سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

ختم نبوت کے بارے میں آیت اور حدیث یاد کر کے چارٹ پر لکھ کر کلاس میں آویزاں کریں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں

۱۔ رسالت اور نبوت کے لغوی اور اصطلاحی معنی و مفہوم تحریر کریں۔

۲۔ عقیدہ رسالت پر تفصیلی مضمون لکھیں۔

۳۔ اطاعت واتباع رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

۴۔ عقیدہ ختم نبوت کی تشریح کریں۔

۵۔ دین اسلام میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی محبت کی کیا اہمیت ہے؟ تحریر کریں۔

MF English Center

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ نبی یا رسول کسے کہتے ہیں؟

۲۔ آخری رسالت محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خصوصیات تحریر کریں۔

۳۔ ختم نبوت کے متعلق قرآن مجید و حدیث ہماری کیا رہنمائی کرتی ہے؟

۴۔ ایمان کامل کی پہچان کیا ہے؟ تحریر کریں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ نبوت و رسالت ایک ایسا منصب ہے جو:

(الف) کوئی بھی انسان محنت کر کے حاصل کر سکتا ہے۔ (ب) عبادت گذار لوگوں کو ملتا ہے۔

(ج) خدمت خلق کرنے والوں کو ملتا ہے۔ (د) اللہ تعالیٰ اپنے خاص منتخب بندوں کو عطا کرتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی ہدایت و رہبری کے لیے بھیجا ہے:

(الف) کتاب (ب) نبی

(ج) فرشتہ (د) جن

۳۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے پہلے نبی ہیں:

(الف) حضرت آدم علیہ السلام (ب) حضرت موسیٰ علیہ السلام

(ج) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (د) حضرت ابراہیم علیہ السلام

ہدایات برائے اساتذہ کرام

اساتذہ عقیدہ ختم نبوت کو طلبہ کے دل و دماغ میں راسخ کرنے کے لیے دور حاضر کے تقاضاؤں کے مطابق مزید واضح کریں

MF English Center

۱۔ عبادات کی اہمیت و افادیت

حاصلاتِ تعلم

⊙ عبادت کا معنی و مفہوم بیان کر سکیں۔ ⊙ عبادت کی اہمیت و افادیت بیان کر سکیں۔
⊙ عملی زندگی میں عبادت کے اثرات بیان کر سکیں۔

عبادت کے معنی و مفہوم:

عبادت عربی زبان کا لفظ ہے جو "عبد" سے مشتق ہے، عبادت کے لفظی معنی بندگی، عاجزی وانکساری اور اطاعت و فرمانبرداری کے ہیں۔ اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی نیت سے حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اسوہ حسنہ کے مطابق زندگی گذارنے کا نام "عبادت" ہے۔ یہ عبادت ہر اس عمل کو محیط ہے جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور جس کے کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چوں کہ بندہ کا کام مالک کی اطاعت کرنا ہے خاص طور پر اگر وہ مالکِ احکم الحاکمین ہے تو اس کے احکام کو اپنے لیے باعث خوشی اور باعث مسرت و اطمینان سمجھنا ہی ایک بندہ کی معراج ہے۔

عبادت کی اہمیت و افادیت: اسلام میں ایمان یا عقیدہ کی درستی کے بعد سب سے پہلے عبادات پر زور دیا گیا ہے۔ اور عبادات اللہ تعالیٰ کے ساتھ براہ راست رابطہ اور تعلق، قربِ الٰہی کی عملی صورت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔" (الذاریات: ۵۶)۔ دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اے لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم (اس کے عذاب سے) بچو۔" (البقرہ: ۲۱)۔ اس آیت سے عبادت کا مقصد "تقویٰ" ہے جو کہ دل کی پاکیزگی، روح کی صفائی اور عمل کے اخلاص کے بعد کی منزل ہے، یہ انسان کی وہ قلبی

MF English Center

کیفیت ہے جس سے نیک اعمال کا شوق اور برائیوں سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ (سورۃ الانعام: ۱۶۲) ترجمہ: یہ بھی کہہ دو کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔ ہر روز ہر نماز میں مسلمان بار بار صراط مستقیم (سیدھا راستہ) کے لیے دعا کرتا ہے۔ مذکورہ آیت میں صراط مستقیم کا مختصر جامع خاکہ پیش کر دیا گیا ہے جو کہ اسلامی زندگی کی روح ہے۔ اسلامی معاشرہ کی جان ہے۔ آیت میں بتایا گیا کہ مسلمان کا ہر سانس ہر قدم اور ہر کام اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے کسی غیر اللہ یا اپنی خواہش نفس کے لیے نہیں۔ اور یہی مسلمان کی زندگی کا مقصد و منشا ہے۔

عبادت کے تقاضے: ہمیں اللہ تعالیٰ کے تمام احکام ماننے چاہییں۔ ان پر عمل کرنا چاہیے، جس کو اس نے حرام ٹھہرایا ہے اسے ترک کرنا چاہیے اور جن چیزوں کو واجب اور فرض قرار دیا ہے ان کو ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت کی جائے۔ زندگی کے ہر شعبے کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے دائرے میں لانا، یعنی کلی اطاعت کی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ: مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ (البقرہ: ۲۰۸)

انسان کی عملی زندگی پر عبادت کے اثرات: اسلام کا نظام عبادت انسان میں دوسرے انسانوں کے لیے محبت و ہمدردی کے جذبات پیدا کرتا ہے، اس لیے ایک مسلم دوسرے لوگوں کے ساتھ محبت والفت رکھتا ہے اور ان کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے اور انھیں دکھ سکھ میں کام آتا ہے۔ اسی طرح یہ عبادات صبر و تحمل کا سبق بھی دیتی ہیں۔ اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اجتماعی مفاد کے لیے اپنے ذاتی مفاد کو قربان کرنے کا جذبہ بھی بیدار کرتی ہیں۔

- عبادات انسان کو سماج کے ساتھ مل جل کر رہنے کا سبق دیتی ہیں، اس لیے انسان دوسرے انسانوں کے ساتھ مل جل کر رہنا سیکھ جاتا ہے اور معاشرہ پسند بن جاتا ہے۔

MF English Center

- عبادت کی پابندی سستی، کاہلی اور وقت کے ضایع کرنے جیسی بری خصلتوں کو ختم کردیتی ہے۔
- نماز کی پابندی سے انسان کے اندر اوقات کی پابندی، ظاہری و باطنی طہارت و پاکیزگی، قائد کی اطاعت اور اجتماعیت کی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ اور وہ برائیوں اور بے حیائی سے رک جاتا ہے۔
- روزہ انسان میں تقویٰ پیدا کرتا ہے یعنی خوفِ خدا آدمی کو نیکی اور برائی کی تمیز کراتا ہے۔
- زکوٰۃ کے ذریعے انسان کے اندر سے مال کی محبت کم ہوتی ہے اور وہ اپنے جیسے دیگر انسانوں کی مالی مدد کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔
- حج عالمی طور پر اجتماعیت کا درس دیتا ہے۔
- لوگوں کے کام آنا، صلہ رحمی کرنا اور اپنے ماتحتوں کی کفالت کرنے والے اعمال سے آپس میں میل جول اور تعلقات بہتر ہوتے ہیں۔ عبادت کے یہ تمام ثمرات مؤمن کو اس کی نیت اور اخلاص کی بنیاد پر حاصل ہوں گے۔ چنانچہ عبادت میں نیت کی درستگی اور اخلاص اس کے قبولیت کی کلید ہے پھر ہر نیکی مومن کے لیے عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ اور اس پر قائم رہنے کے لیے بھی تاکید کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ: تو اسی کی عبادت کرو اور اس کی عبادت پر ثابت قدم رہو۔ (مریم:۶۵)
- یہی وہ عبادات ہیں جو انسان کی اصلاح کے ساتھ ساتھ معاشرے میں بھلائیوں اور نیکیوں کی ترویج کا ذریعہ بنتی ہیں اور مومن کے لیے دنیوی و آخروی سعادتوں کا سبب بنتی ہیں۔

MF English Center

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ ”عبادت“ پر تفصیلی مضمون تحریر کریں۔

۲۔ عبادت کے عام زندگی پر اثرات تحریر کریں۔

۳۔ عبادت کی اہمیت وافادیت تحریر کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ عبادت کے لغوی اور شرعی معنی کیا ہیں؟

۲۔ عبادت کے چند تقاضے تحریر کریں۔

۳۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کا ترجمہ تحریر کریں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے ”✓“ کا نشان لگائیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو پیدا کیا ہے:

(الف) عبادت کے لیے (ب) زراعت کے لیے

(ج) تجارت کے لیے (د) صنعت وحرفت کے لیے

۲۔ حضور کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اسوہ حسنہ کے مطابق زندگی گزارنے کا نام ہے:

(الف) معیشت (ب) معاشرت

(ج) عبادت (د) تجارت

۳۔ انسان کو پیدا کرنے کا مقصد ہے:

(الف) زمین کو آباد کرنا (ب) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا

(ج) تجارت کرنا (د) کھیتی باڑی کرنا

MF English Center

۲۔ جہاد

تعارف، اہمیت اور اقسام

حاصلاتِ تعلم

⊙ جہاد کا تعارف بیان کر سکیں۔ ⊙ جہاد کی فضیلت و اہمیت واضح کر سکیں۔ ⊙ جہاد کے اقسام بیان کر سکیں۔

جہاد کا معنی و مفہوم: جہاد عربی زبان کا لفظ ہے جو "جہد" سے ماخوذ ہے۔اس کی لغوی معنی ہے: محنت وجد وجہد، انتہائی کوشش و جستجو کرنا۔

شرعی اصطلاح: اللہ عزوجل کی رضا خاطر ہر وہ جدوجہد و کوشش کرنا جو اللہ کے دین کی سربلندی، حفاظت، ملک وملت کے تحفظ و دفاع کے لیے ہو۔ نیز ہر وہ کوشش وجدوجہد جو معاشرے کی اصلاح کے خاطر نیکی و بھلائی کی ترویج کے لیے ہو، اور برائیوں خرابیوں کو ختم کرنے کے لیے ہو۔

جہاد کی فضیلت واہمیت: اسلام نے جہاد کو بہت زیادہ اہمیت و فضیلت دی ہے۔ کیوں کہ دنیا میں، بگاڑ، ظلم اور ہر قسم کی بدعملیاں، جو معاشرے کے اندر فتنہ وفساد کا سبب بنتی ہیں، ان سب کو ختم کرکے، دنیا میں امن وسلامتی کی فضا قائم کرنا اور انسانی حقوق کا تحفظ صرف اور جہاد کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (التوبہ: ۴۱) اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو اپنے مال سے اور اپنی جانوں سے، یہ بہتر ہے تمھارے حق میں اگر تم علم رکھتے ہو۔

MF English Center

جہاد کی تاکید کے حوالے سے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے: جو شخص اس حال میں فوت ہو کر اس نے اپنی زندگی میں عملی طور پر نہ جہاد کیا اور نہ ہی جہاد کی خواہش کی تو اس نے نفاق کے ایک درجے پر وفات پائی (صحیح مسلم: ۱۹۱۰)۔

جہاد کی اقسام اور اس کی عملی صورتیں:

۱۔ نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد: انسان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت سے جو اندرونی قوت روکتی ہے وہ اس کا نفس امارہ ہے جو انسان کو گناہوں، برائیوں اور نافرمانیوں کے لیے ابھارتا ہے جن میں خود پسندی، بغض، غیبت، جھوٹ اور بدکلامی اور دیگر نفسانی خواہشات کا مسلط ہونا جو انسان کے اعمال و کردار کو بگاڑ کر رکھتے ہیں۔

اس نفس امارہ پر قابو پانا جہاد کے زمرے میں آتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا اور اپنے نفس کی خواہشات سے خود کو روکے رکھا تو اس کے لیے ہمیشہ رہنے والی جگہ جنت ہے۔ (سورۃ النازعات: ۴۰)۔

نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اس شخص کو جو اپنے نفس پر قابو پاتا ہے اسے مجاہد قرار دیا ہے۔ فرمایا: "المجاهد من جاهد نفسه"۔ مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرے۔ (سنن ترمذی: ۱۶۲۱) بعض روایات میں نفس کے ساتھ جہاد کرنے کو جہاد اکبر کہا گیا ہے۔

۲۔ منکرات کو ختم کرنے کے لیے جہاد: کسی بھی معاشرے میں جب انفرادی برائیاں عام ہو جاتی ہیں تو آگے بڑھ کر اجتماعی شر کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ ان تمام برائیوں کو اسلام نے منکرات کا نام دیا ہے۔

چوں کہ اسلامی معاشرہ باہمی خیر و فلاح کے اصولوں پر قائم ہے۔ لہٰذا ہر وہ عمل جو معاشرے میں بگاڑ پیدا کرے اسلام نہ صرف اسے رد کرتا ہے بلکہ مومنوں کو اسے مٹانے کا حکم دیتا ہے۔ اسلام نے اس امر پر بھی تاکید کی ہے کہ معاشرتی نظم ہر صورت میں پُرامن اور

MF English Center

منظم رہے۔ جو باہمی رواداری کے رویوں کی ترویج کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اور ان اعمال کی نشاندہی بھی کی ہے جو منکرات کے ضمن میں آتے ہیں۔ ان معاشرتی منکرات میں ظلم وزیادتی، چوری، لوٹ مار، لسانی و قومی امتیازات کی بنیاد پر رویے، جھوٹی گواہی، زیادتی ورشوت ستانی، ملاوٹ وناپ تول میں کھوٹ، فاسد رسومات، حقدار کی حق تلفی و دیگر منکرات وغیرہ شامل ہیں۔

اسلام میں معاشرے کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ منکرات سے خود بھی بچے اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کرے۔ یہ کوشش انفرادی بھی ہے اور اجتماعی بھی ہے۔

منکرات کو ختم کرنے اور اصلاح معاشرہ کے لیے قرآن مجید نے مختلف اسالیب ذکر کئے ہیں۔ کہیں امر بالمعروف ونہی عن المنکر، کہیں دعوت وابلاغ اور کہیں تواصی بالحق والصبر کا نام دیا گیا ہے۔ امت کے ہر فرد کو اپنی بساط کے مطابق یہ فریضہ انجام دینا ہے۔ رسول کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد مبارک ہے: مَنْ رَّاٰى مِنْكُمْ مُّنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ۔ (صحیح مسلم: ۴۹) تم میں سے کوئی شخص منکر کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے دور کرے اگر ہاتھ سے دور نہیں کر سکتا ہے تو زبان سے اگر زبان سے نہیں کر سکتا ہے تو اپنے دل ہی میں اس کو برا سمجھے۔

علماء نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے کہ منکرات کو قوت وطاقت سے مٹانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ زبان و قلم سے علماء واہل قلم کی ذمہ داری ہے اور امت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ برائی کو برا سمجھے اور اس سے اجتناب کرے۔

اسی طرح اسلام نے اس بات کی بھی تاکید کی ہے کہ مومن خود بھی حق پر قائم رہے، حق بات کہے اور دوسروں کو بھی حق پر قائم رہنے پر آمادہ کرے۔ اور حق کی سربلندی کے لیے کوشاں رہے۔ اسی عمل کو افضل الجہاد کہا گیا ہے۔

MF English Center

رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے: افضل الجهاد كلمة عدلٍ عند سلطان جائرٍ۔ (سنن ابی داؤد: ۴۳۴۴) ظالم حکمران کے سامنے حق کہنا افضل جہاد ہے۔

جہاد بالسیف/ مسلح جہاد (قتال):

جہاد بالسیف یعنی تلوار سے جہاد: اس سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی دشمن قوت کسی اسلامی ملک پر حملہ کر دے تو اس ملک پر اپنی سرحدوں اور شہریوں کے دین، ایمان، جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت کے لیے قتال فرض ہو جاتا ہے۔

مسلح جہاد کی فرضیت: حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے جب ریاست مدینہ کی بنیاد ڈالی تو کفار مکہ و دیگر دشمنانِ اسلام کا غیض و غضب بہت زیادہ بڑھ گیا اور اس نئی ریاست کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے مزید سر گرم ہو گئے اور طرح طرح کے منصوبے بنانے لگے جن کے نتیجے میں اسلامی ریاست کے وجود، اور مسلمانوں کے جان، مال و عزت کو شدید خطرہ لاحق ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے دفاع کے لیے مسلمانوں کو ان کفار سے جہاد مسلح کرنے کی اجازت دی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: جن مسلمانوں سے خواہ مخواہ لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت ہے کہ وہ بھی لڑیں کیوں کہ ان پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے گا وہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔ (الحج: ۳۹)۔ سورۃ الحج کی یہ آیت قتال کی فرضیت کے حوالے سے پہلی اور ابتدائی آیت ہے۔ اس وقت چوں کہ اسلامی ریاست کا فوجی نظام نہیں تھا اس لیے تمام عاقل و بالغ مرد مومنوں پر قتال یعنی جہاد فرضِ "عین" تھا۔

جہاد بالسیف کی فرضیت کے اسباب:

الف: کفار کی دشمنی اور ان کے پُر خطر عزائم: مکہ مکرمہ میں جو شخص بھی اسلام قبول کرتا تھا تو دشمنان اسلام کی طرف سے ان پر ظلم و ستم کیا جاتا اور اذیتیں دی جاتی تھیں، جن کا بنیادی سبب

"کلمۃ الحق" یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تھا۔ اس کلمۃ الحق کو کفار اپنے عقیدہ کے برخلاف سمجھتے تھے، کسی بھی صورت میں اس کلمۃ الحق کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہ تھے، چنانچہ مسلمانوں کے لیے مکہ کی زمین تنگ کردی اور مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کردیا۔

اللہ جل شانہ فرماتے ہیں: یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دے گئے ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ (الحج: ۴۰)

کفار مکہ کی مسلمانوں سے شدت کی مخالفت و دشمنی کا اندازہ اس آیت سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔: ترجمہ: اور یہ لوگ (کفار) ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر مقدور رکھیں تو تم کو تمھارے دین سے پھیر دیں۔ (البقرہ: ۲۱۷)

ب: اسلامی ریاست کے وجود کو خطرہ: کفار جس کلمۃ الحق کو مکہ میں برداشت نہیں کر پارہے تھے، اسی کلمۃ الحق پر مدینہ میں ایک ریاست کی بنیاد ڈالی گئی تو کفار کا یہ اندیشہ بڑھ گیا کہ اسلام کی طاقت ان کے لیے ایک مستقل خطرہ بن جائے گی۔ تو ان کی نیندیں اڑ گئیں۔ اور مخالفانہ کوششیں تیز سے تیز کردیں، اور اس اسلامی ریاست کو ختم کرنے کے لیے جنگ کے منصوبے بنانے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دفاع کے لیے یہ احکام جاری فرمائے۔ ترجمہ: اور جو لوگ تم سے لڑتے ہیں، تم بھی اللہ کی راہ میں ان سے لڑو مگر زیادتی نہ کرنا کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (البقرہ: ۱۹۰)

زیادتی نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ قوت کا استعمال وہاں کرو جہاں ناگزیر ہو اور اس حد تک کرو جتنی اس کی ضرورت ہو۔

مقاصد مسلح جہاد:

قرآن کریم نے اسلامی سلطنت کے دفاع و تحفظ کے علاوہ اسلحہ کے ساتھ جہاد کرنے کے کچھ اور مقاصد بھی بتائے ہیں ان میں:

MF English Center

الف: عہد شکنی کی سزا: اسلام نے معاہدوں کی پابندی کے لیے بہت زیادہ تاکید کی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ”اور جب اللہ سے عہد (واثق) کرو تو اس کو پورا کرو اور جب پکی قسمیں کھاؤ تو ان کو مت توڑو کہ تم اللہ کو اپنا ضامن مقرر کر چکے ہو، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے۔(النحل:۹۱)۔

اسلام نے اس قوم کے ساتھ لڑائی کرنے کا حکم دیا ہے جو اسلامی حکومت کے ساتھ جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کرے پھر اس معاہدے کو پس پشت رکھتے ہوے جنگی عزائم رکھے۔ قرآن کریم نے رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلىٰ آلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کو مخاطب کرکے فرمایا ہے: ”جن لوگوں نے تم سے (صلح) کا عہد کیا ہے پھر وہ بار بار اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور (اللہ سے) نہیں ڈرتے۔ اگر تم ان کو لڑائی میں پاؤ تو انھیں ایسی سزا دو کہ جو لوگ ان کے پس پشت ہوں ان کو (اس سے) عبرت ہو۔ اور اگر تم کو کسی قوم سے دغا بازی کا خوف ہو تو (ان کا عہد) ان ہی کی طرف پھینک دو (اور) برابر (کا جواب دو) کچھ شک نہیں کہ اللہ دغا بازوں کو پسند نہیں کرتا۔(الانفال:۳۶تا۳۸)۔

اگرچہ ان آیات کا شان نزول خاص موقعہ کے لیے ہے مگر اس کا حکم عام ہے۔ یعنی اسلام میں بد عہد قوم کے ساتھ کسی قسم کی بھی رعایت نہیں ہے اور جو قوم معاہدہ کرنے کے بعد اس کو توڑ کر لڑائی کے لیے کوشاں رہتی ہے تو اسلام نے اسلامی حکومت کو اس سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

ب: احترام انسانیت اور مظلوموں کی دستگیری: اسلام حرمت انسانی کا عظیم تر پیغام رکھتا ہے۔ اس پیغام میں انسانیت کے لیے جو اصول رکھے ہیں ان میں مظلوموں کی حمایت اور مدد کرنا، ان کو ظالم کے ظلم سے چھٹکارہ دلانا، اسلامی حکومت کے لیے لازم قرار دیا گیا ہے۔

MF English Center

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ترجمہ: اور تم کو کیا ہوا ہے کہ اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو نکال کر کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے ان کو ہمارا مددگار مقرر فرما (النساء: ۷۵)۔

اگرچہ اس آیت کا اشارہ ان مظلوم مردوں، عورتوں اور بچوں کی طرف ہے جو مکہ میں رہ گئے تھے۔ اور ہجرت نہ کر سکے تھے ان کو کفار کی طرف سے تکلیفیں اور اذیتیں دی جا رہی تھیں۔ حتیٰ کہ ان کا جینا حرام کر دیا تھا۔ مگر اس آیت میں اسلامی جنگ کا بلند مقصد بیان کیا گیا ہے کہ دنیا کے کسی بھی خطے میں انسانوں کے حقوق پامال کئے جا رہے ہوں اور ان کے لیے وہاں کی زمین تنگ کر دی جائے۔ خواہ ان کا کسی بھی مذہب یا قوم سے تعلق ہو تو اسلامی حکومت کا فرض بنتا ہے کہ حسب موقعہ و امکان ان مظلوموں کی مدد کر کے ان کو ظلم سے نجات دلائے۔

ج: فتنہ و فساد کا خاتمہ: اسلامی تعلیمات کے بنیادی مقاصد میں، قیام امن، محبت و رواداری کا فروغ، ظلم اور فتنہ و فساد کو ختم کرنا ہے۔

دنیا میں جہاں کہیں بھی ملک گیری، یا کسی بھی گروہ کا اپنے مذموم مقاصد کے لیے کمزوروں پر چڑھائی کر کے ظلم و زیادتی، فتنہ و فساد برپا کر کے خلق خدا کے امن و سکون کو خطرے میں ڈالے، تو اس قسم کی فتنہ سازی اور ظلم و جبر سے باز رکھنے کے لیے قرآن مجید نے اسلامی ریاست کو جنگ کرنے کی تاکید کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: اور ان سے اس قوت تک لڑتے رہنا کہ فساد نابود ہو جائے اور (ملک میں) اللہ ہی کا دین ہو جائے اور اگر وہ (فساد سے) باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں (کرنی چاہیے)۔

اس آیت میں اسلامی جنگوں کا مقصد، زمین پر فتنہ و فساد کا قلع قمع کرنا ہے اور دنیا میں امن و آشتی کی فضا قائم کرنا ہے۔

MF English Center

مسلح جہاد کے شرائط: اسلام نے مسلح جہاد کے لیے کچھ شرائط رکھی ہیں ان شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے جہاد کرنا چاہیے۔

الف: اعلاء کلمۃ اللہ۔ (اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے): مسلح جہاد کی پہلی شرط یہ ہے کہ وہ صرف اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے ہو۔

ب: اسلامی ریاست کی طرف سے اعلان: مسلح جہاد کی دوسری شرط یہ ہے کہ قتال کا اعلان ریاست کی طرف سے ہو۔ اسلام میں قتال کے اعلان کی مجاز صرف اور صرف ریاست ہے کسی فرد یا جماعت کے اعلان یا فتویٰ (جنگ کے لیے) کی شرعی حیثیت نہیں ہے بلکہ اس قسم کے فتوے یا اعلان فساد فی الارض کے زمرے میں آتے ہیں۔

ج: مناسب حد تک فوجی طاقت میسر ہو: مخالف قوت سے لڑنے کے لیے حکومت کے پاس موافق طاقت و قوت میسر ہو۔ قرآن مجید نے اسلامی ریاست کو مضبوط رکھنے کے لیے تاکید کی ہے۔ فرمایا: ترجمہ: اور جہاں تک ہو سکے (قوت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے) لیے مستعد رہو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں اور تمھارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور اللہ جانتا ہے۔ ہیبت بیٹھی رہے گی اور تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا۔ اور تمھارا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں تمھارے پاس سامان جنگ اور ایک مستقل فوج ہر وقت تیار رہنی چاہے تاکہ بوقت ضرورت فوراً کاروائی کر سکو اور دشمن کا بھرپور مقابلہ کر سکو۔

د: لڑائی میں جاہلیت والے طریقے استعمال نہ کئے جائیں: لڑائی کے وقت صرف ان سے لڑا جائے جو مقابلے میں ہتھیاروں سے لیس ہوتے ہیں اور جنگ کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔

MF English Center

عورتوں، بچوں، بوڑھوں، زخمیوں اور عام شہریوں پر دست درازی نہ کی جائے، دشمنوں کے مقتولوں کا مثلہ نہ کیا جائے، کھیتوں، مکانوں اور مویشیوں کو خواہ مخواہ برباد نہ کیا جائے۔

جہاد اور قتال میں فرق:

جہاد کے معنی ہیں کسی مقصد کے حصول کے لیے اپنی انتہائی کوشش صرف کرنا، جہاد محض جنگ کا ہم معنی نہیں ہے۔ جنگ کے لیے قتال کا لفظ استعمال ہوتا ہے جب کہ جہاد اس سے وسیع تر مفہوم رکھتا ہے اس میں ہر قسم کی جدوجہد شامل ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ یہ ہے کہ سب کچھ صرف اللہ کی رضا کے لیے اس غرض سے کیا جائے کہ اللہ کا دین اس کی زمین پر قائم ہو۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ جہاد کی فضیلت واہمیت بیان کریں۔

۲۔ جہاد کی قسمیں بیان کریں۔

۳۔ جہاد کی شرائط تحریر کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ جہاد کا معنی ومفہوم کیا ہے؟

۲۔ جہاد کے مقاصد بیان کریں۔

MF English Center

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ جہاد کی اقسام ہیں:

(الف) ۳ (ب) ۴

(ج) ۵ (د) ٦

۲۔ جہاد بالسیف کا مطلب ہے جہاد کرنا:

(الف) دل سے (ب) زبان سے

(ج) اسلحہ سے (د) قلم سے

۳۔ بعض روایات میں نفس کے ساتھ جہاد کرنے کو کہا گیا ہے:

(الف) جہاد اصغر (ب) جہاد اکبر

(ج) جہاد اوسط (د) جہاد اعظم

MF English Center

(ج) سیرت طیبہ

۱۔ بعثتِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ

حاصلاتِ تعلم

⊙ بعثت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے قبل حالات عرب بیان کر سکیں۔ ⊙ بعثت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا مفہوم بیان کر سکیں۔

⊙ بعثت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے آثار اور مقاصد بیان کر سکیں۔

بعثت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے قبل حالات عرب:

مکہ مکرمہ: مکہ مکرمہ عربستان کا بڑا شہر اور قریش کا روحانی و سماجی مرکز بن چکا تھا، تجارتی سرگرمیوں، تمدن، معیشت اور ترقی کے باعث یمن کے مشہور شہر صنعاء کے ہم پلہ ہو چکا تھا۔ قریش کے تجارتی قافلے سال میں دو مرتبہ شام اور یمن کا سفر کرتے تھے، جس کی بدولت اہل مکہ زندگی کی ہر سہولت سے مالا مال تھے۔ پانچویں صدی عیسوی کے دوران مکہ کے سردار قُصَیّ بن کِلاب (جو حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی پانچویں پشت میں دادا ہیں) نے مکہ کا جو انتظامی ڈھانچہ بنایا تھا وہ اس وقت تک برقرار تھا، جس کی بنیاد اتحاد، تعاونِ اجتماعی، عمومی مفاہمت اور انتظامی امور کی باہمی تقسیم پر تھی، چنانچہ جنگی معاملات، تجارت اور دیگر سماجی معاملات کے حل کے لیے "دار الندوہ" نامی مجلس مشاورت قائم تھی۔

مکہ شہر کے بہتر انتظام، معاشی اور تجارتی سرگرمیوں اور متمدن سماجی نظام کے باعث اس کے بہت سے خاندان بڑے مالدار اور سرمایہ دار ہو چکے تھے، ان میں سے بعض ایسے لوگ بھی تھے جو صدقہ خیرات کرتے، محتاجوں اور مساکین کی امداد کرتے۔ لیکن بعض ایسے بھی تھے جن کا سودی اور ناجائز ذرائع کا کاروبار تھا، وہ عیاش، ضدی اور کمزور طبقہ کے لیے سخت گیر

MF English Center

تھے، انھیں مال واولاد پر غرور تھا، وہ دوسروں کو حقیر سمجھتے تھے، سماجی برائیوں مثلاً: شراب نوشی، ظلم، بدکاری، فحاشی، ناجائز ذریعہ آمدن (ڈاکہ، چوری، جوا) کو برا نہ سمجھتے تھے۔ پڑوسیوں کو تکلیف دینا، صلہ رحمی کا پاس نہ رکھنا، ناحق خون بہانا ان کا مشغلہ تھا، چنانچہ ان غیر انسانی رویوں کی وجہ سے وہ سخت دل، خشک مزاج اور بے رحم طبع ہو چکے تھے۔ حجاز کے باقی حصوں میں بھی بدانتظامی اور آوارگی کی وجہ سے لوگ سرکش ہو چکے تھے اپنے ہی لوگوں سے لڑنا جھگڑنا اور مارنا ان کے یہاں جرات اور فخر سمجھا جاتا۔ اپنی ہی بچیوں کو زندہ در گور کرنے پر فخر کرتے تھے۔

جہالت عام ہونے کی وجہ سے بت پرستی ان کے ان کا مذہبی شعار بن چکی تھی۔ صرف خانہ کعبہ کے اندر ہی تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ بعثت کے وقت جب آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تشریف لائے تو دنیا کا حال یہ تھا کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم: ۴۱) خشکی اور تری میں فساد برپا تھا (دنیائے مذاہب اور عالم تہذیب و تمدن میں عقائد و اعمال میں خرابیاں پیدا ہو چکی تھیں)۔

بعثت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا مفہوم: حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی عمر مبارک چالیس سال کو پہنچ گئی تھی اور آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ رمضان کے مہینے میں حسب معمول غار حرا کی تنہائیوں میں مشغول عبادت تھے کہ ایک دن جبریل علیہ السلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس آیا اور نور نبوت کی جو شمع آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے سینے مبارک میں مخفی تھی اسے وحی الٰہی کے ان الفاظ کے ساتھ روشن کر کے آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو نبوت و رسالت سے سرفراز کیا۔ اور قرآن مجید کی یہ آیات پڑھیں: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝۱ خَلَقَ

MF English Center

الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ ﴿٢﴾ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ ﴿٣﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ ﴿٤﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ ﴿٥﴾ (العلق: ۱-۵)۔ ترجمہ: اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے تمام کائنات کو پیدا کیا۔(۱) جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا۔(۲) پڑھو اور تمھارا پروردگار بڑا کریم ہے۔ (۳) جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا۔ (۴) اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا۔(۵) یہ آیات قرآنی پہلی وحی کی حیثیت سے محمد بن عبداللہ کو محمد رسول اللہ بن عبداللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو نبوت کے شرف سے مشرف کر گئی۔ جن کی نبوت آخری نبوت اور جن کی شریعت آخری شریعت ہے۔ یہاں سے نبوت کا آغاز اور وحی کا نزول شروع ہوا۔

بعثت نبوی کے آثار: اعلانِ نبوت کے بعد اگر کوئی خارقِ عادت واقعہ کسی پیغمبر کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو اس کو ''معجزہ'' کہا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا غیر معمولی واقعہ جو عمومی طریقے اور طرز سے نمودار نہ ہو اور کسی نبی کی بعثت کی طرف اشارہ کرتا ہو وہ ''نبوت کے آثار'' میں شمار ہوتا ہے۔

بعثت سے چھ برس قبل نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو ایک روشنی اور چمک نظر آنے لگی تھی، جس کو دیکھ کر آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ بے حد مسرور ہوتے تھے، اس چمک اور روشنی میں کسی قسم کی آواز نہیں ہوا کرتی تھی۔

یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جب کبھی کسی پیغمبر پر وحی کی شروعات ہوتی ہے تو سب سے پہلے انھیں سچے خواب دکھائے جاتے ہیں۔ بخاری شریف میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی، چنانچہ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ رات کو جو بھی خواب دیکھتے وہ صبح کو روشنی کی طرح واضح اور سچا ہوتا تھا۔

MF English Center

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ جب مکہ مکرمہ کے راستوں سے گذرتے تو پتھروں اور درختوں سے آواز آتی ''اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ'' (اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو) جب آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اپنے دائیں بائیں مڑ کر دیکھتے تو وہاں پر پتھروں اور درختوں کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا تھا۔ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں کہ ''میں مکہ میں ایک پتھر کو پہچانتا ہوں جو بعثت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۔'' (صحیح مسلم: ۲۲۷۷)

بعثت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے مقاصد: **تعلیم وتدریس:** قرآن کریم کی پہلی وحی کے اندر ''پڑھنے'' اور ''قلم'' کا ذکر موجود ہے، پھر حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی بعثت کے وقت اللہ تعالیٰ نے ان چار نکات کو محور و مرکز قرار دیا۔ ۱۔اللہ تعالیٰ کی آیات ان کو پڑھ کر سنانا۔ ۲۔انھیں پاک کرنا۔ ۳۔انھیں کتاب کی تعلیم دینا۔ ۴۔ حکمت کی باتیں سکھانا۔ (الجمعۃ: ۲)۔یعنی آیات خداوندی پڑھ کر سنانے والے مبلغ، آیات کی تعلیم دینے والے معلم، آیات کی تفہیم کرنے والے ہادی اور آیات کی تعمیل کرانے والے مصلح تھے۔

MF English Center

سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

طلبہ وطالبات کو سبق کا پس منظر ذہن نشین کرنے کے لیے حجاز مقدس کے قدیم نقشے لائے جائیں، ان میں بعثت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے متعلقہ جگہوں کی نشاندہی کریں۔اس کے لیے انٹرنیٹ سے مدد لی جائے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ بعثت نبوی پر مضمون تحریر کریں۔

۲۔ بعثت نبوی سے قبل حالات عرب بیان کریں۔

۳۔ بعثت نبوی کے آثار بیان کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ پہلی وحی کی آیات کا ترجمہ لکھیں۔

۲۔ بعثت نبوی کا مفہوم بیان کریں۔

۳۔ بعثت نبوی کے چند مقاصد بیان کریں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ قریش مکہ سال میں دو مرتبہ جن ملکوں کی طرف سفر کرتے تھے وہ تھے۔

(الف) ایران۔ چین (ب) عراق۔ مصر

(ج) شام۔ یمن (د) حبش۔ یمن

۲۔ اہل مکہ کی مجلس مشاورت کا نام تھا:

(الف) دار الندوہ (ب) دار الہجرۃ

(ج) خانہ کعبہ (د) صفہ

MF English Center

۲۔ دعوت و تبلیغ

حاصلاتِ تعلم

⊙ دعوت و تبلیغ کے معنی و مفہوم بیان کر سکیں۔ ⊙ دعوت و تبلیغ کے مقاصد و اثرات بیان کر سکیں۔ ⊙ دعوت و تبلیغ کے مراحل بیان کر سکیں۔

دعوت و تبلیغ کا مفہوم:

عربی زبان میں "دعوت" کے لغوی معنی: پکارنے اور بلانے کے ہیں۔ جبکہ "تبلیغ" کے معنی "پہنچانے" کے ہیں، دینی اصطلاح میں لوگوں کو اسلام کی طرف بلانا۔ اچھی باتوں اور دینی تعلیم کی طرف بلانے کو "دعوت دین" اور ان باتوں کو خیر خواہی کے جذبہ سے دیگر لوگوں، اقوام اور ملکوں تک پوری طرح پہنچانے کا نام "تبلیغ" ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا۔ (فصلت:۳۳) ترجمہ: اور اس شخص سے بڑھ کر بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے۔

دعوت و تبلیغ کے مقاصد: دعوت و تبلیغ کے بنیادی مقاصد میں سے یہ ہیں کہ: لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہیں: اللہ تبارک و تعالیٰ کو ایک الٰہ اور رب مانا جائے، اللہ کی ذات، صفات اور اختیارات و حقوق میں کسی کو شریک نہ کیا جائے، اسلام کو دین حق سمجھ کر اللہ کے سامنے اپنے آپ کو اس کے ہاں جوابدہ سمجھے، اللہ کے پیغمبروں پر پورا ایمان لا کر ان کی پیروی واتباع کی جائے، حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو آخری نبی جان کر ان کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے نیکی کو فروغ دینے پر آمادہ کیا جائے اور برائیوں کو ختم کرنے کی ترغیب دی جائے۔

حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی مکی زندگی میں دعوت و تبلیغ کے تین مرحلے ہیں:

MF English Center

پہلا مرحلہ خفیہ تبلیغ: بعثت کے بعد سے تین برس تک کا عرصہ ہے جو حضور کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے بڑی خاموشی اور رازداری کے ساتھ توحید کی تبلیغ میں گذار دیا۔اس خاموش اور حکیمانہ طرز دعوت و تبلیغ کا نتیجہ یہ نکلا سب سے پہلے مردوں میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، غلاموں میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔اس وقت حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے دعوت و تبلیغ کے کام کو مخفی رکھا، یہی وقت اور حالات کا تقاضا بھی تھا، چنانچہ ابتدا میں اہل خانہ اور قابل بھروسہ دوستوں پر محنت کی گئی، آہستہ آہستہ لوگ اسلام میں داخل ہوتے گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت بن گئی، دارارقم حضرت ارقم کا گھر جو صفا پہاڑی پر واقع تھا ان کے اجتماعات کا مرکز بنا، جہاں پر وہ قرآن کریم کی تعلیم سیکھتے اور نمازیں ادا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو دوسری وحی کے وقت ارشاد فرمایا: ترجمہ: اے چادر میں لپٹنے والے۔(۱) اٹھیں اب خبردار کیجیے۔(۲) اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجیے۔(۳) (سورۃ المدثر: ۱۔۳)

دوسرا مرحلہ اعلانیہ تبلیغ: تین برس تک حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ مخفی طور پر دعوت و تبلیغ کا کام کرتے رہے۔اس کے بعد آپ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تبلیغی مساعی کا دوسرا مرحلہ اس وقت شروع ہوا۔

جب آپ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو یہ حکم دیا گیا: وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴿۲۱۴﴾ (سورۃ الشعراء: ۲۱۴) ترجمہ: اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو خبردار کیجئے۔اس حکم ملنے کے چند روز بعد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے خاندان عبدالمطلب کو دعوت پر مدعو کیا جس میں ان کے چیدہ چیدہ اور برگزیدہ ارکان بھی

ME English Center

شامل تھے اور آپ کے چچا عبد العزیٰ ابو لہب اور دیگر چالیس کے قریب لوگ شامل تھے، کھانا کھانے کے بعد آپ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے محفل کو مخاطب کر کے فرمایا: میں تمھارے پاس وہ پیغام لایا ہوں، جو عرب کے کسی شخص نے پیش نہیں کیا، یہ دنیا و آخرت دونوں کی فلاح کا پیغام ہے۔ وہ چیز لایا ہوں جو دین اور دنیا دونوں کی سعادت کا سبب ہے۔ تم میں کون ہے جو اس الٰہی مہم میں میرا ساتھ دے؟

حضور کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے بیان کے بعد پوری محفل میں سناٹا چھا گیا اور خاندان کے تمام افراد میں سے صرف نو عمر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ اور عرض کی میں آپ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ساتھ دوں گا۔ اگرچہ میں سب سے چھوٹا اور کمزور ہوں لیکن اس کے باوجود آپ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ساتھ دوں گا۔ شرکاء محفل نے آپ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی دعوت کی طرف توجہ نہ دی اور اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

کوہ صفا: کوہ صفا پر عزیز و اقارب اور اہل مکہ تک اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے کے بعد اللہ ذوالجلال نے حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو قدرے وسیع پیمانے پر اس پیغام کو پھیلانے کا حکم فرمایا کہ قوم کو دعوت دیں قرآن کریم میں ہے: ترجمہ: ہم نے آپ کی طرف قرآن عربی وحی کے ذریعے بھیجا ہے تاکہ آپ اہل مکہ اور گرد و نواح کے لوگوں کو خبردار کریں۔ (سورۃ الشوریٰ: ۷) چنانچہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر اہل قریش کو قبیلوں کے نام لے کر پکارا، قریش جمع ہو گئے، بعض نے اپنے نمائندے بھیجے اس کے بعد آپ نے اعلان فرمایا: ''یاد رکھو! میں تمھیں اس سے بڑھ کر حق بات کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔

MF English Center

قُوْلُوْالَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ تُفْلِحُوْا ترجمہ: کہو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ یہ سن کر سب سے پہلے آپ کے چچا ابو لہب کہنے لگا: تم ہلاک ہو جاؤ! (نعوذ باللہ) کیا تم نے ہمیں اس لیے جمع کیا ہے؟ اس طرح یہ مجمع منتشر ہو گیا۔

اگلے مرحلے میں اللہ تعالیٰ نے اس پیغام کو پوری نوع انسانی یعنی بین الاقوامی درجہ دیتے ہوئے فرمایا: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (سورۃ السبا:۲۸) ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور خبر دار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اپنی دعوتی مہم کو آگے بڑھاتے ہوئے عرب کے موسمی بازاروں عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز (جہاں لوگ کثرت سے جمع ہوتے تھے) میں بھی جا کر آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ انھیں اسلام کا پیغام پہنچایا۔ اسلام کی تبلیغ کے لیے طائف بھی گئے اور وہاں تقریباً دس دنوں تک لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے میں مصروف رہے۔

دعوت و تبلیغ کے اصول: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جس طرح اسلام کی دعوت و تبلیغ کا حکم فرمایا ہے اسی طرح اس کے اصول وضوابط بھی بتائے ہیں فرمان الٰہی ہے: اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (سورۃ النحل:۱۲۵) ترجمہ: اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف حکمت اور اچھے وعظ کے ذریعہ لوگوں کو بلایئے اور ان سے بہتر طریقہ سے مکالمہ کریں۔

اس آیت میں دعوت و تبلیغ کے تین اصول بیان کیے گئے ہیں اور کسی بھی بات کو مؤثر انداز میں بیان کرنے کے لیے یہی اصول اپنائے جاتے ہیں: ۱۔ حکمت۔ ۲۔ موعظ حسنہ۔ ۳۔ عمدہ طریقہ پر بحث ومباحثہ۔

MF English Center

حکمت سے تبلیغ: مخاطب کی سطح کے مطابق گفتگو کی جائے اور اس کے اندر بات سننے کی آمادگی پیدا کی جائے۔ دانائی سے مخاطبین کی ذہنی صلاحیت کو سمجھ کر حالات اور موقع و محل کے مطابق علمی و عقلی استدلال کے ساتھ دعوت و تبلیغ کی جائے۔

موعظ حسنہ: بات کو اچھے انداز میں بیان کرنے کا اثر ضرور ہوتا ہے، چنانچہ پُر اثر گفتگو سے مخاطب کے سامنے اچھائی اور برائی کو ظاہر کر کے نصیحت والے انداز میں بات کرنا کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو اور عمدہ طریقہ سے گفتگو کر کے اس کو حق کے لیے پر قائل کرنا ''موعظہ حسنہ'' ہے۔

بحث و مباحثہ: اپنی بات کہنے کے لیے اگر مباحثہ یا مکالمہ کی صورتحال پیش آئے تو پُر دلائل گفتگو کرے اور مخالف کے موقف کو غلط ثابت کرنے کے لیے بہتر اور اچھی اور شائستہ زبان میں گفتگو اختیار کرنا جس میں افہام و تفہیم ہو، غصہ، جوش اور چیخ چیخ کر بات کرنے سے گریز کرنا۔(وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ)

دعوت و تبلیغ کرنے والے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جس بات کی وہ دوسروں کو تبلیغ کرتا ہے اس پر وہ خود بھی عامل ہو، قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ: اور اس شخص سے بڑھ کر بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے۔ (فصلت: ۳۳)

دعوت و تبلیغ کے اثرات و ثمرات: ابتداء میں انصار مدینہ میں سے ایک شخص سوید بن صامت جو شجاعت و شاعری میں نامور تھا حج کے زمانہ میں مکہ مکرمہ آیا اور حضور کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی زبان مبارک سے قرآن شریف کی چند آیات سن کر اسلام کی حقانیت کا قائل ہو گیا، پھر اس کے میلان اسلام کا اثر دیگر اہل یثرب پر پڑا جس کے نتیجے میں دو تین برسوں کے اندر مدینہ منورہ کے لوگوں کی کچھ تعداد اسلام کی حلقہ بگوش ہو گئی۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف مسلمانوں کی ہجرت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور

MF English Center

مسلمان مدینہ منورہ جا کر طاقتور ہونا شروع ہو گئے۔ اور حضور کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ یہاں آتے ہی ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔ اور آپ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے مدینہ منورہ اور اس کے گردونواح کے قبائل کے ساتھ معاہدات کیے۔

غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق اور صلح حدیبیہ کے بعد حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھے۔ خیبر کی فتح ہوئی۔ حق کی فتح اور باطل کی شکست ہوئی یعنی مکہ مکرمہ فتح ہوا۔

دعوت و تبلیغ کے نتیجے میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایک لاکھ سے زائد صحابہ رضی اللہ عنہم حج کے لیے تیار ہوئے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ دعوت دین اور تبلیغ اسلام کے فریضہ کے لیے ہمہ وقت اور ہمہ تن کوشش کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کے دین کا بول بالا رہے اور ہم فلاح دارین حاصل کر سکیں۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

اپنے موجودہ ماحول میں دعوت و تبلیغ کے لیے اہم امور / نکات آیت "اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ" کی روشنی میں باہمی بحث و مباحثہ / مکالمہ کرنے کے بعد مرتب کریں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ دعوت و تبلیغ کے مراحل کیا ہیں؟ نوٹ تحریر کریں۔

۲۔ دعوت و تبلیغ کے کیا اصول ہیں؟ تحریر کریں۔

MF English Center

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ دعوت و تبلیغ کے معنی اور مفہوم کیا ہیں؟

۲۔ دعوت و تبلیغ کے مقاصد کیا ہیں؟ تحریر کریں۔

۳۔ دعوت و تبلیغ کے اثرات کو مختصر لکھیں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ دعوت کی لغوی معنی ہے:

(الف) بتانا (ب) پڑھانا

(ج) پکارنا (د) بلانا

۲۔ نیک اور اچھی بات دوسروں تک پہنچانے کو کہا جاتا ہے:

(الف) تقریر (ب) تدریس

(ج) تبلیغ (د) تجویز/ تحقیق/ تحصیل ترتیب

۳۔ مکہ مکرمہ میں دعوت و تبلیغ کا ابتدائی مرکز تھا:

(الف) دار ارقم (ب) شعب ابی طالب

(ج) کوہ صفا (د) مسجد الحرام

۴۔ داعی کا کام ہے کہ مخاطب کی تنقید سن کر اس سے:

(الف) بدلہ لے (ب) درگزر کرے

(ج) جھگڑا کرے (د) غصہ کرے

ہدایات برائے اساتذہ کرام

موجودہ دور میں جدید ٹیکنالاجی کے ذرائع (کمپیوٹر، موبائل، انٹرنیٹ وغیرہ) کا دعوت و تبلیغ میں کردار پر مضمون تحریر کروائیں۔

MF English Center

۳۔ ہجرت مدینہ اور غزوات

حاصلاتِ تعلم

⊙ ہجرت مدینہ کے اسباب، حالات اور واقعات بیان کر سکیں۔ ⊙ غزوات کی معنی، مفہوم اجمالی تعارف بیان کر سکیں۔ ⊙ ہجرت مدینہ کے نتائج واثرات بیان کر سکیں۔

ہجرت کے معنی و مفہوم:

عربی زبان میں ''ہجرت'' کے معنی جدائی، علیحدگی اور ایک جگہ قطعاً چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانا ہیں۔ اسلام میں ''ہجرت'' کا مفہوم ہے: رضائے الٰہی کے حصول کے لیے اصل وطن اور گھر بار کو چھوڑ کر دوسرے ملک میں سکونت اختیار کرنا، خاص طور پر جہاں وہ محکوم اور مظلوم ہوں، ان کو اسلام پر عمل کرنے میں زندگی گذارنا مشکل ہو تو ایسے حالات میں نقل مکانی کر کے ایسی جگہ جائیں، جہاں دین کے تقاضے پورے کیے جا سکیں اور اس پر عمل کرنا آسان ہو۔

اسلام کی پہلی ہجرت حبشہ کی طرف ہوئی اور دوسری ہجرت ''یثرب'' مدینہ منورہ کی طرف حکم الٰہی کے مطابق ہوئی، مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کو وطن بنانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ''مہاجر'' اور ان کی مدد کرنے والے اہلِ مدینہ ''انصار'' کہلاتے ہیں۔

ہجرتِ مدینہ کے اسباب:

مدینہ منورہ عرب کا ایک قدیم شہر ہے، جس کا اصلی نام ''یَثْرِب'' تھا جو حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی ہجرت کے بعد ''مَدِيْنَةُ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ '' (نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا شہر) اور پھر مدینہ منورہ مشہور ہوا۔ مدینہ کی طرف ہجرت کے درج ذیل اسباب ہیں:

MF English Center

ایک طرف مکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشرکین مکہ کی زیادتیاں عروج پر تھیں، تو دوسری طرف یثرب میں اسلام کی عام مقبولیت کے پیشِ نظر مسلمانوں کے لیے ماحول سازگار تھا، چنانچہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت عنایت فرمادی۔ تمام مسلمان ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے صرف چند باقی رہ گئے جن کو مشرکین نے قید کر رکھا تھا یا وہ غربت اور مجبوری کی وجہ سے نہیں جا سکتے تھے، ان کے علاوہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بھی کچھ خاص مصلحتوں کی وجہ سے پیچھے رہنے والوں میں شامل تھے۔

مکہ مکرمہ میں دعوت اسلام پر پابندی: بعثت نبوی سے پہلے قریش حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو صادق وامین کے القاب سے پکارتے تھے تاہم آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اعلان نبوت کے بعد آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے جانی دشمن بن گئے، چنانچہ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے لیے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا بے حد مشکل ہو گیا، اس کے باوجود آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ ابتداء میں خفیہ طریقے سے لوگوں کو دین کی تعلیم دیتے رہے اور تربیت کرتے رہے۔

مسلمانوں پر مظالم: مکہ مکرمہ میں دشمنوں نے اسلام قبول کرنے والے ہر شخص پر مظالم ڈھائے، ان کو جسمانی، ذہنی اذیتیں پہنچانے کا کوئی موقعہ نہ چھوڑتے، یہاں تک کہ انھوں نے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ اور دیگر مسلمانوں کو تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور کر دیا اور ان سے مقاطعہ کر لیا۔ علاوہ ازیں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اذیتیں دے کر شہید کر دیا۔

MF English Center

ہجرت حبشہ کا حوصلہ افزا تجربہ: قریش مکہ کی سخت روی سے تنگ آکر دو مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حبشہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے جہاں ان کو اطمینان و آرام میسر ہوا تاہم مخالفوں کی سازشوں کی وجہ سے وہ دوبارہ مکہ مکرمہ لوٹ آئے اور کفار مکہ سے تکلیفیں اور اذیتیں سہتے رہے۔

اہل مدینہ کا اشتیاق: یثرب کے کچھ نیک حضرات حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے عقبہ کے مقام پر دو مرتبہ بیعت کر چکے تھے اور ان کی تمنا تھی کہ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ یثرب آکر ہمیں دین کی باتیں سکھائیں لیکن آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے حکم و اذن کے منتظر تھے۔

اذن الٰہی: ان تمام مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمانوں کے اصرار پر حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مسلمانوں کو بعثت کے چودھویں برس ۲۷ صفر کو یثرب کی طرف ہجرت کی اجازت فرمائی اور لوگ چھپتے چھپاتے، یثرب کے لیے روانہ ہوتے رہے۔ یہ ہجرت تمام مسلمانوں پر فرض تھی۔

حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی ہجرت اور واقعات:

حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور آپ کے دو پیارے ساتھی حضرت ابو بکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما، اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر تھے، چنانچہ جب نبوت کا تیرھواں سال شروع ہوا، اور اس وقت تک اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ روانہ ہو چکے تھے، تو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے بھی ہجرت کی تیاری شروع فرمائی۔

MF English Center

دار الندوہ میں کفار کا مشورہ: مشرکینِ مکہ نے جب دیکھا کہ مسلمان ہجرت کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں اپنے اہلِ و عیال کے ساتھ سکون و آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور اوس و خزرج جیسے طاقتور قبائل ان کے حمایتی و مددگار بن چکے ہیں، تو ان کو مسلمانوں اور خاص طور پر حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے حسد کی وجہ سے پریشانی ہوئی، چنانچہ تمام زعماء قریش دار الندوہ میں جمع ہو کر حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے خلاف تدبیریں کرنے لگے۔

غار ثور میں قیام: حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی کفار کے اس مکر سے باخبر فرمادیا تھا اور کفار کی اتنی شدید دشمنی کے باوجود حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس رکھی ہوئی کفار کی امانتیں صحیح سلامت ان کے مالکان تک پہنچانے کی غرض سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر فرمایا ''ہمیں ہجرت کا حکم مل چکا ہے، اس لیے ہم آج ہی مدینہ روانہ ہو جائیں گے، آپ میرے بستر پر میری چادر اوڑھ کر سو جائیں، صبح کو یہ امانتیں مالکان کے سپرد کر کے آپ بھی مدینہ پہنچ جائیں۔''

حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ رات کی تاریکی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے کر مکہ مکرمہ سے نکل کر ثور پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں آپ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے شہر مکہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''تو بڑا پاکیزہ شہر ہے اور مجھے بڑا محبوب ہے۔ میری قوم اگر مجھے یہاں سے نکلنے میں مجبور نہ کرتی تو میں تمھارے سوا کسی اور جگہ نہ جاتا''۔ پھر آپ دونوں نے غارِ ثور کے اندر تین دن تک قیام فرمایا۔

ادھر صبح کے وقت جب کفار نے حضور کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے گھر میں جا کر دیکھا تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے بستر پر

MF English Center

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پایا اور ان سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے متعلق دریافت کرتے رہے اور پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تلاش میں نکل پڑے۔ یہاں تک کہ غارِ ثور تک آ پہنچے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نظر نہیں آئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نوجوان بیٹا حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ دن کے حالات معلوم کرکے رات کے وقت آپ کو باخبر کرتا، شام کے وقت روزانہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بکریاں چراتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کو دودھ دے جاتا، اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کھانا تیار کرکے دینے آتی تھی۔

غارِ ثور سے مدینہ منورہ روانگی: چوتھے دن حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ غار سے باہر نکلے، عبد اللہ بن اریقط نامی شخص کو اجرت پر بطور راستہ دکھانے والا لیا۔ اسی طرح یہ چھوٹا قافلہ ایک دن اور رات مسلسل چلتا رہا، دوسرے دن دوپہر کے وقت گرمی اور دھوپ کی تپش کی وجہ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کچھ وقت آرام فرمالیں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چاروں طرف نظر دوڑائی تو انھیں ایک بڑے ٹیلے کے قریب کچھ سایہ نظر آیا، چنانچہ وہیں پر پڑاؤ کے لیے رک گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قریب ایک بکریاں چرانے والے چرواہے سے کچھ دودھ لے کر آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو پیش کیا، جب سورج ڈھلنے لگا تو آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے آگے کوچ کیا۔

MF English Center

قبا میں تشریف آوری: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سن ۱۴ نبوت بمطابق سنہ ایک ہجری کو بحفاظت قبا بستی میں پہنچ گئے، جہاں آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے چند دن قیام فرمایا اور وہاں ایک مسجد تعمیر کی اور اس میں نماز پڑھی جس کو ''مسجد قبا'' کہا جاتا ہے۔ جس کے لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے: البتہ جس مسجد کی بنیاد تقویٰ پر اول روز سے پڑی ہے۔

مدینہ منورہ میں پہلے ہی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خبر پہنچ چکی تھی اس لیے تمام شہر والے آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی آمد کے بڑی شدت سے انتظار کر رہے تھے، وہ روزانہ صبح کو مقامِ حرہ تک آکر آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا انتظار کرتے اور پھر واپس چلے جاتے تھے۔ ایک دن تمام لوگوں کے واپس ہو جانے کے بعد ایک یہودی نے (جو اپنے قلعہ پر تھا) آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو دیکھا اور چلّا کر مسلمانوں کو بتانے لگا: اے اہل عرب! تمھارا مہمان آپہنچا۔

مدینہ منورہ میں داخلہ: حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے، بنو سالم بن عوف کی بستی میں پہنچ کر بطن وادی میں جمعہ کی نماز پڑھائی، اسی طرح آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ مدینہ منورہ آپہنچے، اہل مدینہ نے آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا پُرجوش استقبال کیا اور آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تشریف آوری پر خوشی کا اظہار کیا اور دل کھول کر آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کیا۔

MF English Center

ہجرت کی فضیلت:

ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو دنیا و آخرت میں فائدہ ہوتا ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت کے بھی حق دار ہوتے ہیں۔ اور ان کے لیے مغفرت، جنت اور بہترین اجر کا انعام رکھا ہے۔ اور انھیں یقین دلایا گیا ہے کہ ان کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ: تو ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول کر لی اور فرمایا کہ میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو مرد ہو یا عورت ہو ضائع نہیں کرتا۔ تم ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔ تو جو لوگ میرے لیے وطن چھوڑ گئے اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے اور (اللہ کی راہ میں) لڑے اور قتل کیے گئے، میں ان کے گناہ دور کر دوں گا اور ان کو بہشتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ یہ اللہ کے ہاں سے بدلہ ہے اور اللہ کے ہاں اچھا بدلہ ہے۔ (آل عمران: ۱۹۵) بجا طور پر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ جب تک جہاد فرض نہیں ہوا تھا، اس وقت سب سے بڑا عمل ''ہجرت'' تھا۔ لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ ہجرت اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہو اور اللہ تعالیٰ کے دین پر قائم رہنے اور اس کی دعوت واشاعت کے لیے ہو۔

ہجرت کے ثمرات:

- ہجرت کی برکت سے ایک اسلامی سلطنت وجود میں آگئی۔
- ضعیف الایمان مسلمانوں کو تقویت حاصل ہوئی۔
- ایک مضبوط اسلامی سلطنت قائم ہونے کی وجہ سے دین اسلام کی تبلیغ میں آسانی و قوت حاصل ہو گئی۔
- ہجرت سے پہلے مسلمانان مکہ اقلیت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ کافروں کے ظلم کے شکار رہے۔ کوئی دینی کام آزادی سے سرانجام نہیں دے سکتے تھے، پھر جان کا خطرہ الگ تھا۔ لیکن ہجرت کے بعد وہی مظلوم مسلمان ایک خطہ زمین کے مالک ہو گئے اور ان کو تبلیغ اسلام کے بہترین مواقع حاصل ہو گئے۔

MF English Center

غزوات:

''غزوہ'' کے معنی کسی سے لڑنے کے لیے نکلنے، حملہ کرنے اور جنگ کرنے کے ہیں۔
محدثین اور سیرت نگاروں کے نزدیک ''غزوہ''ایسی جنگی مہم کو کہا جاتا ہے جس میں حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے بذاتِ خود شرکت فرمائی ہو، آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ لشکر کے امیر کی حیثیت میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے کوشاں رہے۔

ہجرت کے بعد تمام عرب قبائل مدینہ پر حملے کے لیے کمربستہ ہو گئے، قریش نے عبداللہ بن ابی بن سلول اور اس کے ساتھیوں کو کہلا بھیجا کہ تم نے ہمارے آدمی (حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) کو پناہ دے کر ٹھہرایا ہے، اس سے لڑائی کرو، یا اسے اپنے شہر سے نکال دو ورنہ ہم سب تمھارے اوپر حملہ کر دیں گے اور جوانوں کو قتل کیا جائے گا اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنا دیا جائے گا۔

دوسری طرف مشرکین مکہ نے مدینہ کے یہود سے ساز باز کرنا بھی شروع کر دی، ان کو مسلمانوں کے خلاف لڑنے پر اکسانے کے بعد مسلمانوں کو پیغام بھیجا کہ مکہ سے نکل کر تم اپنے آپ کو یثرب میں محفوظ نہ سمجھو، ہم یثرب میں آکر تمھیں ختم کر دیں گے۔ چنانچہ ایسی صورتحال کے پیشِ نظر اور مدینہ کی پہلی اسلامی ریاست کے قیام کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنا دفاع کرنے اور ریاست کو بچانے کے لیے انھیں جہاد کرنے کی اجازت دی ارشاد پاک ہے: ترجمہ: جن سے لڑائی کی جا رہی ہے ان کو اب لڑنے کی اجازت ہے کیوں کہ وہ مظلوم ہیں اور بے شک اللہ ان کی مدد پر قدرت رکھتا ہے۔ (الحج: ۳۹) چنانچہ ریاست مدینہ کے دفاع کے لیے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے مخالفین اسلام سے اسلحہ کے ساتھ جہاد کیا۔ ان میں چند اہم یہ ہیں:

MF English Center

غزوہ بدر: حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے مدینہ منورہ ایک سال پورا کیا تھا کہ ماہ رمضان سن ۲ھ میں مشرکین مکہ نے ابو جہل کی قیادت میں مدینہ پر حملہ کا ارادہ کیا، آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو اطلاع مل گئی تو، آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے آگے بڑھ کر ''بدر'' کے مقام پر مشرکین کا مقابلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

غزوہ احد: غزوہ بدر کے ٹھیک ایک سال بعد مشرکین مکہ ابو سفیان کی قیادت میں ماہ شوال سن ۳ھ میں مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے، مسلمانوں نے ''احد'' کے مقام پر ان کا مقابلہ کیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کا بھاری نقصان ہوا مگر دشمن بھی اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہوا۔

غزوہ خندق: تیسری مرتبہ ماہ ذوالقعد سن ۵ ھ میں پورے عرب کے مشرکین و کفار اکٹھے ہو کر بڑی طاقت کے ساتھ مدینہ پر حملہ آور ہوئے، اس جنگ کا دوسرا نام غزوہ احزاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے طوفان اور آندھی بھیج کر کفار کے عزائم کو خاک میں ملا دیا۔

غزوہ خیبر: سن ۷ھ میں خیبر کے یہودیوں نے سخت بغاوت شروع کر دی۔ یہودیوں نے کئی قلعے بنائے تھے۔ سارے قلعے فتح کیے گئے آخری قلعہ قموص تھا، جس کو شیر خدا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کمان میں فتح کیا گیا۔

فتح مکہ: مسلمانوں نے رمضان المبارک سن ۸ھ میں مکہ مکرمہ فتح کیا۔

غزوہ حنین: سن ۸ ھ میں ''غزوہ حنین'' ہوا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو کامیابی ہوئی۔

غزوہ تبوک: سن ۹ھ میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو اطلاع ملی کہ رومی اور اس کے اتحادی مسلمانوں کے ساتھ لڑائی کرنے کے ارادے سے نکل چکے ہیں، تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اپنے مجاہد ساتھیوں کے ساتھ ان کا مقابلہ کرنے کے لیے تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ مگر جب رومیوں نے مسلمانوں کا عزم دیکھا تو وہ واپس چلے گئے۔ اور اسلامی لشکر بغیر لڑائی کے واپس آگیا۔

MF English Center

ہمیں بھی رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اسوہ حسنہ کا اتباع کرتے ہوئے بوقت ضرورت ہجرت اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے کوشاں رہنا چاہیے، اسی میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔

سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے جن غزوات میں شرکت فرمائی، ان کا چارٹ بنا کر اس میں سال، مسلمان اور کفار کی تعداد، کامیابی / شکست کو ظاہر کریں مثلاً: جنگ بدر ۲ھ میں واقع ہوئی۔ مسلمان ۳۱۳ اور کفار ۱۰۰۰ تھے مسلمانوں کو فتح ہوئی، ۷۰ کفار قتل ہوئے ۷۰ قیدی ہوئے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ ہجرت کے واقعہ سے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

۲۔ ہجرت مدینہ کے اسباب بیان کریں۔

۳۔ مختلف غزوات کا اجمالی تعارف لکھیں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ ہجرت کا معنی اور مفہوم بیان کریں۔

۲۔ غزوہ بدر کب اور کیوں ہوا؟

۳۔ ہجرت کی فضیلت کیا ہے؟ نوٹ تحریر کریں۔

MF English Center

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

ا۔ ہجرت لفظ کے معنی ہیں:

(الف) مسلمان ہونا (ب) حصول علم کے لیے سفر کرنا

(ج) دین کی خاطر نقل مکانی کرنا (د) قیام کرنا

۲۔ سفرِ ہجرت کے دوران حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ٹھہرے:

(الف) غارِ حرا میں (ب) غارِ ثور میں

(ج) کہف میں (د) طائف میں

۳۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ بذاتِ خود جس جنگی مہم میں شامل ہوں وہ کہلاتا ہے:

(الف) غنیمت (ب) جزیہ

(ج) غزوہ (د) سریہ

۴۔ دوسرا غزوہ ہے:

(الف) تبوک (ب) خیبر

(ج) احد (د) بدر

ہدایات برائے اساتذہ کرام

اساتذہ کرام کو چاہیے کہ غزوات پر تفصیلاً روشنی ڈالیں تاکہ طلبہ و طالبات اس کے ہر پہلو سے آگاہ ہو سکیں۔

MF English Center

۴۔ خصائل و شمائل نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ

حاصلاتِ تعلّم

⊙ خصائل و شمائل کے معنی اور مفہوم بیان کر سکیں۔ ⊙ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی عادات و اطوار بیان کر سکیں۔ ⊙ روز مرہ کی عملی زندگی میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کر سکیں۔

خصائل و شمائل کے معنی اور مفہوم:

''خصائل'' عربی کے لفظ ''خصلة'' سے ماخوذ ہے، جس کے معنی عادات ہے (اچھی یا بری)۔ جبکہ شمائل ''شَمِیۡلَہ'' کی جمع ہے، جس کے معنی اچھی طبیعت، عمدہ عادت اور نیک صفت و خصلت کے ہیں۔ خصائل اور شمائل نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے مراد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ظاہری خوبیاں و باطنی خصائل اور عمدہ عادات، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی شب و روز کی زندگی جیسے اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا، مزاج، معاشرت اور لباس، اخلاق، پاکیزہ خصوصیات اور خوبیاں و اوصاف، بالخصوص آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا اہلِ خانہ سے برتاؤ، لوگوں سے میل جول، آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ساتھیوں سے رویہ، آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ظاہری صورت اور سیرت، حلیہ مبارک اور جسمانی بناوٹ مراد ہیں۔

خصائل و شمائل نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اہمیت و فضیلت:

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی پاکیزہ زندگی ہی اسلام کی صحیح اور کامل تصویر ہے۔ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اقوال و افعال اور حیات مبارکہ کا اتباع ہی مؤمن کے لیے نجات دہندہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ

ME English Center

فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ۔ (الاحزاب: ۲۱)۔ ترجمہ: (مسلمانو!) درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکرم نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی عمدہ عادات اور بے مثال سیرت کو اس امت کے لیے ایک بہترین ''اسوۂ حسنہ'' قرار فرما کر اس کے مطابق زندگی گذارنے کی ترغیب دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو عمدہ صورت کی طرح اعلیٰ سیرت، بلند اخلاق اور عمدہ صفات کا مجموعہ بنایا تھا، جس کی گواہی خود قرآن کریم نے بھی دی ہے: وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۔(سورۃ القلم: ۴) ترجمہ: یقیناً آپ کے اخلاق بڑے اعلیٰ ہیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ذات اقدس سیرت اور صورت دونوں اعتبار سے کامل اور اکمل تھیں، اپنی قوم میں اچھے کردار، فاضلانہ اخلاق اور کریمانہ عادات کے لحاظ سے ممتاز تھے اور حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی شخصیت نہایت بارعب اور پُر وقار تھی۔ سب سے زیادہ بامروت، سب سے زیادہ خوش اخلاق، سب سے زیادہ راست گو، سب سے زیادہ کریم، سب سے زیادہ نیک عمل، سب سے بڑھ کر پابند عہد، سب سے زیادہ امانت دار تھے۔ پس جو اشخاص اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگانی خوبصورت اور کامیاب بنانا چاہتے ہیں تو انھیں آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے خصائل و شمائل کی طبیعت کی پوری آمادگی اور ایک قلبی لگاؤ کے ساتھ پیروی کرنی چاہیے۔ اس کو معلوم ہو کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ جو کوئی حکم اپنی زبان مبارک سے واضح الفاظ میں دے رہے ہیں۔ یا یہ کہ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو کیا پسند ہے اور کیا ناپسند۔ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی نشست و برخواست کا طریقہ کیا ہے۔ گفتگو کا انداز کیا ہے۔ چلتے کس

MF English Center

طرح تھے، لباس کون سا پہنتے تھے، کھانے میں کیا چیز مرغوب تھی۔ یہ سب جان کر مومن ان کی اتباع کر سکے اور نجات دارین حاصل کر سکے۔

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا اپنے اہل خانہ سے برتاؤ: حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی گھریلو زندگی نہایت شائستگی اور خوشگوار نوعیت کی تھی، آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ اپنے اہل خانہ کے ساتھ گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے، اپنے کام خود سرانجام دیتے اور اہل خانہ سے کبھی بھی سختی سے پیش نہیں آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل خانہ کے لیے بہتر ہے، اور میں اپنے اہل خانہ کے معاملہ میں تم سب سے زیادہ بہتر ہوں۔

(سنن ترمذی، حدیث: ۳۸۹۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے بڑھ کر کوئی شخص نہیں دیکھا جو اپنے اہل و عیال کے لیے شفیق اور مہربان ہو۔ (اخلاق النبی لابی الشیخ الاصبہانی، ج ۱، ص ۳۸۰)

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ گھر میں عام لوگوں کی طرح زندگی گذارتے تھے، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ اپنے کپڑے خود صاف فرماتے، بکری کا دودھ نکالتے، اپنے کام خود کر لیتے تھے، کپڑوں اور جوتوں کو پیوند لگانا اور اپنے کپڑے کو سینا یہ تمام اعمال خود سرانجام دیتے تھے۔ (مسند احمد، حدیث: ۲۵۳۴۱)

اسی طرح گھر والوں کے ساتھ خوش طبعی سے پیش آنا، اپنے اہل خانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنا اور گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کرنا بھی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ

MF English Center

وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے ثابت ہے۔ یہ تمام باتیں ایک بہتر گھرانہ کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

حضوراقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا محلے اور معاشرے کے لوگوں سے برتاؤ: حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی مبارک زندگی نہ صرف انفرادی حسنِ اخلاق اور پاکیزہ کردار اپنانے میں رہنمائی کرتی ہے، بلکہ معاشرے کی بہتر سے بہتر طور پر تشکیل اور باہمی ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے خاندان، محلہ اور پڑوس کے ساتھ حسن سلوک پر بھی زور دیتی ہے۔ چنانچہ معاشرتی معاملات میں رشتہ داروں، پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرنا ان کی ضروریات کا خیال رکھنا، ان کو تحفہ تحائف بھیجنا، طبع پرسی کرنا، تعزیت کرنا، ایک دوسرے کو دعوت دینا، معاشرے کے نادار لوگوں کے کام آنا، دشمنوں سے بھی نیکی کرنا وغیرہ خصائل مبارک میں سے تھے اور رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی تعلیمات میں ان چیزوں کی طرف زیادہ توجہ دی ہے۔ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے مخاطب ہو کر فرماتی ہیں کہ: آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ صلہ رحمی کرتے ہیں، بے سہاروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، خالی ہاتھ والوں کی مدد کرتے ہیں، مہمان کی میزبانی کرتے ہیں اور حق کے سلسلے میں پیش آنے والے مصائب میں مدد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اکیلا نہیں چھوڑے گا۔ (صحیح بخاری: کتاب بدء الوحی: ۳)

یہ تمام خوبیاں پیارے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ہمدردی اور خیر خواہانہ رویہ کی عکاسی کرتی ہیں، جس میں معاشرہ میں کمزور سمجھے جانے والے نادار طبقہ سے بھی ایسا ہی سلوک روا رکھنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے جو کسی شاہانہ طرز رکھنے والے سے رکھا جائے۔

MF English Center

اسی طرح مظلوموں اور بے کسوں کی فریاد سننا اور ان کے کام آنا حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ چنانچہ ایک اجنبی حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے پاس آکر التجا کرنے لگا کہ ابوجہل کے ذمہ میرا قرض ہے وہ ادا نہیں کر رہا ہے اس وقت آپ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ حرم مکہ میں عبادت کر رہے تھے، لیکن عبادت کو مؤخر کیا اور اپنے ذاتی دشمن ابوجہل کے پاس ایک اجنبی کی مدد کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، اور اس سے حق وصول کروا دیا۔

(تہذیب سیرۃ ابن ہشام، ص: ۷۴)

۸ ہجری میں جب اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو قریش مکہ پر غلبہ عطا فرمایا اور شہر مکہ فتح ہوا، تو رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے بیس برس کے ان تمام مظالم اور زیادتیوں کا بدلہ لینے کی بجائے اپنی قوم کے لوگوں کو معاف کرتے ہوئے اعلان فرمایا: ترجمہ: آج تمھارے اوپر کوئی ملامت نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔ (رحمۃ للعالمین ج: ۱، ص: ۱۱۳) لہٰذا ہمیں بھی چاہیے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے خصائل و شمائل کو اپنا کر سعادت دارین حاصل کریں۔ بالخصوص حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حضور کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے لیے بیان کردہ عمدہ خصوصیات ہمارے لیے قابل اتباع ہیں۔ حصول محبت رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا دوسرا ذریعہ درود و سلام کی کثرت میں ہے جو کہ شفاعت محمدی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے حصول کا بھی ذریعہ ہے۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے خصائل و شمائل کی روشنی میں موجودہ ماحول (کلاس روم۔ اسکول۔ گھر۔ محلہ۔ کھیل کے میدان اور شہر) میں نکات مرتب کریں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

ا۔ خصائل وشمائل نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اہمیت وفضیلت پر نوٹ لکھیں۔

۲۔ دوسروں کے کام آنے میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا کیا طریقہ تھا؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

ا۔ خصائل اور شمائل نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے کیا مراد ہے؟

۲۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی گھریلو مصروفیات کیا تھیں؟

۳۔ رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی مبارک زندگی اہل محلہ سے کیسا رویہ رکھنے کا درس دیتی ہے؟

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

ا۔ حضور کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے خصائل وشمائل سے مراد ہے:

(الف) سیرت نبوی (ب) اسوہ حسنہ

(ج) سنت (د) عمدہ عادات وخصوصیات

۲۔ حضور کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ جب یہودی لڑکے کے پاس گئے تو اس کو:

(الف) اسلام کی دعوت دی (ب) سلام کیا

(ج) ہدیہ پیش فرمایا (د) دعا فرمائی

MF English Center

۳۔ فتح مکہ کے وقت اپنی قوم کے تمام لوگوں کو حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے:

(الف) قید کر دیا (ب) شہر چھوڑنے پر مجبور کر دیا

(ج) معاف کر دیا (د) امیر بنا دیا

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ و طالبات کو سبق میں دی ہوئی حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی عاداتِ مبارکہ خاص طور پر ”اپنا کام خود کرنا“ کی اہمیت بتائیں۔

MF English Center

۵۔ مناقبِ اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم

حاصلاتِ تعلم

⊙ اہلِ بیت اطہار کا تعارف اور مناقب بیان کر سکیں۔ ⊙ روزمرہ کی زندگی میں اہلِ بیت اطہار سے محبت کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کر سکیں۔

مناقب کا معنی اور مفہوم:

مناقب عربی زبان کا لفظ ہے اس کا واحد "مَنْقَبَةٌ" ہے، جس کے معنی تعریف، اچھے کام، خوبیاں اور فضائل کے آتے ہیں۔ اصطلاح میں کسی مشہور شخصیت کے کارناموں اور فضائل کو "منقبة" کہا جاتا ہے، چاہے وہ نثر میں ہو یا نظم میں، اہلِ بیت، بزرگانِ دین اور اصحاب کرام کی ثنا، اوصاف اور تعریفیں۔

اہلِ بیت: "اھل" عربی زبان میں "والے یا والا" کو کہتے ہیں اور "بیت" "گھر" کو کہتے ہیں چنانچہ اہلِ بیت کے معنی ہوئے "گھر والے"۔

مناقب اہلِ بیت: قرآن مجید کی اصطلاح کے مطابق "اہلِ بیت" سے مراد حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا گھرانہ ہے جس میں آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی آل پاک، ازواج مطہرات اور اولاد شامل ہیں۔ قرآن کریم نے آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کو امھات المومنین (تمام مومنین کی مائیں) قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ (سورۃ الاحزاب: ۶) ترجمہ: اور حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں۔ ازواج مطہرات کی تعداد گیارہ ہے، جن میں سے دو آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی زندگی ہی میں وفات پا گئی تھیں

MF English Center

اور نو ازواجِ مطہرات زندگی کے آخری ایام تک آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ موجود تھیں۔ مندرجہ ذیل ان سب کا مختصر تذکرہ کیا جارہا ہے:

ازواجِ مطہرات:

ا۔ ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا: حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔ حضور کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر سب سے پہلے ایمان لانے والی خاتون ہیں۔ ان کی حیات میں آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے دوسری شادی نہیں کی، اور آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تمام اولاد انہی کی بطن سے تھی، سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ چار عورتوں کو دنیا کی تمام عورتوں پر فوقیت اور فضیلت حاصل ہے: حضرت مریم بنت عمران، حضرت آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون، حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ بنت حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ساری دولت اسلام اور رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے لیے وقف کر دی۔ ۶۵ سال کی عمر میں سنہ ۱۰ نبوت میں ان کی وفات ہوئی، ان کی دینِ اسلام کے لیے بے مثال خدمات ہیں۔

۲۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما: نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ان سے شوال سنہ ۱۱ نبوت میں نکاح کیا۔ ہجرت کے سات مہینے بعد شوال ۱ ہجری میں آپ کی رخصتی ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا امت کی سب سے زیادہ فقیہ عورتوں میں شامل ہیں۔ نہایت بہادر اور دلیر تھیں۔ غزوہ احد میں رسول

MF English Center

اللہ کے زخم صاف کیے۔ زخمی غازیوں کو پانی پلاتی۔ آپ رضی اللہ عنہا کا ۱۷ رمضان ۵۷ ہجری کو انتقال ہو گیا، اور آپ رضی اللہ عنہا جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

۳۔ ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ان سے رمضان ۴ ہجری میں نکاح فرمایا۔ انھیں "ام المساکین" کہا جاتا تھا۔ کیوں کہ وہ مسکینوں کو کھانا کھلاتی تھیں۔

۴۔ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا: آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی پھوپھی حضرت امیمہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں۔ ذوالقعدہ ۵ ہجری میں سرکار دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ان سے شادی کی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بڑی عبادت گزار اور خوب صدقہ کرنے والی عورت تھیں۔ ۵۳ سال کی عمر میں سنہ ۲۰ ہجری میں ان کی وفات ہوئی اور بقیع میں دفن کیا گیا۔

ان کے علاوہ دوسری ازواجِ مطہرات ۱۔ ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا، ۲۔ ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما، ۳۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ بنت ابو امیہ رضی اللہ عنہا، ۴۔ ام المومنین حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا، ۵۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رملہ بنت ابو سفیان رضی اللہ عنہا، ۶۔ ام المومنین حضرت صفیہ بنت حیی بن اُخطب رضی اللہ عنہا، ۷۔ ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا اور حضرت ماریہ قبطیہ بھی تھیں جنھیں شاہ مصر مقوقس نے تحفہ میں بھیجا تھا۔ ان کے بطن سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ سب ازواجِ مطہرات آپ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اہل اور امت مسلمہ کی رہنمائی کے لیے ہدایت ور ہنمائی کے روشن منار ہیں۔

MF English Center

اہل بیت (اولاد):

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اولاد مبارک جو سب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہیں، ان کا مختصر تذکرہ مندرجہ ذیل ہے:

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے سب سے بڑے صاحب زادے تھے، انہی کی نسبت سے حضور کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ تقریباً دو سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سب سے بڑی بیٹی تھیں جو اعلان نبوت سے دس سال قبل پیدا ہوئیں۔ ۸ھ میں حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی اور جنت البقیع، مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا: حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اولاد میں دوسری صاحبزادی تھیں۔ ۲ ہجری میں غزوۂ بدر کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں اور اسی سال سنہ ۲ ہجری کو رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں دفن ہیں۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا: آپ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تیسری صاحبزادی ہیں۔ نبوت سے کچھ عرصہ قبل پیدا ہوئیں۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے شعبان ۹ھ میں رحلت فرمائی اور مدینہ منورہ، جنت البقیع میں انھیں دفن کیا گیا۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا: آپ رضی اللہ عنہا کا نام فاطمۃ اور لقب الزہراء ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا تمام مسلمانوں کے نزدیک ایک برگزیدہ ہستی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت ۲۰ جمادی الثانی بروز جمعہ مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

MF English Center

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مشہور القاب میں ''زہراء'' اور ''سیدۃ نساء العالمین'' (تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار) اور ''بتول'' ہیں۔ مشہور کنیت ام الائمہ اور ام الحسنین ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا مشہور ترین لقب سیدۃ نساء العالمین ایک مشہور حدیث کی وجہ سے پڑا جس میں حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کو فرمایا کہ ''وہ دنیا اور آخرت میں عورتوں کی سیدہ (سردار) ہیں۔''
(صحیح البخاری: ۴۱۰۸)۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شادی امیر المومنین شیر خدا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی جن سے دو صاحبزادے، حضرت سیدنا حسن اور حضرت سیدنا حسین رضی اللہ اور سیدنا محسن رضی اللہ عنہم اور دو صاحبزادیاں حضرت سیدہ زینب اور حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما پیدا ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی رحلت اپنے والد حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی رحلت کے کچھ ماہ بعد ہوئی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بطن سے دوسرے صاحبزادے تھے جو بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے صاحبزادے تھے جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے۔ جو بچپن میں ہی وفات پا گئے اور بقیع میں مدفون ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین رضی اللہ عنھن سے خطاب فرمایا: یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (سورۃ الاحزاب: ۳۲) ترجمہ: اے نبی کی بیویو! تم دنیا کی عورتوں کی طرح

نہیں ہو (بلکہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے تعلق کی بناء پر تمھاری شان اور مقام بہت بلند ہے۔) چنانچہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن، آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اولاد اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا خاندان جو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ہیں ''اہل بیت'' کا شرف رکھتے ہیں۔

اہل بیت کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا۝ (سورۃ الاحزاب: ۳۳) ترجمہ: اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے اہل بیت تم سے ناپاکی دور کرے اور تمھیں خوب پاک کرے۔

حدیث الکساء: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت فاطمۃ الزہراء، حضرت علی، حضرت حسن، حضرت حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بلایا اور انھیں ایک چادر لے کر ان کے اندر داخل فرمایا اور دعا مانگی: اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِی فَاَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَ طَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا۔ (سنن ترمذی، حدیث: ۳۸۷۱) ترجمہ: اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے نجاست دور فرما اور انھیں پاک کر دے۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مکان کے قریب گزرتے تو نماز کے لیے بلاتے: اَلصَّلٰوۃُ اَھْلَ الْبَیْتِ یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ۔ نماز اے اہل بیت اللہ تم سے نجاست دور فرمائے۔ (سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۳۲۰۶)

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد گرامی ہے کہ: میں نے تمھارے اندر دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک تم انھیں پکڑے رہو گے ہر گز گمراہ نہیں ہو سکتے۔ وہ کتاب اللہ اور میری اہل بیت ہے۔ (سنن ترمذی: ۳۷۸۶)

MF English Center

ایک طویل حدیث میں ارشاد ہے کہ حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اللہ کی کتاب کے لیے ترغیب دی پھر فرمایااور میرے اہل بیت ہیں میں آپ کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرارہاہوں۔ یہ الفاظ آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے تین بار دہرائے پھر حصین نے حضرت زید سے پوچھا: حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اہل بیت کون ہیں، آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ازواج مطہرات اہل بیت میں شامل نہیں ہیں؟ تو حضرت زید نے جواب دیا: آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ازواج مطہرات آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اہل بیت ہیں، لیکن آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ کے علاوہ صدقہ حرام ہے۔

(صحیح مسلم: ۶۲۲۵)

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ فاتح خیبر ہیں اور "ابوتراب" کی کنیت سے مشہور ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبہ میں ہوئی۔ غزوہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام مقرر کیا اور آپ کو مخاطب کر کے فرمایا: تم میرے لیے ایسے ہو جس طرح کہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ہجرت کی رات آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کو اپنا نائب مقرر کیا اور ۳۵ ہجری میں مسلمانوں کے خلیفہ مقرر ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ نے کوفہ

MF English Center

کو دار الخلافہ بنایا جہاں ۲۱ رمضان ۴۱ ہجری میں آپ رضی اللہ عنہ عبد الرحمٰن ابن ملجم ملعون کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ عراق کے شہر نجف اشرف میں مدفون ہیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا: سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے متعلق حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ: فَاطِمَۃُ بُضْعَۃٌ مِّنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَہَا اَغْضَبَنِیْ۔ (صحیح البخاری: ۳۰۹۳)۔ ترجمہ: فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے۔ جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ کی ۱۵ رمضان المبارک ۳ ہجری میں ولادت ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے نواسے، حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدۃ النساء سیدۃ کائنات فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شان، فضیلت اور منقبت میں بے شمار احادیث بیان ہوئی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ بے حد سخی تھے۔ آپ نے تین بار اپنا آدھا مال اللہ تعالی کی راہ میں صدقہ و خیرات فرما دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یوم وفات و شہادت ۵ ربیع الاول ۴۹ ہجری ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ: نواسۂ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ، جگر گوشۂ بتول رضی اللہ عنہا، نوجوانانِ جنت کے سردار، کربلا کے قافلہ سالار، حق و صداقت کے علم بردار، سبطِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے چہیتے نواسے، شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سیدۃ نساء اہل الجنۃ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے عظیم فرزند اور دوسرے صاحبزادے ہیں۔ ابو عبد اللہ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت، سید، طیب، مبارک، سبط النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ، ریحانۃ النبی صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور نواسہ رسول صَلَّى اللّٰہُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَسَلَّمَ آپ رضی اللہ عنہ کے القابات ہیں۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے تقریباً سات سال تک سرور کونین صَلَّى اللّٰہُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی۔ نبی کریم صَلَّى اللّٰہُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَسَلَّمَ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما سے غیر معمولی محبت و شفقت فرماتے تھے۔امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بے حد فیاض، نہایت متقی، عبادت گزار اور کثرت کے ساتھ نیک عمل کرنے والے تھے۔ سخاوت، مہمان نوازی، غرباء پروری، اخلاق و مروت، حلم و تواضع اور صبر و تقویٰ آپ رضی اللہ عنہ کی خصوصیات حسنہ تھیں۔آپ رضی اللہ عنہ کو نماز سے بے حد شغف تھا۔اکثر روزے سے رہتے۔ حج و عمرہ کی ادائیگی کا ذوق اتنا کہ متعدد حج پاپیادہ ادا فرمائے۔آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ۱۰ محرم الحرام ۶۱ ہجری میں کربلا میں ہوئی ،آپ رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارک عراق کے شہر ''کربلا'' میں واقع ہے۔

حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے لیے حضور اکرم صَلَّى اللّٰہُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔ اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور اس سے بھی محبت کر جو ان سے محبت کرتے ہیں۔(سنن الترمذی: ۳۷۷۵)

نبی اکرم صَلَّى اللّٰہُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی قرابت کی وجہ سے اہل بیت اطہار تمام مسلمانوں کے لیے قابل تعظیم و توقیر ہیں۔ علماء کرام نے اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت ، عزت و توقیر کو حضور اکرم صَلَّى اللّٰہُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی محبت و توقیر کے مترادف قرار دیا ہے۔ان کی زندگی اور تعلیمات کو اپنے لیے مشعل راہ سمجھتے ہیں۔

MF English Center

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو میرے بعد میرے اہل و عیال کے ساتھ خیر کا معاملہ کرے۔ (کنزالعمال: ۱۸و۱۳)

اہلِ بیت کے حقوق: جس طرح ہمارے ماں باپ، رشتہ دار اہل قرابت ہیں اسی طرح رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اہل بیت کے حقوق ہیں ان میں سے کچھ حقوق درج ذیل ہیں: ۱۔ان حضرات سے محبت رکھی جائے۔ ۲۔ان حضرات کی اطاعت کی جائے۔ ۳۔ ان کے عادل ہونے کا اعتقاد رکھا جائے۔ ۴۔ ان کے محبین سے محبت اور مبغضین سے بغض رکھا جائے۔

ہمیں چاہیے کہ اہل بیت سے محبت کریں ان کی سیرت کو اپنا مشعل راہ بنائیں اور ان کے نقش قدم پر چلیں تاکہ قیامت کے دن رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا قرب اور شفاعت نصیب ہو اور دینی و دنیوی زندگی کو کامیاب کر سکیں۔

MF English Center

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

مناقب اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم پر تقریری نشست کا اہتمام کروائیں۔ باہمی مذاکرہ کے ذریعے مناقب اہلبیت کے نکات مرتب کریں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ حدیث کی روشنی میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اہل بیت اطہار سے محبت و عقیدت پر روشنی ڈالیں۔

۲۔ امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ مناقب کے معنی و مفہوم تحریر کریں۔

۲۔ اہل بیت سے مراد کون ہیں۔

۳۔ اہل بیت کے حقوق تحریر کریں۔

۴۔ حدیث الکساء کی روشنی میں اہل بیت اطہار کے اسماء گرامی تحریر کریں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی ازواج مطہرات کو قرآن کریم میں کہا گیا ہے:

(الف) امہات المومنین

(ب) امہات المسلمین

(ج) اخوات المومنین

(د) سیدات المسلمین

۲۔ اہل بیت کے لغوی معنی ہیں:

(الف) بیت لکھنے والے

(ب) شاعری کرنے والے

(ج) گھر والے

(د) ایمان والے

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ وطالبات کو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے اہل بیت اور قرابت داروں کی شان میں آیت کا مباہلہ (سورۃ آل عمران :٦١) اور آیت مودۃ فی القربیٰ (سورۃ شوریٰ:۲۳) تفصیل سے بیان کریں۔

MF English Center

٦۔ مناقب صحابہ کرام اور عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم

حاصلات تعلم

⊙ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعارف اور مناقب بیان کر سکیں۔ ⊙ عشرہ مبشرہ کا مفہوم اور مناقب بیان کر سکیں۔ ⊙ روزمرہ کی زندگی صحابہ کرام اور عشرہ مبشرہ سے محبت اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر سکیں۔

صحابی عربی زبان کے لفظ ''صحب'' سے ماخوذ ہے، جس کے لفظی معنی 'رفاقت' کے ہیں، اصطلاح میں صحابی اس شخصیت کو کہا جاتا ہے، جس نے ایمان کی حالت میں آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے ملاقات کی ہو اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ اس کی وفات ہوئی ہو۔

ایسی بابرکت ہستیاں جن کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہوا وہ روئے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد دنیا کے باقی تمام لوگوں میں اعلیٰ شان اور بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔

فضائل صحابہ:

حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ: طُوْبٰى لِمَنْ رَاٰنِيْ وَلِمَنْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ۔ (میزان الاعتدال للذہبی، ج ا، ص ۴۲۲) ترجمہ: اس شخص کے لیے بڑی خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا، اور اس کے لیے بھی جس نے ایسے آدمی کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا ہو۔ اس حدیث میں صحابی اور تابعی کو آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خوشخبری سنائی ہے۔

اسی طرح حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ترجمہ: تم میں سے بہترین لوگ میرے زمانہ کے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے۔ (صحیح بخاری، حدیث: ٦٦٩٥)

حضور کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں جن کے ذریعے ہم تک قرآن و سنت اور پورا دین پہنچا ہے۔ ان کی قربانیوں کے ذریعے دینِ اسلام دنیا کے کونے کونے تک پہنچا۔ اس لیے ہر مسلمان پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت رکھنا اور دل میں ان کی عزت و احترام رکھنا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ اپنی رضامندی کا اعلان فرما دیا، ارشاد پاک ہے: وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ (سورۃ التوبہ: ۱۰۰)۔ ترجمہ: انصار، مہاجرین اور ان کے پیروکار جو ایمان میں سبقت کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے، اور وہ اس سے راضی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

مناقبِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین: جناب رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ سے بابرکت صحبت کی بدولت وہ عظیم شخصیات ایسے بلند مقام تک پہنچ چکے ہیں کہ بعد والوں میں کوئی ان کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا، کیوں کہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا اور کسی نبی سے ملے بغیر کوئی صحابی نہیں بن سکتا۔ وہ اس دور میں گذرے ہیں جس دور کو آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے "بہترین زمانہ" فرمایا ہے۔ (بخاری: ۳۶۵۱)۔

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پاکباز جماعت سے دلی محبت اور عقیدت رکھنا عین ایمان ہے۔ جبکہ ان کی شان میں ادنیٰ سے ادنیٰ بے ادبی اور گستاخی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ حضور کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد گرامی ہے: میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہنا کیوں کہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے گا تو بھی وہ ان کے ایک "مُدّ" کے برابر نہیں پہنچے گا، نہ ہی آدھے مُدّ کے برابر (بخاری: ۳۶۷۳/ مسلم: ۲۲۲)۔ ایک مُدّ (صاع کے چوتھے حصے کو کہا جاتا ہے جو ۷۹۶.۰۶۸ گرام کا ہوتا ہے)۔

MF English Center

عربی زبان میں "عَشَرَۃٌ" کے معنی دس ہے، جبکہ "مُبَشَّرَۃٌ" لفظ بشارۃ سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ہیں: بشارۃ دیا ہوا، "عشرہ مبشرہ" سے مراد: وہ دس جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں جن کو حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے دنیا میں ہی جنت کی بشارت فرمائی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک مرتبہ فرمایا: اَبُوبَکۡرٍ فِی الۡجَنَّۃِ، وَعُمَرُ فِی الۡجَنَّۃِ، وَعُثۡمَانُ فِی الۡجَنَّۃِ، وَعَلِیٌّ فِی الۡجَنَّۃِ، وَ طَلۡحَۃُ فِی الۡجَنَّۃِ، وَ الزُّبَیۡرُ فِی الۡجَنَّۃِ، وَعَبۡدُ الرَّحۡمٰنِ بۡنُ عَوۡفٍ فِی الۡجَنَّۃِ، وَ سَعۡدٌ فِی الۡجَنَّۃِ، وَ سَعِیۡدٌ فِی الۡجَنَّۃِ، وَاَبُوعُبَیۡدَۃَ بۡنُ الۡجَرَّاحِ فِی الۡجَنَّۃِ۔ (سنن ترمذی، حدیث: ۳۷۴۷) ترجمہ: ابو بکر جنت میں ہوگا، عمر جنت میں ہوگا، عثمان جنت میں ہوگا، علی جنت میں ہوگا، طلحہ جنت میں ہوگا، زبیر جنت میں ہوگا، عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہوگا، سعد جنت میں ہوگا، سعید جنت میں ہوگا، ابو عبیدۃ بن الجراح جنت میں ہوگا۔ یہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنتی ہیں۔ ان سب کا مختصر اجمالی تذکرہ درج ذیل ہے:

۱۔ **حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ:** آپ کا نام عبداللہ بن ابی قحافہ ہے، مرد حضرات میں آپ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں جن کے والد، اولاد اور بیوی تمام صحابہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے سفر و حضر کے ساتھی، اور یار غار ہیں۔ سفرِ معراج کی تصدیق کرنے کی وجہ سے "صدیق" کہلائے، امت کے پہلے خلیفہ راشد ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے ۱۳ ہجری میں ۶۳ برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں رحلت فرمائی اور روضہ رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ میں مدفون ہیں۔

MF English Center

۲۔ حضرت عمر فاروق بن الخطاب رضی اللہ عنہ : حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی دعا سے آپ رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے، حق و باطل میں فرق کرنے کی وجہ سے "فاروق" کہلائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید جمع کروایا۔ اسلام کے دوسرے خلیفے بننے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اسلامی ریاست کو مضبوط کیا اور فلاحِ انسانیت کے کام کیے، مسجد الحرام اور مسجد النبوی کو کشادہ کروایا۔ دس برس خلیفہ رہنے کے بعد ابو لؤلؤ فیروز مجوسی کے ہاتھوں شہید ہوئے اور روضہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ میں مدفون ہیں۔

۳۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ : آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام قبول کیا۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی دو شہزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما یکے بعد دیگرے آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں ہونے کی وجہ سے (ایک کی رحلت کے بعد دوسرا نکاح کیا) "ذوالنورین" کہلاتے ہیں۔ جبکہ دین کے لیے اپنا مال خرچ کرنے کی وجہ سے "غنی" کہلائے۔ آپ رضی اللہ عنہ ناشر القرآن اور اسلام کے تیسرے خلیفہ راشد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے لیے بئر رومہ خرید کر وقف فرمایا، اور کئی مواقع پر مالی امداد فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ بے حد حیادار اور رحم دل شخصیت کے مالک تھے، آپ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے اپنے گھر میں ۱۸ ذوالحج ۳۵ ہجری میں شہید کر دئے گئے۔ اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

۴۔ حضرت علی المرتضیٰ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ : آپ رضی اللہ عنہ نے بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول فرمایا، جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ فاتح خیبر ہیں اور "ابو تراب" کی کنیت سے مشہور ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبہ میں ہوئی۔ غزوہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک

MF English Center

ہوئے۔ ۳۵ ہجری میں مسلمانوں کے خلیفہ مقرر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو دارالخلافہ بنایا جہاں ۲۱ر مضان ۴۱ ہجری کو آپ رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن ابن ملجم ملعون کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ عراق کے شہر نجف اشرف میں مدفون ہیں۔

۵۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ سابقین اولین فی الاسلام میں سے ایک ہیں۔ آپ جود و سخا اور فیاضی کی وجہ سے طلحۃ الخیر اور طلحۃ الفیاض کے لقب سے مشہور ہیں۔ بدر کے موقعہ پر حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ان کو حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ قریش کے قافلہ کی خبر گیری کے لیے روانہ فرمایا تھا۔ اس کے بعد تمام غزوات میں شامل رہے، ۳۶ھ میں جنگ جمل کے موقعہ پر شہید ہو گئے اور بصرہ عراق میں مدفون ہیں۔

۶۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں، آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ بے حد شجاع اور دلیر تھے، اسلام کے لیے سب سے پہلے تلوار چلائی، "حواری رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ" کے لقب سے مشہور ہیں۔ حبشہ اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ جنگ جمل کے بعد بصرہ کے قریب عمرو بن جرموز کے ہاتھوں شہید ہو گئے اور بصرہ عراق میں مدفون ہیں، رحلت کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر ۶۷ برس تھی۔

۷۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ سابقین اولین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں، ابتدا میں عبدالکعبہ یا عبد عمرو کے نام سے موسوم تھے، جناب رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دو ہجرتیں فرمائیں، اور مدینہ منورہ میں حضرت سعد

MF English Center

بن ربیع انصاری کے مواخاتی بھائی بنے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کے پیشہ تجارت میں بے حد برکت دی تھی، صدقہ خیرات اور راہ حق میں دل سے خرچ کرتے تھے۔ ۳۲ھ میں ۷۵ برس کی عمر میں رحلت فرما گئے اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

۸۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام مالک تھا اس لیے سعد بن مالک کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ ۱۷ برس کی عمر میں اسلام لائے اور سابقین اولین میں شمار ہوتے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کو بدلہ لینے اور جوابی کاروائی کی اجازت نہ تھی تاہم آپ رضی اللہ عنہ نے اونٹ کے شانے کی ہڈی سے ایک مشرک کا سر پھوڑنے والے پہلے شخص ہیں، آپ رضی اللہ عنہ ماہر تیر انداز تھے، غزوہ اُحد میں جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے انھیں فرمایا: یَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي ۔ (صحیح بخاری، کتاب المغازی: ۴۰۵۹) میرے ماں باپ تجھ پر قربان، سعد! تیر پھینکتے رہو۔ آپ رضی اللہ عنہ عظیم فاتح اور بڑے جرنیل تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں آپ رضی اللہ عنہ نے ایران فتح کیا۔ مدینہ منورہ سے دس میل کے فاصلے پر واقع وادی عتیق پر اپنے گھر میں رحلت فرمائی اور جنت البقیع مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔

۹۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ کے والد زید اسلام سے قبل بھی دین حنیف کے پیروکار تھے اور کفریہ و مشرکانہ عقائد کے ساتھ ہر قسم کے فسق و فجور سے دور رہتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ابتدائے اسلام میں ایمان قبول کیا اور پھر ان کی زوجہ حضرت فاطمہ بنت خطاب (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن) نے بھی اسلام قبول کیا جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سختی کی تھی۔ غزوہ بدر میں آپ رضی اللہ عنہ قریش کے قافلہ کا تعاقب کرنے کے لیے نکلے تھے، بقیہ تمام غزوات اور جنگوں میں شامل رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان ہیں جو دمشق کے گورنر بنے، آخر عمر میں آپ رضی اللہ عنہ نے زہد و قناعت پسندی کی وجہ سے مدینہ منورہ کے قریب وادی عقیق میں سکونت اختیار کی اور وہیں رحلت فرمائی اور مدینہ منورہ

MF English Center

میں مدفون ہیں۔

۱۰۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ کا نام عامر بن عبداللہ بن جراح ہے، آپ رضی اللہ عنہ کے والد چونکہ ان کے ہاتھوں حالت کفر میں قتل ہوئے، اس لیے آپ رضی اللہ عنہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں، جناب رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے آپ کو "امین ھٰذہ الامۃ" (اس امت کا امین) لقب عطا فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ تمام غزوات اور اہم مواقع میں شامل رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دمشق، شام و فلسطین کی فتح میں بے حد جدوجہد کی، بعد میں آپ رضی اللہ عنہ شام کے گورنر مقرر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نہایت سادگی پسند اور قانع تھے۔ ۱۸ھ کو طاعون کی وبا سے دمشق کے قریب جابیہ مقام پر رحلت فرمائی اور وہاں ہی مدفون ہیں۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

مناقب صحابہ کرام و عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم پر تقریری نشست کا اہتمام کروائیں یا ہم اپنی روزمرہ کی عملی زندگی میں کیا استفادہ کر سکتے ہیں۔ باہمی مذاکرہ کے ذریعے نکات مرتب کریں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ مناقب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مضمون تحریر کریں۔

۲۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل بیان کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ صحابی کے لفظی و اصطلاحی معنی تحریر کریں۔

۲۔ عشرہ مبشرہ کے لفظی معنی بتائیں۔

۳۔ عشرہ مبشرہ کے نام تحریر کریں۔

MF English Center

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ عشرہ مبشرہ کے معنی ہیں:

(الف) دس دوست (ب) دس ساتھی

(ج) دس عمل (د) خوشخبری سنائے جانے والے دس آدمی

۲۔ صحابی وہ ہے جس نے ایمان کی حالت میں حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے:

(الف) ملاقات کی ہو (ب) تجارت کی ہو

(ج) دوستی کی ہو (د) مواخات کی ہو

۳۔ حدیث شریف میں سب سے بہتر زمانہ قرار دیا گیا ہے:

(الف) موجودہ زمانہ کو (ب) حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے زمانہ کو

(ج) بعثت سے قبل کے زمانہ کو (د) آخرت کے زمانہ کو

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ وطالبات میں سے ہر ایک شاگرد سے مرد، عورتوں، بچوں اور بوڑھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مناقب سے متعلق مضامین تیار کروائیں، جس میں ان کی علمی خدمات کو بھی واضح کیا گیا ہو، اس کے لیے ان کو انٹرنیٹ سے مدد لینے کی تربیت دی جائے۔

MF English Center

علم کی اہمیت و فضیلت

حاصلاتِ تعلم

⊙ علم کے معنی و مفہوم بیان کر سکیں۔ ⊙ علم کی اہمیت و فضیلت و افادیت سمجھ کر روزمرہ کی عملی زندگی میں استفادہ کر سکیں۔

علم کے معنی و مفہوم:

"علم" کے لغوی معنی جاننے اور آگاہ ہونے کے ہیں۔ جبکہ تعلیم کا لفظ دوسروں کو علم دینے اور سکھلانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اصطلاح میں "انسان کا حواس خمسہ اور عقل کے ذریعے کسی چیز کی حقیقت کو جاننے کا نام علم ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر بے شمار انعامات و احسانات ہیں اور انسانوں کے اوپر جو خاص نعمتیں اور نوازشیں ہیں، ان میں سے علم کا عطا کرنا سب سے بڑی نعمت اور احسان ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد سب سے پہلے جو چیز آپ کو عطا ہوئی وہ علم تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔ (سورۃ البقرہ: ۳۱) ترجمہ: اور اللہ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھا دیئے۔

علم کی اہمیت و فضیلت:

رب کائنات نے انسان کو اشرف المخلوقات قرار دے کر اسے علم و عقل سے نوازا۔ علم کے ذریعے ہی انسان کے لیے ساری کائنات مسخر کر دی گئی۔ علم ہی کی وجہ سے انسان کو تمام باقی مخلوقات پر شرف حاصل ہے۔ علم ہی انسان کے لیے عظمت و شرف کی بنیاد ہے اور سربلندی کا ذریعہ ہے۔ علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ وہ عالم الغیب، علام الغیوب اور علیم بذات الصدور جیسی صفات رکھتا ہے۔ تمام مخلوق کو اس کی ضرورت کا علم عطا کرنے والی ذات بھی

MF English Center

وہی ہے۔ جس زمانہ میں عرب میں اسلام کا آغاز ہوا، دنیا علم کی اہمیت سے ناواقف تھی، اسلام نے علم کی قدر و قیمت بتائی اور لوگوں کو تحصیل علم کی رغبت دلائی۔ علم اور اہلِ علم کی فضیلت کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور جن کو علم عطا کیا گیا، اللہ ان کے درجے بلند کردیں گے۔ (سورۃ المجادلۃ:۱۱) یہاں بلندی درجات میں علم کو ایمان کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: اور دعا کیجیے: اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرمادیجیے۔(سورۃ طٰہٰ:۱۱۴) ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ: کہو بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ پس نصیحت تو وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہیں۔(الزمر:۹)

علم اور اہل علم کی فضیلت میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ (سنن ترمذی، حدیث: ۲۶۸۲) ترجمہ: اہل علم ہی انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ: ایک سمجھ والا عالم، شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۲۲۲)۔

آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ (سنن ابن ماجہ: ۲۲۴) ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے۔

علم و اخلاق کے زیر سایہ اگر بہتر تربیت کا اہتمام ہو تو انسان میں اچھے برے کی تمیز، صحیح اور غلط کا امتیاز، خالق و مالک کی پہچان، اس کی مخلوق سے محبت، ہمدردی اور خیر خواہی جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں اور وہ سیرت و کردار کے اعتبار سے باوقار اور کارآمد فرد بن جاتا ہے اس لیے اسلام میں علم حاصل کرنا فرض شمار کیا گیا ہے۔ جب کہ اپنے ماتحتوں، اولاد اور اہل خانہ کی اخلاقی تربیت کی ذمہ داری بھی ہمارے اوپر لازم کی گئی ہے۔ اس لیے علم و اخلاق کو ایک

ME English Center

دوسرے کے لیے لازم وملزوم تصور کیا جاتا ہے بلکہ اخلاقی و دیگر تمام تر صفات کی بنیاد علم ہے جسے ہر صورت فوقیت دینا ایک مسلمان کا پہلا فریضہ ہونا چاہیے۔

سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

طلبہ وطالبات سے درج ذیل عنوان پر نوٹ تحریر کروائیں:

- حدیث شریف میں اہل علم کے اوصاف
- حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ بحیثیت معلم

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

ا۔ علم کی اہمیت وفضیلت وافادیت پر مضمون تحریر کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

ا۔ علم کے معنی اور مفہوم کیا ہیں؟

۲۔ علم کی اہمیت سے متعلق قرآنِ کریم کی کوئی ایک آیت اور اس کا ترجمہ بیان کریں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

ا۔ حضور کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد پاک ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں:

(الف) علماء کرام (ب) اولیاء کرام

(ج) اساتذہ کرام (د) طلباء کرام

ہدایات برائے اساتذہ کرام

اساتذہ کرام کو چاہیے کہ وہ طلبہ وطالبات سے درج ذیل عنوان پر مضمون تحریر کروائیں:

- علم کی اہمیت وفضیلت
- علم اور اہل علم کی فضیلت

ME English Center

اسلام میں خاندان کی اہمیت

حاصلاتِ تعلم

◉ اسلام میں خاندان کی اہمیت و افادیت واضح کر سکیں۔ ◉ خاندان کے باہمی حقوق بیان کر سکیں۔ ◉ روزمرہ کی عملی زندگی میں ادائیگی حقوق کی کوشش کر سکیں۔

خاندان کے معنی و مفہوم:

"خاندان" فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے لفظی معنی گھرانہ، کنبہ، قبیلہ، بال بچے، حسب نسب کے ہیں۔ ایک ہی نسل کے قریبی رشتہ داروں کا مجموعہ عائلی (خاندانی) زندگی کا مفہوم ہے۔ انسان کی فطرت و طبیعت میں یہ بات شامل ہے کہ وہ اکیلے نہیں رہ سکتا بلکہ گھر، محلہ، گاؤں اور شہر بسا کر اکٹھے رہتا ہے، خاندان کے اہم عناصر ماں باپ، میاں بیوی اور اولاد بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ آہستہ آہستہ وسعت اختیار کر کے دادا، دادی، نانا، نانی، چچا، چچی، پھوپھا، پوپھی، خالو، خالہ، ماموں مامی، اور ان کی اولاد یہ رشتے مل کر ایک کنبہ یا خاندان بناتے ہیں۔ خاندانی زندگی انسان کی تمدنی زندگی کی سب سے پہلی کڑی ہے، لیکن انسان اپنی سماجی فطرت کی وجہ سے اپنے خاندان، رشتہ داروں اور دیگر انسانوں کے بغیر آرام و اطمینان والی زندگی گذار نہیں سکتا۔ گویا خاندان معاشرے کا بنیادی جزو ہے۔

خاندان کا آغاز اور معاشرتی ضرورت و اہمیت: خاندان اور کنبہ سے ہی معاشرتی زندگی کی شروعات ہوتی ہے۔ خاندان کی ابتدا مرد و عورت (شوہر اور بیوی) کے باہمی نکاح سے شروع ہوتی ہے۔ اسی بنا پر اسلام دونوں مرد و عورت کو مساوی اہمیت دیتا ہے۔ ہر ایک کا دائرہ متعین ہے، اسلام ہر ایک کے حقوق و فرائض کی ادائیگی پر تلقین و تاکید کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ: اے لوگو! بے شک ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ (سورۃ الحجرات: ۱۳)

MF English Center

انسانوں کے علاوہ خاندان اور رشتوں ناطوں کا تصور کسی بھی مخلوق میں موجود نہیں، یہ شرف اشرف المخلوقات انسان کو حاصل ہے کہ وہ گھر میں ماں، باپ، دادا، دادی، بہن، بھائیوں اور اولاد کی حیثیت میں عزت و احترام، پیار و محبت سے پیش آتے ہیں، مرد کما کر لاتا ہے، ان کی ضروریات کو پورا کرتا ہے، اگر ان کے درمیان اَن بَن ہو جائے تو خوش دلی سے ان کا تصفیہ کراتا ہے، یہ تمام چیزیں ایک خاندان کی بدولت ظاہر ہوتی ہیں اس لیے اسلام نے خاندان کو سماج اور صالح معاشرہ کی زینت بنایا ہے۔

میاں بیوی کا رشتہ: انسانیت کی بقاء اور نسل انسانی کا وجود مرد و عورت کے باہمی تعلق سے ہے اور انسانوں کے باہمی تعلقات میں میاں بیوی کے رشتہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے، جانبین کے والدین کی رضامندی کے بعد ایجاب و قبول اور نکاح کے اعلان سے رشتہ قائم ہوتا ہے، اور اس سے عظیم مصالح اور منافع وابستہ ہیں۔ نکاح ہی اچھے خاندان اور پاکیزہ سماج کو جنم دیتا ہے۔ قرآن کریم نے رشتہ ازدواج کو "احصان" کا نام دیا ہے، یعنی قلعہ بند ہو کر محفوظ ہو جانا۔ درحقیقت نکاح ایک معاہدہ ہے، جس کے ذریعہ میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے زندگی کے دو ساتھی، دکھ سکھ میں شریک اور ایک دوسرے کے ہمدرد بن جاتے ہیں۔ مشکلات اور مسائل کے حل میں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں۔ زندگی کا سکون اور قلب کا اطمینان بڑی حد تک ان کی خوشگواری اور باہمی الفت و اعتماد کے ذریعے ہوتی ہے۔ جس قدر محبت و الفت زیادہ ہوگی اسی قدر اس کا نتیجہ بھی نفع بخش ہوگا۔ نکاح نسلِ انسانی کے لیے نہ صرف بقا کا سبب ہے بلکہ اس کے ذریعہ آدمی بہت ساری غیر اخلاقی کاموں سے محفوظ رہتا ہے، اولاد پیدا ہوتے ہی ایک نئے خاندان کی ابتدا ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے زوجین کے تعلق مزید مضبوط ہو جاتے ہیں۔ دونوں طرف سے محبت و احترام بڑھ جاتا ہے۔ گھر اولاد کی وجہ سے بارونق ہو جاتا ہے۔

حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۸۴۶) ترجمہ: نکاح والی زندگی گذارنا میری سنت ہے، پس جو بھی میری سنت سے اعراض کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

نکاح کے اس بابرکت رشتہ کو اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے لیے باہمی پردہ اور لباس قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (سورۃ البقرہ: ۱۸۷) ترجمہ: وہ (عورتیں) تمھارے لیے ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔

خاندان (ازدواجی زندگی) کے مقاصد: اللہ تعالیٰ کے نزدیک عائلی (خاندانی) زندگی کا مقصد نسل انسانی کی بقا اور اس کی افزائش ہے۔ • انسان کو سکون و اطمینان ازدواجی زندگی سے ہی ملتا ہے۔ • زوجین میں باہمی محبت و الفت کا وسیلہ بنتا ہے۔ خاندانی زندگی کے راحت و سکون کا سبب بنتا ہے۔ • فریقین کو پاکیزگی کے ساتھ زندگی کی مسرتیں اور راحتیں نصیب ہوتی ہیں۔ • نسل انسانی کا تسلسل اور بقاء بھی انسانی عظمت اور شرف کے ساتھ جاری رہتا ہے۔ • اجتماعیت کا ایک خاص حلقہ وجود میں آتا ہے جن کے مفادات مشترک ہوتے ہیں جس کی بنا پر کنبہ اور معاشرہ مضبوط ہوتا ہے۔

میاں بیوی کے حقوق و فرائض: حدیث میں ہے کہ: كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ۔ (صحیح بخاری: ۲۴۰۹) ترجمہ: تم سب نگران ہو اور تم سے تمھاری نگرانی میں موجود افراد اور رعایا کے بارے میں بازپرس ہو گی۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق زوجین کے ایک دوسرے پر کچھ حقوق و فرائض مقرر کیے گئے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۔ (البقرہ: ۲۲۸) ترجمہ: اور عورتوں کا حق مردوں پر ویسا ہی ہے جیسے دستور کے مطابق مردوں کا حق عورتوں پر ہے۔ اسی طرح ان عورتوں کے حقوق میں: نان نفقہ، لباس، مکان، علاج معالجہ اور دیگر ضروریات مہیا کرنا شوہر کی ذمہ داری ہے، اپنے مالی وسائل کے

اعتبار سے یہ ضروریات پوری کرے گا، بیوی کو مہر میں دی گئی رقم یا دیگر ذاتی ملکیت رکھنے اور کاروبار کرنے کا جائز حدود میں اجازت دینا۔ مرد کے فرائض میں یہ امور بھی شامل ہیں: بیوی اور گھر کے دوسرے افراد سے پیار والفت سے پیش آنا۔ اس پر ظلم وزیادتی نہ کرنا۔ عدل و احسان کا رویہ اختیار کرنا۔ ان کے حقوق شریعت کے مطابق ادا کرنا۔

بیوی کی ذمہ داری ہے کہ شوہر کی عدم موجودگی میں مال واسباب کی امانت کی طرح حفاظت کرے، شوہر کی اجازت کے بغیر کسی نامحرم کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دینا، فرمانِ الٰہی ہے۔ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلۡغَیۡبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ۔ (النساء:۳۴) ترجمہ: تو جو نیک بیبیاں ہیں وہ فرمانبردار ہوتی ہیں اور ان کی پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت میں مال وآبرو کی حفاظت کرتی ہیں۔ شوہر کی آمدنی اور مالی حیثیت سے بڑھ کر خرچہ کا مطالبہ نہ کرے۔ شوہر کے گھر میں کوئی تکلیف یا تنگی دیکھے تو خوامخواہ دوسروں کو اس کی شکایت نہ کرے بلکہ درگذر اور برداشت کرے۔ شوہر یا گھر کے راز افشاں نہ کرے۔ نسب ونسل کی حفاظت اور بچوں کی نگہداشت وتربیت کرے، شوہر کی خدمت واطاعت کرے وغیرہ۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد گرامی ہے کہ: خَیۡرُکُمۡ خَیۡرُکُمۡ لِأَھۡلِہٖ وَأَنَا خَیۡرُکُمۡ لِأَھۡلِی۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۰۵۳) ترجمہ: تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہوں۔

والدین کا ادب واحترام: تمام رشتوں میں والدین کا رشتہ اہم اور قابل احترام ہے، ان ہی کی وجہ سے ہم اس جہاں میں آئے، اور ان کی دیکھ بھال اور پرورش سے ہمارے اندر قوت پیدا ہوئی، اس لیے ہمیں والدین کی خدمت اور احترام میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ ہمیں یہی حکم دیتا ہے: وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا ﴿۲۳﴾ وَاخۡفِضۡ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا ﴿۲۴﴾ (سورۃ الاسراء:

MF English Center

۲۳- ۲۴) ترجمہ: اور آپ کے پروردگار نے یہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ تم لوگ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو، ماں باپ کے ساتھ بہتر سلوک کرو، اگر تمھارے سامنے ان دونوں میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف تک نہ کہو، اور نہ ان کو جھڑکو، ان کے ساتھ خوب ادب کے ساتھ بات کرو۔ ان کے سامنے نیاز مندی سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہو، اور دعا کرتے رہو: اے میرے رب! جیسے ان دونوں نے بچپن میں میری پرورش کی آپ ان پر اسی طرح رحم فرمائیے۔

ماں باپ اگر کافر اور مشرک ہی کیوں نہ ہوں، دنیا میں ان کا ادب واحترام کرنا، ان کی فرمانبرداری کرنا، اچھا سلوک کرنا اور خدمت کرنا لازمی امر ہے۔ ہاں اگر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی یا کفر و شرک اختیار کرنے کا حکم کریں تو ان سے معذرت کی جائے گی۔ والدین کے رشتہ داروں اور دوستوں سے بھی بہتر تعلق رکھنا چاہیے، والدین کے حقوق (اولاد کے فرائض) یہ ہیں:

• عزت و احترام۔ • اطاعت و فرمانبرداری۔ • حسن سلوک • والدین کے اقرباء ورفقاء سے حسن سلوک۔ • اعتراف شکر۔ • دعائے مغفرت۔

اولاد کے حقوق: خاندان کی رونق اولاد ہے اور اولاد کا مقصد بقاء نوع اور زندگی کا سبب ہے، اولاد ہونا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اولاد کے لیے باپ کے ذمے ادب سکھانا اور صحیح تربیت ہے۔ ساتھ ہی والدین پر ان کے لیے بعض دیگر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، جن کو اولاد کے حقوق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اولاد کی اچھی پرورش، تعلیم، اچھی تربیت کا اہتمام کرنا۔ رحمت وشفقت اچھی جگہ ان کی شادی کرنا۔ وراثت میں عدل کرنا۔

• اولاد کو دین کی ضروری باتیں، قرآنِ کریم کی تعلیم اور نماز کی تربیت دینا۔ • اولاد کو اسلامی اقدار کی تعلیم دینا • اولاد کے درمیان برابری اور انصاف کا معاملہ رکھنا، بیٹیوں کو بھی بیٹوں کی طرح تحفہ تحائف اور پیار میں شریک کرنا۔ بیٹی کی پیدائش پر غمگین نہ ہونا کیوں کہ ناراضگی کا

اظہار کرنا ناشکری ہے۔ • اولاد پر بے جا سختی اور تشدد سے پرہیز کرنا اور ان سے شفقت اور پیار و محبت کا رویہ رکھنا۔ • اپنی اولاد کو بھوک و تنگدستی کی وجہ سے قتل نہ کرنا۔

خاندان سے حسن سلوک: والدین کے بعد قرابت داروں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنا، بہن بھائی اور وہ رشتہ دار جو ماں باپ کے تعلق سے رشتہ دار بنتے ہیں مثلاً: دادا، دادی، نانا، نانی، ماموں، خالہ، پھوپھی، چچا، چچازاد، تایازاد، خالہ زاد ماموں زاد ان سب کے ساتھ حسن سلوک روا رکھنے اور ان کی مالی مدد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرابت دار بلکہ ہر مسلمان کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا چاہیے، ان کو ایذا دینا حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ: (اے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کس طرح کا مال خرچ کریں۔ کہہ دیجیے کہ (جو چاہو خرچ کرو لیکن) جو مال خرچ کرنا چاہو وہ (درجہ بدرجہ اہل استحقاق یعنی) ماں باپ کو اور قریب کے رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں اور مسافروں کو (سب کو دو) اور جو بھلائی تم کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے (البقرہ: ۲۱۵)۔

خاندان والوں کے باہمی حقوق: خاندان کا فرد ہونے کی حیثیت سے ہر ایک کے لیے لازمی ہے کہ • خاندان والوں سے حسن سلوک کرے۔ • محبت و شفقت سے پیش آئے۔ • مصیبت و پریشانی کے وقت دلجوئی کرے۔ غربت اور تنگ حالی کے وقت مالی مدد کرے۔ • خاندان کے یتیم بچوں کی پرورش اور تربیت کرے۔ • خاندان کی خوشی اور غمی میں شرکت کرے۔ • باہمی تعاون کرے (مسائل حل کرنے میں مالی، جسمانی اور نیک مشوروں کی صورت میں تعاون کرے)۔ • خاندان میں تنازعات کے وقت صلح صفائی کرے۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات	موجودہ ماحول میں ان امور کی نشان دہی کریں جو خاندان کو نقصان اور تعلقات کو کمزور کر رہے ہیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ اسلام میں خاندان کی اہمیت پر مضمون تحریر کریں۔

۲۔ شوہر بیوی کے حقوق و فرائض پر نوٹ تحریر کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ خاندان سے کیا مراد ہے تحریر کریں۔

۲۔ والدین کے ادب و احترام کے متعلق تحریر کریں۔

۳۔ اولاد کے حقوق تحریر کریں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ تمام رشتوں ناطوں میں سے اہم رشتہ ہے:

(الف) ماں باپ کا　　(ب) میاں بیوی کا

(ج) بہن بھائی کا　　(د) استاد شاگرد کا

۲۔ خاندان کی خوبصورتی ہے:

(الف) نعمت/افراد خانہ　　(ب) دولت

(ج) اولاد　　(د) وارثت

۳۔ جن رشتہ داروں سے نکاح نہیں ہو سکتا وہ کہلاتے ہیں:

(الف) دوست　　(ب) محرم

(ج) پڑوسی　　(د) قریبی رشتہ دار

ہدایات برائے اساتذہ کرام	خاندان کی اہمیت پر تقریری مقابلہ کروائیں۔

احترامِ انسانیت

حاصلاتِ تعلم

⊙ احترام انسانیت کا مفہوم بیان کر سکیں۔ ⊙ احترام انسانیت کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔
⊙ احترام انسانیت کے منافی صورتوں سے اجتناب کر سکیں۔

احترامِ انسانیت کا مفہوم:

"احترام" کے معنی عزت اور قدر، فضیلت اور برتری کے ہیں۔ "احترام انسانیت" کا مطلب ہے انسان کی عزت اور بڑائی۔ انسان اشرف المخلوقات یعنی انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق ہے، اس کو دوسری تمام مخلوقات پر برتری حاصل ہے۔ یعنی اس کائنات میں ہر انسان کو عزت و فضیلت کا مرتبہ و مقام حاصل ہے۔ کسی بھی رنگ و نسل، مذہب و زبان، قوم اور ملک سے تعلق رکھنے والے ہر انسان کو دوسرے انسان کی جان، مال اور عزت کا تحفظ دینا "احترامِ انسانیت" کہلاتا ہے۔

احترام انسانیت کی اہمیت: اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام مخلوقات پر بڑا شرف اور عزت بخشی ہے۔ اس نے زمین و آسمان اور اس کے درمیان والی تمام اشیاء کو انسانوں کے فائدہ اور آسانی کی خاطر پیدا فرمائی ہیں، تمام چیزیں سب انسانوں کے لیے مشترکہ میراث ہیں۔ ہر انسان ان نعمتوں سے بہرہ ور ہو رہا ہے۔ انسانیت کے اس بڑے شرف کو قرآنِ کریم نے اس طرح بیان فرمایا ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا (سورۃ الاسراء: ۷۰) ترجمہ: ہم نے اولاد آدم کو عزت بخشی ہے، ہم نے ان کو خشکی اور تری میں سواری دی ہے، ان کو پاکیزہ چیزیں رزق دی ہیں، اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت سے نوازا ہے۔

MF English Center

انسان کو علم و عقل اور گویائی کی نعمت ملی، جس سے وہ اپنا مافی الضمیر مناسب پیرائے میں بیان کر سکتا ہے۔ یہ نعمتیں ایسی ہیں کہ سب انسان اس میں برابر ہیں۔ اسلام رنگ و نسل، زبان اور وطن کے امتیازات کو باطل قرار دیتا ہے۔ اس کے نزدیک بڑائی اور بزرگی کا معیار صرف تقویٰ اور اللہ تعالیٰ خوف کا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ (الحجرات:۱۳) ترجمہ: بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ اسلام سکھاتا ہے کہ دنیا کے تمام لوگ ایک ہی اصل سے ہیں۔ ترجمہ: تم کو ایک شخص سے پیدا کیا (یعنی اوّل) اس سے اس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت پیدا کر کے روئے زمین پر پھیلا دیئے۔ (النساء:۱)

قرآن مجید نے انسان کو اس کے صحیح منصب سے آگاہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین پر خلیفہ اور نائب بنایا ہے اس کو اس کی ذمہ داریوں کی اصل حیثیت سے آگاہ کر کے اسے بہت سے باطل معبودوں کی غلامی سے آزاد کر دیا اور اسے ذمہ دار اور باوقار بنا دیا، اسے بتایا گیا ہے کہ وہ صرف ایک اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند ہے، کسی کو کسی پر سوائے ایمان، علم اور تقویٰ کے کوئی فضیلت نہیں ہے۔ ان تمام آیات مبارکہ میں عمومی طور پر مجرد انسان کو ہی حیثیت دی گئی ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔

انسانیت اور دورِ جہالت: اسلام سے پہلے والے زمانہ کو ''دورِ جہالت'' کہا جاتا ہے، اس دور میں انسانیت کا احترام تقریباً لوگوں کے اندر سے ختم ہو چکا تھا۔ لوگ پتھروں، درختوں، دریاؤں، سمندروں، سورج، چاند، ستاروں اور دیگر طاقتور چیزوں کو محترم اور لائقِ عزت سمجھتے تھے۔ ان بے جان اور بے اصل چیزوں کو دیوتا مان کر ان کی پرستش کرتے، ان کے سامنے منتیں مانتے اور جانور لا کر نذر کے طور پر قربان کرتے، بعض مشرکین تو ان دیوتاؤں کا تقرب حاصل کرنے کے لیے اپنی اولاد تک ان کے سامنے قربان کر دیتے تھے۔

MF English Center

اسلام نے ایسے باطل خیالات اور رسومات کو رد کیا، ایک طرف انسانوں کو انسانیت کے احترام کا درس دیا اور دوسری طرف بڑائی، تکبر اور خود پسندی جیسی خصلتوں کو برا ٹھہرایا، حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے لوگوں میں یہ پیغام عام کیا کہ: اے انسانو! تم سب ایک ہی باپ کی اولاد ہو، جس کی پیدائش مٹی سے ہے، اس لیے تم میں سے بعض انسانوں کا اپنے آپ کو بڑا اور اونچا سمجھنا اور تکبر کرنا نہایت ناسمجھی اور جہالت کی بات ہے۔ (مسند احمد، حدیث: ۲۳۴۸۹)

احترامِ انسانیت کے منافی اشیاء: انسان پرہیز گاری اور حسنِ خلق کی وجہ سے ممتاز حیثیت رکھتا ہے اور ایسی بہت سی صفات اور عادات / باتیں ہیں جو احترامِ انسانیت کے منافی ہیں جن میں سے چند کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

- تکبر (نخوت و کبر) اللہ تعالیٰ یا مخلوق کے سامنے خود کو فکری، علمی، مالی یا نسبی اعتبار سے قابل فخر سمجھنا۔
- لوگوں کو حقیر سمجھنا، ان سے تمسخرانہ یا ہتک آمیز رویہ اختیار کرنا، اور الزام بازی کرنا۔
- لوگوں سے ظلم و زیادتی یا غیر منصفانہ طرز عمل کا مظاہرہ کرنا۔ ان کی عیب جوئی اور تجسس بازی کی کوشش کرنا۔
- اولاد میں چھوٹے بڑے، عقلمند، ناسمجھ یا بیٹے اور بیٹی کی بنیاد پر غیر مساوی سلوک کرنا۔
- کسی انسان کی جسمانی یا عملی کوتاہی کی بناء پر اسے طعن و تشنیع کرنا، برے القاب سے پکارنا یا اس کی کسی بھی قسم کی بے توقیری اور بے عزتی کرنا۔
- ایک دوسرے سے بداخلاقی، بدکلامی، یا ناشائستہ اندازِ گفتگو کا مظاہرہ کرنا۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

- طلبہ اپنے ماحول میں روزمرہ کی عملی زندگی میں احترام انسانیت کا کوئی اپنا واقعہ سنائیں۔ • احترام انسانیت کے منافی اعمال۔ باہمی مباحثہ کے بعد نکات کی صورت میں تحریر کریں۔

MF English Center

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جواب تحریر کریں:

۱۔ احترامِ انسانیت پر دس نکات تحریر کریں۔

۲۔ احترامِ انسانیت سے متعلق قرآنِ کریم کیا حکم دیتا ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں:

۱۔ احترامِ انسانیت کا مفہوم تحریر کریں۔

۲۔ احترامِ انسانیت کی منافی صورتیں تحریر کریں۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں احترامِ انسانیت تھا:

(الف) زیادہ (ب) کم

(ج) ختم (د) بہتر

۲۔ تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو والا ہے:

(الف) زیادہ تقویٰ والا ہو (ب) زیادہ مرتبے والا ہو

(ج) زیادہ علم والا ہو (د) زیادہ دولت والا ہو

ہدایات برائے اساتذہ کرام

اساتذہ کرام طلبہ اور طالبات کو کچھ ایسی شخصیات کے بارے میں معلومات فراہم کریں جو احترامِ انسانیت کے حوالے سے پہچانی جاتی ہیں مثلاً: عبدالستار ایدھی کا یتیموں اور محتاجوں کی دیکھ بھال کرنا۔

MF English Center

عدلِ اجتماعی

حاصلاتِ تعلّم

⊙ عدل اجتماعی کا مفہوم اور اسلام میں تصور بیان کر سکیں۔ ⊙ عدل اجتماعی کی اہمیت اور اثرات بیان کر سکیں۔ ⊙ دور حاضر میں عدل اجتماعی کی ضرورت اور صورتیں بیان کر سکیں۔
⊙ عدل اجتماعی کے فوائد (عادلانہ معاشرے کا قیام) بیان کر سکیں۔

عدل اجتماعی کا مفہوم:

عدل عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے لغوی معنی ہیں سیدھا کرنا، برابری کرنا۔ دو چیزوں کے درمیان موازنہ کرنا۔ دو حالتوں میں توسط اختیار کرنا۔ اصطلاح میں عدل کا مفہوم بہت وسیع ہے کسی چیز کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرنا اس طرح کہ دونوں میں کمی بیشی نہ ہو۔ کسی چیز کو اس کے صحیح مقام پر رکھنا۔ یعنی قول و عمل میں سچائی کی میزان کو کسی ایک طرف جھکنے نہ دینا، وہی کام کرنا چاہیے اور وہی بات کہنی چاہیے جو سچائی کی کسوٹی پر پوری اترے۔ نیز ہر شخص کے ساتھ بلا رو رعایت معاملہ کیا جائے جس کا وہ مستحق ہے۔ عدل کے مقابلے میں "ظلم" آتا ہے، یعنی کسی چیز کو بے موقع رکھنا۔ ایک ظالم کے ساتھ "عدل" یہ ہے کہ اسے ظلم سے نجات دلائی جائے۔

عدل کی اہمیت: اسلام امن و سلامتی کا دین ہے وہ دنیا کے لیے رحمت بن کر آیا ہے۔ اس نے ایک ایسے ضابطہ حیات کو مرتب کیا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر انسان زندگی کی حقیقی مسرتوں سے ہم کنار ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں اسلام نے عملی زندگی کے لیے سب سے زیادہ "عدل" پر زور دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ معاشرہ کی ہر طرح کی بے چینی اور خرابی کی اولین وجہ "عدل" سے انحراف ہے۔ معاشرہ میں خرابی اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب اس کے افراد

MF English Center

"عدل" کو چھوڑ دیں۔ اسلام نے عدل کے متعلق تمام پہلوؤں میں رہنمائی فرمائی ہے چاہے عدل اجتماعی ہو یا انفرادی، معاشی ہو یا معاشرتی، قانونی ہو یا سیاسی۔

عدل ہی معاشرے کے بہتر نظام کا ضامن ہے، اسلامی معاشرتی زندگی کا بھی یہی تقاضا ہے کہ لوگوں کے درمیان اور زندگی کے ہر شعبہ میں عدل و انصاف کو فروغ دیا جائے۔

قرآن کریم میں ارشاد پاک ہے ترجمہ: بے شک اللہ انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے اور بے حیائی اور بری بات اور ظلم سے منع کرتا ہے، تمھیں سمجھاتا ہے تا کہ تم سمجھو۔ (سورۃ النحل: ۹۰)

اس آیت کے نازل ہونے کا مقصد یہی ہے کہ تمام انسان اپنی اجتماعی زندگی میں عدل و انصاف کے ساتھ رہیں، ظلم و زیادتی کو ختم کریں تا کہ ان کی معاشرتی زندگی امن و سکون کا گہوارہ بن جائے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے ترجمہ: اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کرو، بے شک اللہ تمھیں بڑی اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے، یقیناً اللہ خوب سننے دیکھنے والا ہے۔ (سورۃ النساء: ۵۸)

"اور جب لوگوں کے درمیان تم فیصلہ کرنے لگو۔" کا مطلب ہے کہ فیصلہ کرنے والے کے لیے دونوں فریق برابر ہونے چاہییں، چاہے وہ دوست ہوں یا دشمن، اپنے ہوں یا پرائے، مسلم ہوں یا غیر مسلم، قریبی ہوں یا دور کے، امیر ہوں یا غریب، کسی بھی طرح کے ہوں فیصلہ کرنے والے کو غیر جانبدار ہو کر عدل و انصاف کا فیصلہ کرنا چاہیے۔

زندگی کے ہر شعبے میں "عدل" کی ضرورت ہے، خواہ اس کا تعلق ہماری اپنی ذات سے ہو یا مخلوق سے، اپنی ذات کے ساتھ عدل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے لیے لباس، خوراک، آرام وغیرہ کا مناسب انتظام کیا جائے۔ مخلوق سے عدل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے حقوق پوری پوری طرح ادا کیے جائیں اور ان میں کسی طرح کی بھی کوتاہی نہ کی جائے۔

MF English Center

عدل کی اقسام: (۱) عدل انفرادی (۲) عدل اجتماعی

عدل انفرادی: انسان اپنی انفرادی ذاتی زندگی میں اعتدال کا لحاظ رکھے چاہے جسمانی (کھانے پینے، سونے، خوشی، غمی وغیرہ) زندگی ہو یا روحانی (عبادات) زندگی، یا دنیاوی معاملات ہوں یا معاشی (کسب مال) زندگی ہو۔ ہر حال میں عدل/اعتدال اور توازن کو ملحوظ رکھا جائے۔

عدل اجتماعی: انسانی معاشرے میں انصاف یعنی معاشرہ کے افراد میں مساوات ہو اور ہر ایک کو اپنے حقوق حاصل ہوں۔

عدل اجتماعی کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

قانونی مساوات: معاشرے میں قانونی مساوات کا ہونا یعنی قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور قانون کو سب پر بالادستی حاصل ہو اس میں امیر ہو یا غریب، افسر ہو یا ماتحت، دوست ہو یا دشمن، اپنا معاملہ ہو یا دوسرے کسی کا، چھوٹا ہو یا بڑا کی کوئی تمیز نہ ہو۔

معاشی امور اور عدل اجتماعی: اسلام کے اقتصادی نظام میں ہر شخص اپنی صلاحیت اور پسند کے مطابق جائز ذریعہ معاش اختیار کرنے میں آزاد ہے۔ روزی کمانے کا کوئی جائز ذریعہ مثلاً: تجارت، زراعت، صنعت، ملازمت وغیرہ کسی شخص کے لیے ممنوع نہیں ہیں۔ روزی حاصل کرنے کے جتنے وسائل ہیں ان کو اللہ نے سارے بندوں کے لیے مہیا کیا ہے، اس لیے ان سے فائدہ اٹھانے کا سب کو یکساں حق حاصل ہے، اسلام کسی بے روزگار اور معذور کے لیے بنیادی ضروریات کا فراہم کرنا حکومت اور سوسائٹی کا فرض سمجھتا ہے تاکہ کوئی شخص معاشی ناانصافی کا شکار نہ ہو۔

عادلانہ معاشرے کا قیام: معاشرے میں تمام انسان بحیثیت انسان برابر ہیں۔ کسی کو کسی طبقے، خاندان، قوم یا علاقے سے تعلق رکھنے کی بنا پر فضیلت نہیں ہے ارشاد باری تعالی ہے: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (الحجرات: ۱۳) ترجمہ: لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور

MF English Center

تمھاری قومیں اور قبیلے بنائے۔ تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ نیز اسلام نے معاشرے میں تمام معاملات میں عدل کا حکم دیا ہے جس سے صالح عادلانہ معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

عدالتی امور میں عدل اجتماعی: اسلام نے "عدل" کا باقاعدہ نظام پیش کیا جسے "قضاء" یا "عدلیہ" کہا جاتا ہے۔ اس کی بنیاد اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اپنے دور مبارک میں رکھی۔ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو "عدل" کا اس قدر خیال رہتا تھا کہ آپ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ جب کہیں اپنے عمال روانہ فرماتے تو ان کی انتظامی قابلیت کے ساتھ ساتھ ان کی عدالتی قابلیت کے بارے میں بھی پورا پورا اطمینان کر لیتے۔

عدل اجتماعی کے اثرات: اسلام نے "عدل" کا جو تصور پیش کیا ہے وہ آج بھی بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور جو اصول و ضوابط پیش کیے ہیں وہ آج بھی اہل دنیا کے لیے مشعل راہ ہیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر دکھی انسانیت موجودہ مصائب و آلام سے نجات پا سکتی ہے۔ • معیشت میں عدل سے پورا معاشرہ خوشحال ہو جاتا ہے۔ • معاشرے میں عدل سے کوئی فرد بنیادی ضروریات سے محروم نہیں رہتا۔ • "عدل" زندگی کے تمام شعبوں میں توازن قائم کرتا ہے۔ • انسان کی زندگی اس وقت بہتر ہو سکتی ہے جب زندگی کے تمام عناصر میں خاص توازن و اعتدال ہو۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ عدل اجتماعی کو نظر انداز کرنے سے کون سی معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں؟

۲۔ آپ کی نظر میں عدل اجتماعی قائم کرنے کے لیے کیا تدابیر اختیار کرنی چاہییں؟

MF English Center

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ عدل اجتماعی کے معنی اور اس کا مطلب بیان کریں۔

۲۔ قرآنِ کریم عدل اجتماعی کے بارے میں کیا رہنمائی کرتا ہے۔

(ج) مندرجہ سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ عدل عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں:

(الف) انصاف قائم کرنا (ب) لوگوں سے اچھا سلوک کرنا

(ج) کسی چیز کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرنا (د) مظلوم کی دعا سے بچنا

۲۔ قرآنِ کریم میں حکم ہے عدل کرو، کیوں کہ وہ زیادہ قریب ہے:

(الف) نیکی کو (ب) تقویٰ کو

(ج) جنت کو (د) فرمانبرداری کو

۳۔ ملک میں عدل و انصاف قائم ہو گا تو معاشرہ بن جائے گا:

(الف) امن و سکون والا (ب) ترقی یافتہ

(ج) عام بھلائی والا (د) نیکی والا

ہدایات برائے اساتذہ کرام

اساتذہ کرام کو چاہیے کہ وہ طلبہ اور طالبات کو حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیبہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حیاۃ طیبہ کی روشنی میں عدل اجتماعی پر مضمون تحریر کروائیں۔

MF English Center

عفت وحیاء

حاصلاتِ تعلم

- عفت وحیاء کا مفہوم بیان کر سکیں۔ ⊙ عفت وحیاء کی فضیلت واہمیت سمجھ سکیں۔
- عفت وحیاء کے مظاہر واضح کر سکیں۔

عفت کے معنی اور مفہوم

"عفت" عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لفظی معنی ہیں پرہیزگاری اور پاکیزگی۔ اور عفت کا شرعی مفہوم ہے: پاک دامن رہنا، اخلاقی پاکیزگی اور نفسانی خواہشات کو قابو میں رکھ کر بے راہ روی، بدکاری، بے حیائی جیسے کاموں سے نفس کو محفوظ رکھنا۔ اس کے ساتھ دوسرا لفظ آتا ہے "عصمت" کا جس کی معنی ہے پاک دامنی، بے گناہی اور عزت۔ قرآن کریم میں سچے مومن کے کئی اوصاف بیان کیے گئے ہیں۔ جن میں سے ایک "عفت" ہے کہ: وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡنَ (المؤمنون: ۵) ترجمہ: اور (کامیاب مومن وہ ہے) جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ تو ایسے انسان کو عفیف / عفیفہ عفت والا (پاک دامن) کہا جاتا ہے۔

"حیا" کے لفظی معنی ہیں شرم اور غیرت، حیا کا مطلب ہے، انسان کے اندر ایک فطری اور اخلاقی صفت ودیعت کی گئی ہے، جس کے باعث وہ انسان خوفِ خدا کے جذبے کے تحت بے حیائی اور بداخلاقی جیسے ناشائستہ کام سے اپنے آپ کو بچالیتا ہے اور برائی سے دور بھاگنے کی کوشش کرتا ہے، تو ایسے انسان کو حیادار کہا جاتا ہے۔ انسان کی شرافت، عزت اور پاک دامنی کی بنیاد ہی حیاء پر ہے۔ جس آدمی میں یہ صفت جتنی زیادہ ہوگی وہ برائی اور گناہ کے کاموں سے اتنی زیادہ نفرت کرے گا اور احکامِ خداوندی اور اخلاقی اقدار کی پابندی کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان میں اپنے وجود کو برقرار رکھنے اور پیدائش وافزائش نسل کے لیے کچھ حیوانی اور نفسانی جذبات رکھ دیے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اسے عقل اور وحی کے ذریعے

MF English Center

جائز اور ناجائز میں تمیز بتادی ہے۔ جسم اور روح دونوں آپس میں لازم وملزوم ہیں اور دونوں کو مناسب توجہ دے کر ان کی نشوونما کا خیال رکھنا انسان کا فرض ہے۔ اسلام بھی یہ چاہتا ہے کہ انسان اپنے جسمانی تقاضوں کو عقل ودین کے ماتحت رکھ کر زندگی بسر کرے۔ جب کوئی انسان نفسانی خواہشات کو عقل ودین کے ماتحت رکھ کر قابو میں رکھتا ہے اور روحانیت کو حیوانیت پر غالب رکھتا ہے تو اسے عفت والا کہا جاتا ہے۔ اور جب وہ ناشائستہ کاموں سے خوفِ خدا کے جذبے کے تحت گریز کرتا ہے تو اسے حیادار کہتے ہیں۔

عفت وحیا کی فضیلت واہمیت:

عفت وحیا اسلامی اخلاق کی فہرست میں روح رواں اور جان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عفت وحیا کی تعلیم دی ہے اور اس خلق عظیم کو تمام اسلامی فضائل میں بڑا قرار دیا ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد گرامی ہے کہ: ترجمہ: ہر دین کے کچھ اخلاق ہیں اور اسلام کا اخلاق حیاء ہے۔(موطأ امام مالک، حدیث: ۲۶۳۴) دوسری حدیث میں ہے کہ: ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ حیادار اور پردہ پوشی کرنے والا ہے اور خود حیاء اور پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے۔(سنن ابی داؤد، حدیث: ۴۰۱۲)۔

حیاوغیرت مومن کی ایک اہم صفت ہے کیوں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اسے ایمان کی ایک شاخ قرار دیا ہے: والحیاء شعبة من الإیمان۔ (بخاری: ۹، مسلم: ۳۰) ترجمہ: اور حیاء ایمان کا ایک بڑا شعبہ ہے۔

حیا ایک ایسی صفت ہے جس کی وجہ سے انسان بڑے سے بڑے رذائل سے بچ جاتا ہے ۔ جبکہ جس شخص سے یہ صفت مفقود ہو جاتی ہے تو وہ کسی شر اور گناہ کے ارتکاب کی کوئی پرواہ نہیں کرتا نہ اس کو ندامت ہوتی ہے، اس صورتحال کے پیش نظر حضور کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ: ترجمہ: جب تم میں حیا ہی نہ رہے تو جو چاہے کرتے پھرو (سنن ابی داؤد، حدیث: ۴۷۹۷)

MF English Center

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ہمارے پیارے نبی حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سب سے بڑھ کر عفت و حیاء کے پیکر تھے، آپ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کسی پردہ نشین عورت سے زیادہ حیادار تھے اور کوئی ناپسند چیز دیکھتے تو ہمیں اس کا احساس آپ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے چہرے مبارک سے ہو جاتا جبکہ فحش باتوں سے آپ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو طبعی نفرت تھی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں جن میں سے حیاء بھی ایک بڑی شاخ ہے۔(بخاری: ۹، مسلم: ۳۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: یقیناً ایمان اور حیاء کا آپس میں گہرا تعلق ہے، جب ایک جاتا ہے تو دوسرا بھی چلا جاتا ہے۔(الادب المفرد للبخاری: ۱۳۱۳)۔ جب انسان اپنی حیا کو گم کر دیتا ہے تو وہ ایک وحشی درندے کے مانند ہو جاتا ہے اپنی خواہشات کے پیچھے دوڑتا ہے، اچھے سے اچھے جذبات کو روندتا ہے۔ وہ غریبوں کا مال غصب کرتا ہے اور اپنے دل میں رحم نہیں پاتا۔ مخلوق خدا کو مصائب میں دیکھتا ہے تو اس پر اثر تک نہیں ہوتا۔ اس کی خود پرستی نے اس کی آنکھوں پر تاریک پردہ ڈال رکھا ہے۔ جو انسان اس پستی تک پہنچ جائے تو سمجھ لیں کہ وہ انسانیت کی حدود سے باہر ہو گیا ہے۔

عفت و حیاء کے مظاہر: انسان کے عفت و حیاء کا تعلق نہ صرف اس کے کردار و عمل سے ہے بلکہ اس کی سوچ و فکر، گفتار و انداز میں بھی اس کی بڑی اہمیت ہے۔ چنانچہ ہر انسان اور خصوصی طور پر ایک مسلمان مرد و عورت کو اپنی طرز زندگی میں عفت و حیاء کو اولیت دینی چاہیے تا کہ وہ

MF English Center

معاشرے کے باعزت کارآمد شہری اور آخرت کے لیے مستعد افراد شمار ہو، ذیل میں وہ باتیں قابل توجہ ہیں جن میں عفت وحیاء کی عکاسی ہونا لازم ہے:

گفتار: مومن کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ گالی گلوچ، بد کلامی اور ناشائستہ انداز گفتگو اپنائے، بلکہ اس کو اچھی بات یا خاموشی اختیار کرنی چاہیے، اور نازیبا گفتگو سے بچنا چاہیے، اور فضول باتوں سے کراہت محسوس کرے یہ گفتار کی عفت وحیاء ہے۔

لباس: اسلام نے لباس کے دو مقاصد گنوائے ہیں، ایک اس میں ستر ہو دوسرا زینت بھی ہو، چنانچہ مرد وخواتین کو اپنے حیا اور پردہ کا لحاظ رکھتے ہوئے ایسا لباس اختیار کرنا چاہیے جس میں یہ مقاصد حاصل ہوں، اس اعتبار سے وہ لباس جو حیا اور پردہ داری کے خلاف یا دوسروں سے مشابہت رکھتا ہو وہ عفت وحیاء کے خلاف ہے۔

نشست وبرخواست: ایک سچے مومن کو اپنی روزانہ معمولات میں ہر وقت بے حیائی اور نازیبا سرگرمیوں سے اجتناب کرنا چاہیے، قرآن کریم مومن مرد وعورت کو حکم فرماتا ہے کہ وہ اپنی نظروں کو جھکا کر رکھیں اور اپنی عفت وعصمت کی حفاظت کریں اسی طرح وہ اپنی نظر اور سوچ کو بے حیائی والی بات پر مرکوز نہ کریں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ترجمہ: وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جو باتیں سینوں میں پوشیدہ ہیں ان کو بھی۔(الغافر:۱۹)

مجلس: انسان اپنی بعض گھڑیاں کسی مجلس، میٹنگ یا مشاورتی سرگرمی میں صرف کرتا ہے اس لیے جو بھی وقت آدمی دوسرے لوگوں کے ساتھ گذارتا ہے اس دوران بھی اس کی حرکات، سکنات، گفتگو اور انداز میں عفت وحیاء برقرار رہنا چاہیے۔

حیا کے تقاضے:

انسان اپنی زبان کو فحش باتوں سے پاک رکھے۔ بے حیائی کی بات زبان پر نہ لائے اور بری باتوں کے اظہار سے شرمائے۔ حدیث میں ہے کہ: حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت

MF English Center

میں (لے جانے والا) ہے۔اور بد کلامی بد اخلاقی کا حصہ ہے اور بد اخلاقی جہنم میں (لے جانے والی) ہے۔ (سنن ترمذی: ۲۰۰۹)

- انسان اپنے ساتھ رہنے والوں کے حقوق و مراتب پہچانے اور صاحب فضل سے اس کے علم و فضل کا احترام کرتے ہوئے اس کی آواز سے آوازِ بلند نہ کرے اور نہ اس سے آگے قدم بڑھائے، حدیث میں ہے کہ: جن سے سیکھو ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ۔

حیا کے مراتب: بعض حکماء نے حیا کے تین مراتب لکھے ہیں:

- احکام و اوامرِ خداوندی کی پابندی کرنا، اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچنا، نفسانی خواہشوں پر قابو رکھنا،اور موت کو یاد کرکے بُری خواہشات سے اجتناب کرنا۔
- لوگوں کو ایذاء رسانی سے باز رہنا۔
- خود انسان کا تنہائی میں اپنے آپ سے حیا کرنااور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کو حاضر سمجھ کر تمام گناہوں سے بچنا۔

موجودہ دور میں جدید ایجادات کی وجہ سے بے حیائی، عریانی اور فحاشی کی باتیں آسان اور سہولت سے دسترس میں آجاتی ہیں لیکن ایک مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ ایسی باتوں میں مبتلا ہو، یا ایسی باتوں کو پھیلانے کا سبب بنے کیوں کہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ترجمہ: جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی یعنی تہمت بدکاری کی خبر پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہوگا اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (النور: ۱۹)

MF English Center

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ عفت وحیاء کے مظاہر کیا ہیں؟ مثالوں سے واضح کریں۔

۲۔ عفت وحیاء کی فضیلت پر قرآن وحدیث کی روشنی میں نوٹ تحریر کریں۔

۳۔ دین اسلام میں عفت وحیاء کی کیا اہمیت ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ عفت وعصمت کا مفہوم کیا ہے؟

۲۔ حیاء کے لغوی معنٰی اور مطلب تحریر کریں۔

۳۔ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی صفت حیاء کو احادیث میں کس طرح بیان کیا گیا ہے؟

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں:

۱۔ عفت کے لفظ کے ساتھ دوسرا لفظ استعمال ہوتا ہے:

(الف) عصمت (ب) پاک دامنی

(ج) پرہیزگاری (د) پاکیزگی

۲۔ حیاء کو اہم شعبہ کہا جاتا ہے:

(الف) اسلام کا (ب) ایمان کا

(ج) شریعت کا (د) قرآن وسنت کا

MF English Center

۳۔ اسلام میں لباس کے جو دو مقاصد ہیں:

(الف) سادگی اور صفائی (ب) عمدگی اور نفاست

(ج) ستر اور زینت (د) سفیدی اور کشادگی

۴۔ حدیث میں ایمان کی شاخوں کی تعداد فرمائی گئی ہیں:

(الف) پچاس سے زیادہ (ب) ساٹھ سے زیادہ

(ج) ستر سے زیادہ (د) اسی سے زیادہ

۵۔ بعض حکماء نے حیاء کے مراتب بتائے ہیں:

(الف) دو (ب) تین

(ج) چار (د) پانچ

ہدایات برائے اساتذہ کرام	طلبہ و طالبات کو عفت و حیا کے اس سبق میں دی گئی احادیث بمعہ ترجمہ برزبان یاد کروائی جائیں اور ان کا تلفظ درست کروایا جائے۔

MF English Center

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

حاصلاتِ تعلم

- ⊙ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا حسب نسب اور ولادت باسعادت بیان کر سکیں۔
- ⊙ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا بچپن تحریر کر سکیں۔ ⊙ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعلیم وتربیت تحریر کر سکیں۔ ⊙ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کر سکیں۔
- ⊙ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی دینی خدمات بیان کر سکیں۔

MF English Center

حسب ونسب:

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا پورا نام حسین بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد شیرِ خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور والدہ خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہیں، یعنی والدہ اور والد دونوں طرف سے آپ ہاشمی اور صاحبِ شرف وفضیلت ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ اور القاب ''سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ''، ''سَيِّدُ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ'' اور ''رِيْحَانَةُ النَّبِيِّ'' ہیں، جبکہ امتِ مسلمہ میں آپ رضی اللہ عنہ ''شہیدِ کربلا'' کے لقب سے بھی یاد کیے جاتے ہیں۔

ولادتِ باسعادت:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت بی بی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر میں ابتدائی تواریخ شعبان سن ۳ یا ۴ ہجری کو مدینہ منورہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں

بھائی سیرت وصورت میں حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے مشابہ تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش پر آپ کے نانا آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی، پھر ساتویں دن آپ رضی اللہ عنہ کا نام "حُسین" رکھا، ساتھ ہی آپ رضی اللہ عنہ کے عقیقہ میں دو مینڈھے ذبح کیے۔ سر کے بال اتار کر دفن کیے گئے اور ان کے ہم وزن چاندی خیرات کی گئی۔

بچپن کا زمانہ:

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے بچپن کا زمانہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ، والدہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زیر سایہ پرورش میں گزرا۔ جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سات سال اور حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ چھ برس کے ہوئے تو ان کے شفیق و مہربان نانا کی رحلت ہو گئی، یہ غم ابھی بھرا ہی نہ تھا کہ کچھ ماہ بعد انی والدہ ماجدہ خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بھی اپنے دونوں نونہالوں کو داغِ مفارقت دے گئیں۔

حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ جب نماز میں مشغول ہوتے تو یہ دونوں ننھے نماز میں سجدہ کے دوران پیٹھ مبارک پر چڑھ جاتے تو آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ سجدہ کو لمبا کرتے اور آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کبھی انھیں منع نہیں فرمایا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا بچپن اپنے بھائی کی طرح اپنے گھر میں والدین رضی اللہ عنہما اور حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ گزرا، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کو پیار و محبت دیتے، اور ان سے عزت واحترام سے پیش آتے۔

MF English Center

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بچپن ہی سے بہت زیادہ ذہین و فطین اور اعلیٰ سیرت واخلاق کے مالک تھے، جس کا ثبوت درج ذیل واقعہ ہے: ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک آدمی وضو کر رہا ہے، لیکن اس کا وضو کرنے کا طریقہ درست نہیں تھا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: "اے چچا! ہم چھوٹے ہیں، وضو کر رہے ہیں، دیکھنا کہیں وضو میں غلطی تو نہیں کرتے۔" جب آپ رضی اللہ عنہ نے وضو کیا تو وہ آدمی دیکھ کر متنبہ ہو گیا کہ یہ دونوں تو وضو صحیح کر رہے ہیں، مگر میرا وضو درست نہیں۔

(بحار الانوار، امام مجلسی، ج ۴۳، ص ۳۱۹)

تعلیم و تربیت:

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ابتدائی تعلیم نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اور اپنے والدین سے حاصل کی۔ خصوصاً قرآن کریم کے معنی و مفہوم اور مطالب کی تعلیم والدین سے حاصل کی۔

والدہ کی وفات کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں صاحب زادوں کی تعلیم و تربیت نہایت ہی عمدہ نہج پر کی کہ ان کی زندگانیاں رہتی دنیا تک ایک مثال قائم ہو گئیں۔

فضائل:

سیدنا امام حُسین رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی فضیلت آپ رضی اللہ عنہ کا نبوت والے گھرانہ میں پیدا ہونا ہے کہ جس کے نانا نبی آخر الزمان حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ، نانی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، دادا حضرت ابوطالب بن عبد المطلب، دادی فاطمہ بنتِ اسد، والد حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ، والدہ خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور بھائی سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ہوں، اس سے بڑھ کر کیا

MF English Center

فضیلت ہو سکتی ہے۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی مبارک زبان سے آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (سنن ترمذی: ۳۷۸۱)

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مَنْ أَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي ترجمہ: جو شخص حسن اور حسین سے محبت کرتا ہے وہ گویا مجھ سے محبت کرتا ہے، اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ گویا مجھ سے بغض رکھتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۴۳)

ایک دفعہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کسی دعوت پر جا رہے تھے کہ مدینہ منورہ کی ایک گلی میں حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے بڑھ کر ان کو پکڑنے کے لیے اپنے ہاتھ پھیلائے۔ اس پر وہ اِدھر اُدھر بھاگنے لگے، آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اس کو ہنساتے ہوئے آخر میں پکڑ لیا، اور اس کی پیشانی چومتے ہوئے آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَيْناً، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْاَسْبَاطِ"۔ (حُسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے، جس کی حسین سے محبت ہو گی اللہ تعالیٰ اس کو محبوب رکھے گا۔ میرے نواسوں میں سے حسین ایک نواسہ ہے)۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۴۴)

سیدنا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ جب آخری ایام میں علیل ہو گئے تو خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے دونوں صاحب زادوں کے ساتھ

MF English Center

آپ کریم صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اباجان! آپ میرے ان بیٹوں کو کچھ عنایت کریں۔ تو رسولِ کریم صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اَمَّا الْحَسَنُ فَلَہٗ هَیْبَتِیْ وَ سُؤْدَدِیْ وَ اَمَّا الْحُسَیْنُ فَلَہٗ جُرْأَتِیْ وَجُوْدِیْ (المعجم الکبیر للطبرانی:۱۸۵۰۸) ترجمہ: ہم نے اپنی ہیبت و سرداری حسن کو اور جرأت و سخا حُسین کو عطا کی۔ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے محبت کرنا رسول اللہ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے محبت کرنا ہے اور ان دونوں سے بغض و عناد رکھنا نبی کریم صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے بغض و عناد رکھنا ہے۔

دینی خدمات، سیرت و کردار:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی دین اسلام کے احیاء اور قرآن و سنت کی اشاعت میں بے مثال خدمات ہیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہ درسِ قرآن مجید و حدیث شریف کے لیے مسجد میں بیٹھتے تو لوگوں کا بڑا حلقہ آپ رضی اللہ عنہ کے گرد جمع ہو جاتا، جب آپ رضی اللہ عنہ بولنے لگتے تو سب کے سب توجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو سنتے اور اپنی جگہ سے حرکت بھی نہ کرتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔

اس کے علاوہ مدینہ منورہ کے لوگ قرآنی آیات کی تشریح، احادیث مبارکہ اور دیگر شرعی مسائل معلوم کرنے کے لیے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اعلیٰ اخلاق اور پاکیزہ کردار کے مالک تھے۔ اس کے علاوہ عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ، سخاوت و شجاعت کے پیکر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں ۲۵ بار حج ادا کیے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی اخلاقِ حسنہ اور اوصاف حمیدہ سے لبریز تھی۔

MF English Center

شادی اور اولاد:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ۴ شادیاں کیں، جن سے اولاد بھی ہوئی جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

زوجہ	اولاد
حضرت لیلیٰ بنت ابی مرّۃ رضی اللہ عنہا	حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ (جو کربلا میں شہید ہوئے۔)
حضرت سلامہ (شہربانو) رضی اللہ عنہا	حضرت علی رضی اللہ عنہ (جو زین العابدین کے نام سے مشہور ہیں۔) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
حضرت قضاعیہ رضی اللہ عنہا	حضرت جعفر رضی اللہ عنہ
حضرت رباب بنت امرئ القیس رضی اللہ عنہا	حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ (جو کربلا میں شہید ہوئے۔) حضرت سُکینہ رضی اللہ عنہ (واقعہ کربلا میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھیں۔)

یزید کی بیعت سے انکار اور سانحہ کربلا:

یزید کی تخت نشینی کے بعد مدینہ منورہ کے گورنر ولید بن عقبہ نے یزید کے حکم سے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو یزید کی بیعت کرنے کے لیے بلایا، لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے بیعت کرنے سے انکار کیا اور مکہ مکرمہ روانہ ہوگئے۔ امام رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں چار ماہ قیام فرمایا۔ اس دوران کوفہ کے لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف خطوط بھیجے کہ آپ رضی اللہ عنہ کوفہ آجائیں، تاکہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کریں، آپ رضی اللہ عنہ کے سوا ہمارا کوئی پیشوا اور امام نہیں اس لیے کہ یزیدی حکومت میں اسلامی اقدار کی پامالی ہو رہی

MF English Center

ہے اور اسلامی احکامات کا تمسخر اڑایا جا رہا ہے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجا تاکہ وہ جا کر حالات کا جائزہ لیں۔ اس دوران یزید کو حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے آنے کے بارے میں اطلاع دی گئی، پھر یزید نے کوفہ کے گورنر حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے عبید اللہ بن زیاد کو گورنر مقرر کیا اور حکم صادر کیا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے نمائندے مسلم بن عقیل کو قید یا قتل کیا جائے۔

اسی دوران مسلم بن عقیل نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ آپ رضی اللہ عنہ کوفہ آجائیں اور کوفہ کے لوگ میرے ہاتھ پر آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر چکے ہیں۔ ادھر ابن زیاد نے مسلم بن عقیل کو شہید کروا دیا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ ۸ ذی الحجہ ۶۰ ہجری کو مکہ مکرمہ سے کوفہ کے لیے روانہ ہوئے۔ چوبیس دنوں کا نہایت طویل اور کٹھن سفر طے کر کے ۲ محرم الحرام ۶۱ ہجری کو مقام کربلا پہنچے۔ یزیدی لشکر کے کمانڈر عمر بن سعد نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو یزید کی بیعت پر اصرار کیا اور اس بات چیت کا سلسلہ دو محرم الحرام سے دس محرام الحرام تک چلتا رہا، مگر امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت اور باطل کے سامنے جھکنے سے صاف انکار کر دیا۔ بالآخر ۱۰ محرم الحرام ۶۱ ہجری کو حق و باطل کا معرکہ ہوا، جس میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے اہل و عیال اور جان نثاران کے ساتھ بھوک اور پیاس کی حالت میں شہید کر دیے گئے۔ اسی طرح حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے دینِ اسلام کی سربلندی اور کلمہ حق کی برتری کے لیے عظیم الشان قربانی دے کر عالمِ اسلام کے لیے ایک مثال قائم کر دی۔

آرام گاہ:

عراق کا شہر ''کربلا'' جو آج کل مشہور شہروں میں شمار ہوتا ہے، وہاں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارک واقع ہے اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کی آرام گاہ ہے۔

MF English Center

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بارے میں حضور کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے کیا فرمایا ہے؟

۲۔ واقعہ کربلا کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ اس پر ایک مختصر نوٹ تحریر کریں۔

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب بیان کریں۔

۲۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کے وضو کو کس طرح درست کروایا۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب پر " ✓ " کا نشان لگائیں:

۱۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی آخری آرام گاہ ہے:

(الف) کوفہ (ب) بصرہ

(ج) کربلا (د) مدینہ منورہ

۲۔ یزید نے کوفہ کا نیا گورنر بنایا تھا:

(الف) عبید اللہ بن زیاد کو (ب) ولید بن عتبہ کو

(ج) مسلم بن عقیل کو (د) نعمان بن بشیر کو

۳۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ۶۱ھ میں ہوئی:

(الف) ۱۰ محرم الحرام (ب) ۱۵ شعبان

(ج) ۱۲ ربیع الاول (د) ۱۰ شوال

MF English Center

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

حاصلاتِ تعلم

- حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی پیدائش اور حسب نسب بیان کر سکیں۔
- حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ذاتی اخلاقی اوصاف اور فضائل بیان کر سکیں۔
- حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی دینی جدوجہد اور کارنامے تحریر کر سکیں۔

نام و نسب: اسلامی تاریخ میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اپنی کنیت "ابو عبیدہ" سے پہچانے جاتے ہیں۔ تاہم آپ رضی اللہ عنہ کا اصل نام عامر بن عبداللہ بن جراح بن ہلال تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق قریش کی شاخ "بنو فہر" سے تھا، جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ قبیلہ بنو حارث میں سے تھی۔ جو مشرف باسلام ہوئیں۔ تاہم آپ رضی اللہ عنہ کے والد کفر کی حالت میں جنگ بدر میں قتل ہو گئے۔ اسلام کی حمیت میں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے نام میں غیر مسلم والد کا نام شامل کرنا گوارا نہ کیا اور دادا کی طرف نسبت کر کے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کہلانے لگے۔

ولادت: حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا خاندان اصل سے مکہ کا رہائش پذیر تھا، جہاں پر عام الفیل کے گیارہ برس بعد عبداللہ بن جراح فہری کے گھر میں آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ مکہ میں ہی آپ رضی اللہ عنہ پلے بڑھے۔

قبولِ اسلام: بعثت نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اعلان کے وقت حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ انتیس سال کے نوجوان تھے، جوانی کے جوش، آزادانہ ماحول کے اس دور میں بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذریعے جب اسلام کا آفاقی پیغام آپ رضی اللہ عنہ تک پہنچا تو بغیر کسی تردد کے فوراً اسلام لے آئے۔ اور سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے آٹھ لوگوں کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کا شمار ہوتا ہے۔

MF English Center

ذاتی خصائل واوصاف: حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ عمدہ خصائل واوصاف حمیدہ کے مالک تھے، آپ رضی اللہ عنہ پر حد درجہ کا اللہ تعالیٰ کا خوف غالب تھا، طبیعت میں تواضع اور زہد جیسی صفات کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی تھیں، جرأت وبہادری خاندانی ورثہ میں ملی تھی، آپ رضی اللہ عنہ نہایت سادہ کھاتے اور سادہ اوڑھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اسلامی لشکر کی قیادت اور شام کی ولایت سنبھالنے کے عہدے بھی حاصل ہوئے۔ تاہم آپ رضی اللہ عنہ کے قناعت وزہد پر ان چیزوں کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب آپ رضی اللہ عنہ شام و فلسطین کی مہم پر لشکر کے سپہ سالار تھے کہ ایک دن امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے خیمہ میں آ پہنچے تو وہاں تلوار اور ڈھال کے علاوہ کوئی اور سامان نہیں پایا تو فرمانے لگے: ’’(اے ابو عبیدہ!) ضرورت کا کچھ تو سامان اپنے پاس رکھ لیا کرو‘‘۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ: یَا اَمِیْرَالمومنین اِنَّ ھٰذَا سَیُبْلِغُنَا الْمَقِیْلَ۔ (اے امیر المومنین! ہماری یہی (سادگی والی) حالت ہمیں بہت جلد ہماری آسائش گاہ تک پہنچا دے گی)۔ (مصنف عبدالرزاق، کتاب الجامع، باب زھد الصحابۃ ۱۱/۳۱۱)

دوسری مرتبہ فلسطین کی فتح کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب ارضِ فلسطین میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے دولت خانہ پر کھانے کے لیے تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے سامنے سوکھی روٹی کے کچھ ٹکڑے پانی میں بھگو کر پیش کیے جو وہ خود بھی تناول کرتے تھے۔ اس وقت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’شام میں آکر سب ہی بدل گئے، لیکن ابو عبیدہ! ایک تم ہی ہو کہ اپنی وضع پر قائم ہو۔ الحمدللہ مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں (کہ عہدہ ومنصب کے باوجود) ان کی نظر میں سیم وزر کی کوئی حقیقت نہیں‘‘۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الزھد، حدیث: ۱۱۵)

MF English Center

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا قد لمبا، پتلا اور بدن کمزور و نحیف تھا، آپ رضی اللہ عنہ کی صورت و شکل تو بلا شبہ سادگی اور کمزوری کی عکاس تھی، لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی سیرت و کردار سے اسلام کے لیے وہ کارنامے سرانجام دیئے کہ آج بھی آپ رضی اللہ عنہ کا نام اسلام کے عظیم سپہ سالاروں میں شمار کیا جاتا ہے۔

فضائل و مناقب: حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے لیے سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ ایک مجلس میں رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے جن دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دنیا میں ہی جنتی ہونے کی خوشخبری دی تھی ان میں سے آپ رضی اللہ عنہ بھی ایک ہیں۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو جنگ بدر میں شرکت نصیب ہوئی، اور بدری صحابہ رضی اللہ عنہم تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک ممتاز شان رکھتے ہیں جن کی تعریف قرآن کریم میں بھی کی گئی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کر کے دو ہجرتوں کی سعادت حاصل کی۔

ہجرت کے نویں سال جب یمن کی طرف سے علاقے نجران کے بعض اہلِ کتاب حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں علمی مناظرہ کے لیے حاضر ہوئے اور ناکام ہو کر بالآخر جزیہ کے لیے آمادہ ہوئے تو انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہمارے اوپر جو بھی جزیہ مقرر فرمائیں گے ہم وہ ادا کریں گے۔ آپ ہمارے ساتھ ایک امین آدمی بھیجیے تو آپ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا: ھٰذَا اَمِیْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ (یہ شخص اس امت کا امین ہے)۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۴۳۸۰)

دینی جدوجہد اور کارنامے: حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جس طرح ایمان لانے میں سبقت حاصل کی اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے اس راہِ حق میں پیش آنے والی

MF English Center

آزمائشوں اور مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اور ہر موقعے پر استقامت سے قائم رہے۔ ساتھ ہی اسلام کی اشاعت کے لیے بھرپور جدوجہد کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ان بے مثال کاوشوں اور کارناموں سے تاریخِ اسلام کے اوراق بھرے ہوئے ہیں۔

جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے مدینہ منورہ کو باقاعدہ ایک اسلامی ریاست قرار دیا۔ اور مدینہ منورہ کے دفاع کو مضبوط کرنے کے لیے سن ۲ ہجری میں جہاد کی فرضیت ہوئی۔ تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے تمام غزوات میں بھرپور حصہ لیا، سن ۳ ہجری میں غزوہ احد کے وقت کفار کے حملہ میں جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا چہرہ انور زخمی ہو گیا اور جسم اطہر میں زرہ کی فولادی کڑیاں پیوست ہو گئیں تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دانتوں سے ان کو کھینچ کر نکالا جس سے ان کے دو دانت بھی ٹوٹ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی قائدانہ صلاحیتوں کو دیکھ کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فتح مکہ کے وقت پورے لشکرِ اسلام کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ایک جتھے کا امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بنایا۔

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ دونوں خلفاء کے خاص مشیروں میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو شام کے لیے لشکر کی سربراہی میں بھیجا تو تھوڑے عرصہ میں حمص، شام اور بیت المقدس فتح ہو گئے۔ ۱۶ ہجری اور ۶۳۷ء کو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے سامنے رومی سربراہ بیت المقدس مسلمانوں کے حوالہ کرنے پر راضی ہوئے۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں بیت المقدس مسلمانوں کے ماتحت ہو گیا اور فاتحِ شام و بیت المقدس جیسے اعزازات حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئے۔

MF English Center

وفات و مدفن: ان دنوں مسلمانوں کی فوجی چھاؤنی فلسطین کی نواحی علاقہ ''عمواس'' میں تھی کہ اچانک ''طاعون'' کی وبا پھیلنی شروع ہوئی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس لشکر کو دمشق کے قریب ''جولان'' علاقہ میں ''جابیہ'' کی طرف منتقل کر دیا، تاہم وبا کے اثرات اتنے پھیل چکے تھے کہ ہزاروں مسلمان فوجی شہید ہو گئے۔ جن میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بھی تھے، آپ رضی اللہ عنہ ۱۸ھ کو ۵۹ برس کی عمر میں اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آخری آرام گاہ مغربی اردن کے شہر ''دیر علا'' میں واقع ہے، جہاں ایک چھوٹی سی مسجد بھی قائم ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا خاندانی تعارف کیا ہے؟

۲۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی پیدائش کب ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو دادا کی طرف کیوں منسوب کیا؟

۳۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو '' اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ '' کیوں کہا گیا؟

۴۔ ''سریہ سیف البحر'' میں مسلمانوں کی خاص مدد کا کون سا واقعہ پیش آیا؟

۵۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی سادہ زندگی سے کوئی ایک مثال پیش کریں۔

ME English Center

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب پر " ✓ " کا نشان لگائیں:

۱۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا نام تھا:

(الف) عبداللہ (ب) عمر

(ج) عمران (د) عامر

۲۔ "اَمِیْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ" لقب تھا:

(الف) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا (ب) حضرت زید رضی اللہ عنہ کا

(ج) حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا (د) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا

۳۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے دو ملکوں کی طرف ہجرت کی:

(الف) حبشہ و مدینہ منورہ (ب) مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ

(ج) شام و فلسطین (د) طائف و مدینہ منورہ

۴۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب تھا:

(الف) شہادت (ب) طاعون کی وبا

(ج) بخار (د) دل کا دورہ

ہدایات برائے اساتذہ کرام

اساتذہ کرام کو چاہیے کہ وہ طلبہ وطالبات کو بیت المقدس کی موجودہ صورتحال سے واقف کرائیں۔ اور اس سلسلہ میں ایک مذاکرہ کا اہتمام کریں۔

MF English Center

جابر بن حیان

حاصلاتِ تعلم

⊙ جابر بن حیان کا نام و نسب اور حالات زندگی بیان کر سکیں۔ ⊙ جابر بن حیان کے سائنسی کارنامے اور تصانیف تحریر کر سکیں۔

تعارف: جابر بن حیان مشہور مسلمان سائنسدانوں میں سے ایک ہیں، جن کو علم کیمیا میں "بابائے کیمیا" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ علم کیمیا کے علاوہ، فلکیات، طب، جیومیٹری، فلسفہ، منطق، سیاسیات وادب میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کامل مہارت حاصل تھی۔

نام و نسب: آپ کا پورا نام جابر بن حیان بن عبداللہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہے اور لقب "صوفی" اور کنیت "ابو موسیٰ" ہے۔ ان کے آباؤ اجداد خراسان و طوس سے تعلق رکھتے تھے، جہاں ۱۰۲ ہجری کو قبیلہ ازد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔ ان تمام نسبتوں کی وجہ سے وہ اپنی کتابوں کے اوپر نام کے ساتھ "کوفی"، "ازدی"، "طوسی" یا "صوفی" لکھتے ہیں۔ اہل یورپ ان کو "Gaber" کے نام سے جانتے ہیں۔

حالاتِ زندگی: جابر کے والد حیان بن عبداللہ اصل میں شام کے رہنے والے تھے، جہاں کے سیاسی و اقتصادی حالات کی ابتری کی وجہ سے وہ نقل مکانی کر کے طوس میں سکونت پذیر ہو گئے، حیان بن عبداللہ عطر کا کاروبار کرتے تھے، اس لیے طوس میں آتے ہی انھوں نے اپنی آبائی حرفت کی بدولت وہاں "خوشبو کی دکان" لگائی۔

دکان بننے کے کچھ مہینے بعد جابر کی ولادت ہو گئی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی تعلیم وہیں طوس میں اپنے والد محترم کی زیرِ نگرانی ہوئی۔ ساتھ ہی وہ جب اسکول کے کام سے فارغ ہوتے تو سیدھے آکر اپنے والد کے ساتھ دکان پر بیٹھ جاتے۔ پہلے تو صرف دیکھتے اور وہاں موجود چیزوں کے بارے میں پوچھتے لیکن بعد میں اپنے والد کا کاروبار میں باقاعدہ ہاتھ بٹانے

MF English Center

لگے۔ ساتھ ہی اس کی دلچسپی دکان میں موجود عطر، خوشبوؤں، خوشبو بنانے کے لیے کام آنے والی جڑی بوٹیوں، پودوں، پھولوں اور دیگر چیزوں کی طرف بڑھنے لگی۔ اپنے والد سے معلومات لیتے، چیزوں کو پرکھتے پھر اس کے بارے میں تجربات کرتے اور ان کے خواص ذہن نشین کرتے۔ حیان اپنے بیٹے کی دلچسپی کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کو حتی الوسع موضوع کے متعلق کتابیں اور معلومات فراہم کرتے رہے ساتھ ہی اس کو قدیم فلاسفروں کے بارے میں بھی بتاتے تھے۔

جب جابر بن حیان کے والد وفات پا گئے تو انھوں نے اپنے والد کی وصیت کو یاد کرتے ہوئے پھر سے نئے جذبے کے ساتھ اپنی تعلیم پر توجہ دی، آپ کے اساتذہ میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کی وصیت تھی کہ "تم خوب محنت سے کام لو، ایک دن ضرور تمہارا شمار بڑے بڑے سائنس دانوں میں ہوگا"۔ اس بات کو یاد کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ طبعیات، ریاضی اور دیگر علوم کی تحصیل میں مشغول ہو گئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر تیس برس ہوئی تو اپنے خاندان کو لے کر "کوفہ" منتقل ہو گئے۔

سائنسی کارنامے: جابر بن حیان نے دواسازی اور دھات سازی میں بہت سے تجربات کیے اور نئی نئی چیزیں دریافت کیں اور خاص طور سے علم کیمیا سے متعلق اصول وضع کیے جو آج تک قابل اعتبار سمجھے جاتے ہیں۔

جڑی بوٹیوں اور پھلوں کو گرم کر کے ان سے عرق نکالنے کے لیے انھوں نے "قرع انبیق" نامی آلہ تیار کیا، جس کو آج کے زمانے میں قرنفل کہا جاتا ہے۔

انھوں نے "گندھک کا تیزاب"، نمک کا تیزاب"، کاربونیٹ آرمینک سلفائیڈ"، "خضاب بنانے کا طریقہ"، "دھات کو کشتہ بنانے"، لوہے پر وارنش کرنے کے طریقے ایجاد کیے۔ یہ پہلا کیمیادان تھا جس نے مادہ کی تین حصوں میں درجہ بندی کی۔ نباتات، حیوانات اور

MF English Center

معدنیات۔ پھر معدنیات کو بھی تین حصوں میں تقسیم کیا: بخارات میں تبدیل ہونے والی اشیاء، آگ پر پگھلنے والی اشیاء اور وہ اشیاء جو گرم ہو کر پھٹ جائیں۔

سابقہ مطالعہ اور تجربات کی بنیاد پر انھوں نے دواسازی، طب اور دھات سازی کے بارے میں غور و خوض کر کے بہت سی چیزیں ایجاد کیں، جو پہلے کسی نے بھی معلوم نہیں کی تھیں، مختلف دھاتی اجزاء اور کیمیائی عوامل کے ذریعے انھوں نے ایک مادہ مائع حالت میں تیار کیا جو ہر چیز کو جلا رہا تھا، اس کا نام "تیز آب" سے "تیزاب" پڑ گیا۔ اس طرح ان کی کاوشوں سے ایک نئے سائنسی فن "کیمیا" کی بنیاد پڑ گئی۔

جابر بن حیان کی تصانیف: جابر بن حیان کو کثیر التصانیف لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے، ان کے رسائل اور کتب کی تعداد ۲۳۲ سے تجاوز کر جاتی ہے، ایک قول کے مطابق ان کی پانچ سو سے زیادہ تالیفات تھیں جن میں سے اکثر زمانہ کے حالات کی نذر ہو کر ضایع ہو گئیں۔

جابر بن حیان کی بہت سی عربی کتابیں لاطینی اور پھر لاطینی سے انگریزی زبان میں ترجمہ ہو کر یورپ تک پہنچ گئیں، اس طرح ان کی بدولت یورپ علم کیمیا سے روشناس ہوا۔

ان کتابوں میں سے "ایضاح"، "الخواص الکبیر"، "المیزان" علم کیمیا سے متعلق ہیں۔ جب کہ دیگر کتب فلکیات، طبیعات، جیومیٹری، فلسفہ و منطق اور علم سیاسیات کے بارے میں ہیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

۱۔ جابر بن حیان کی علم کیمیاء میں خدمات تحریر کریں۔

۲۔ جابر بن حیان کی تصانیف کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

MF English Center

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

۱۔ جابر بن حیان کے خاندان اور جائے پیدائش کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۲۔ جابر بن حیان کے والد کا کون سا کاروبار تھا ؟

۳۔ جابر بن حیان بغداد کس طرح پہنچے اور وہاں ان کا کیسے استقبال ہوا؟

۴۔ جابر بن حیان کی کون سی مشہور ایجادات ہیں؟

۵۔ جابر بن حیان رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں سے علم کیمیا سے متعلق کتابوں کے نام بتایئے۔

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب پر "✓" کا نشان لگایئے:

۱۔ جابر بن حیان کے دادا کا نام تھا:

(الف) عبید اللہ (ب) عبدالرحمٰن (ج) عبداللہ

۲۔ جابر بن حیان کے خاندان کا نام تھا:

(الف) قریش (ب) صدیقی (ج) ازد

۳۔ جابر بن حیان کے والد کا کاروبار تھا:

(الف) لکڑیاں بیچنے کا (ب) خوشبو کا (ج) چمڑا تیار کرنے کا

۴۔ جابر بن حیان کی مشہور ایجاد ہے:

(الف) کمپیوٹر (ب) بلب (ج) تیزاب

۵۔ عرق نکالنے کے لیے انھوں نے ایجاد کیا:

(الف) مٹکا (ب) قرع انبیق (ج) بوتل

ہدایات برائے اساتذہ کرام

اساتذہ کرام کو چاہیے کہ طلبہ وطالبات کو (۱) جابر بن حیان کی تصنیفی خدمات پر خاص طور پر رہنمائی کریں۔ (۲) مسلمانوں کی سائنسی خدمات پر ایک مذاکرہ منعقد کریں۔

MF English Center

حضرت محمد راشد روضہ دھنی رحمۃ اللہ علیہ

حاصلاتِ تعلم

- ⊙ حضرت محمد راشد روضہ دھنی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت اور بچپن تحریر کر سکیں۔
- ⊙ حضرت محمد راشد روضہ دھنی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت اور روحانی سلسلہ بیان کر سکیں۔
- ⊙ حضرت محمد راشد روضہ دھنی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی، روحانی و مجاہداتی خدمات بیان کر سکیں۔

تعارف: سرزمین سندھ ہمیشہ سے مردم خیز خطہ رہا ہے، جس میں وہ بزرگ ہستیاں پیدا ہوئیں جن کی وجہ سے سندھ کو علم وادب اور امن و سکون کی سرزمین شمار کیا جاتا ہے۔ ایسی بزرگ شخصیات میں سے سندھ کی مایہ ناز شخصیت حضرت محمد راشد روضہ دھنی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک ہیں۔

آپ کا پورا نام سید محمد راشد بن محمد بقا بن محمد امام شاہ ہے، جب کہ آپ کا لقب روضہ دھنی (روضہ والا) اور کنیت ابو یاسین ہے۔ حضرت محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ سندھ کے مشہور سادات قبیلہ "راشدی خاندان" کے جد امجد ہیں، آپ کا سلسلہ نسب چھتیس پشتوں کے بعد حضرت امام حسین بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔

حضرت محمد راشد کے خاندان کے جدامجد حضرت سید علی مکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنھوں نے دینِ اسلام کی اشاعت کی خاطر اپنا وطن چھوڑا اور کوسوں دور آکر سندھ کے قدیم شہر سیوستان (سہون) کے قریب "لک آری" میں سکونت اختیار کی۔ اس وجہ سے آپ کا خاندان "لکیاری" مشہور ہوا۔

لکیاری سادات میں مشہور بزرگ حضرت شاہ صدر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے حضرت سید محمد بقاء شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے جید عالم اور عارف باللہ اور باکمال بزرگ تھے۔ جو حضرت محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی تھے۔

ولادت باسعادت: حضرت پیر محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت رمضان المبارک ۱۱۷۱ھ میں خیر پور میرس کے قریب ایک گاؤں رحیم ڈنو کلھوڑو میں ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ رمضان المبارک میں دودھ پیتے اس بچہ کی یہ عادت ہوگئی کہ سحری کے وقت اپنی والدہ کا دودھ پی کر سارا دن روزہ داروں کی طرح گذارتے اور مغرب کی اذان کے وقت پھر دودھ کے لیے اپنی والدہ سے چمٹ جاتے۔ چنانچہ اس رَوِش کے سبب آپ کو "روزہ دھنی" (روزہ والا) کہا جانے لگا، بعد میں آپ کے روضہ (مزار) کی طرف منسوب کر کے آپ کو "روضہ دھنی" (روضہ والا بزرگ) کہا گیا۔

بچپن کا زمانہ: پیر سید محمد راشد روضہ دھنی رحمۃ اللہ علیہ نیک بخت والد کے سعادت مند فرزند تھے، جس کے آثار آپ کی ابتدائی زندگی سے ہی نمایاں تھے۔ آپ کے بچپن کا زمانہ تلاوتِ قرآن اور ذکر الٰہی کرنے والی والدہ کی گود میں گذرا۔ اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیل کود اور فضول کاموں میں مشغول ہونے کی بجائے آپ کا اکثر وقت گھر کے پاکیزہ اور روحانی ماحول میں گزرتا جس کے باعث آپ کو بچپن سے ہی علم و عرفان سے شغف ہوگیا۔ حصولِ علم کی عمر کو پہنچنے تک اپنے گھر اور والدین کے زیرِ سایہ رہے۔

تعلیم و تربیت: حضرت سید محمد بقار حمۃ اللہ علیہ نے اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے لیے خصوصی طور پر وقت مقرر کر رکھا تھا، اور آپ نے سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ان کے دوسرے بھائی بہنوں کو گھر پر ہی اپنے پاس ابتدائی تعلیم دینے کا سلسلہ شروع کیا۔ ابتدا سے ہی وہ اپنی اولاد کی ذہن سازی کے لیے ان سے فرماتے:

بیٹا! ہم جو آپ کو یہ ظاہری علوم کی تعلیم دینے کے لیے کوشاں ہیں اس کا مقصد یہ نہیں کہ آپ محض دنیاوی اغراض میں قاضی و عالم کہلاتے رہیں بلکہ شریعت مطہرہ کی واقفیت اور سنت کا اتباع ہے جس میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔

MF English Center

حضرت محمد راشد اپنے والدِ گرامی کے علاوہ حافظ زین الدین مہیسر رحمۃ اللہ علیہ اور میاں محمد اکرم گھمرو رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ابتدائی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ مزید تعلیم کے لیے آپ کو شکارپور کے مشہور بزرگ شاہ فقیر اللہ علوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتب میں بٹھایا گیا۔ یہ بزرگ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد تھے۔ ایک مرتبہ جب آپ کے والد سید محمد بقا شاہ رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ میں آئے تو آپ کو معلوم ہوا کہ مدرسہ کے عام طلباء کے کھانے کی بجائے ان کی اولاد کو عمدہ اور الگ کھانا دیا جاتا ہے تو آپ نے فرمایا: ''جہاں روٹی کے ساتھ سالن ملتا ہو وہاں علم نہیں حاصل ہو سکتا''۔ چنانچہ پھر آپ کو اپنے بھائی سید علی مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ موجودہ ضلع نوشہرو فیروز کے شہر کوٹری محمد کبیر کے مشہور عالم مخدوم یار محمد صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں داخل کیا گیا۔ جہاں سے حصولِ تعلیم کے بعد آپ کو لاڑکانہ کے قریب ''آریجہ گاؤں'' کے استاذ الکل حضرت مولانا محمد آریجوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا گیا اور وہاں سے تمام علوم میں سند فراغت حاصل کی۔

روحانی سلسلہ وسلوک وعرفان: حضرت محمد راشد روضہ دھنی نے سلوک کی ابتدائی تربیت اپنے والد گرامی حضرت محمد بقا شاہ سے سلسلہ نقشبندیہ اور پھر قادریہ طریقے میں حاصل کی۔ سید محمد بقا شاہ سلسلہ قادریہ میں جھنگ پنجاب کے حضرت عبدالقادر خامس جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور سلسلہ نقشبندیہ میں مخدوم محمد اسماعیل پریاں لوئی سے بیعت تھے۔ چنانچہ ستائیس برس کی عمر میں آپ اپنے والد گرامی حضرت محمد بقا شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین مقرر ہوئے۔ اور شریعت و طریقت اور ذکر خداوندی اور سنت نبوی کی اشاعت میں اہم کردار ادا فرمایا۔

علمی، روحانی اور مجاہدانہ خدمات: حضرت محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف علوم روحانی میں کامل تھے بلکہ ظاہری علوم خاص طور پر تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف، تاریخ، لغت اور دیگر علوم وفنون میں بھی کامل دسترس رکھتے تھے۔ آپ کو فارسی اور عربی زبانوں کے ساتھ غیر معمولی

لگاؤ تھا، آپ کی وسعتِ مطالعہ اور کتب بینی کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت کوئی نہ کوئی کتاب ہاتھ میں رہتی۔ آپ کے پاس ایک بڑا کتب خانہ بھی تھا، لوگوں کو کتابوں کا شوق دلانے کے لیے آپ فرماتے: ” جو کوئی بھی مہنگی کتابیں خریدے گا، اس کی اولاد سے کبھی علم ختم نہ ہوگا۔“

حضرت محمد راشد عوام کو رشد و ہدایت اور دین کی دعوت کی طرف بلاتے رہتے اور جو وقت بچتا تو تصنیف و تالیف میں مصروف رہتے۔ چنانچہ ”جمع الجوامع“ فارسی لغت چار ضخیم جلدوں میں، آداب المریدین، مکتوبات، شرح اسماء اللہ الحسنیٰ اور جامع سندھی کلام آپ کی مشہور تصانیف ہیں، جبکہ آپ کے مواعظ، اقوال و احوال کا مجموعہ ”ملفوظات شریف پیر محمد راشد روضہ دھنی کے نام سے مشہور ہے جو آپ کے خلفاء نے مرتب کیے۔

حضرت محمد راشد روضہ دھنی کے علمی فیض کے ساتھ آپ کا روحانی فیض کئی ہزار لوگوں کے قلوب کے لیے اکسیر ثابت ہوا۔ اپنے والدِ گرامی سے سلوک میں خلافت حاصل کرنے کے بعد آپ سندھ کے علاوہ پنجاب، کچھ بھوج، راجھستان گجرات، کاٹھیاواڑ اور بلوچستان تک سفر کر کے لوگوں کو علمی و روحانی فیض دیتے رہے۔ اس کے علاوہ سماج کے اند غلط رسوم و بدعات کو ختم کرنے میں بھی آپ نے مجاہدانہ کردار ادا فرمایا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہندوستان کے اندر جس طرح شرک و بدعات کے خلاف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاد کر کے سنتِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو جلاء بخشی اور لوگوں کے دلوں میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت اور عقیدت کو راسخ کیا، اسی طرح حضرت محمد راشد روضہ دھنی نے سندھ کے اندر یہ کارنامہ سرانجام دیا۔ آپ کے سلسلہ روحانی اور تعلیمات کو پھیلانے میں آپ کی اولاد (پیران پگاڑہ اور پیران جھنڈو) اور خلفاء نے اہم کردار ادا کیا جس کے اثرات آج بھی موجود ہیں۔

MF English Center

وفات: علم و عرفان کے اس عظیم پیشوا نے یکم شعبان المعظم ۱۲۳۴ہجری کو وصال فرمایا، آپ کی عمر ۶۳ برس تھی۔ آپ کو درگاہ شریف گاؤں رحیم ڈنو کلھوڑو میں دفنایا گیا، لیکن بعد میں سن ۱۲۵۰ ہجری کو دریاء سندھ کی طغیانی کے باعث آپ کو موجودہ شہر پیر جو گوٹھ، کنگری ضلع خیرپور میرس میں منتقل کیا گیا۔ جہاں آپ کا روضہ اور خانقاہ موجود ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات لکھیں:

ا۔ حضرت محمد راشد روضہ دھنی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و روحانی خدمات تحریر کریں۔

۲۔ حضرت محمد راشد روضہ دھنی رحمۃ اللہ علیہ کو "روضہ دھنی" کا لقب کیوں دیا گیا؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات لکھیں:

ا۔ حضرت محمد راشد روضہ دھنی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندانی نسب بیان کریں۔

۲۔ حضرت محمد راشد روضہ دھنی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم کہاں سے حاصل کی؟

(ج) مندرجہ ذیل سوالات کے درست جواب پر " ✓ " کا نشان لگائیں:

ا۔ حضرت محمد راشد روضہ دھنی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلۂ نسب ملتا ہے:

(الف) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے　　(ب) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے

(ج) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے　　(د) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے

MF English Center

۲۔ آپ کا "گاؤں رحیم ڈنو کلھوڑو" واقع ہے:

(الف) شکارپور میں (ب) سکھر میں

(ج) خیرپور میرس میں (د) نواب شاہ میں

۳۔ حضرت محمد راشد روضہ دھنی رحمۃ اللہ علیہ کی اقوال واحوال پر مشتمل کتاب ہے:

(الف) سندھی کلام (ب) تحفۃ السالکین

(ج) جمع الجوامع (د) ملفوظات شریف

۴۔ اسلام کی اشاعت کے لیے آبائی وطن چھوڑ کر سکونت اختیار کی:

(الف) سیہون (ب) لک آری

(ج) آمری (د) میہڑ

ہدایات برائے اساتذہ کرام

وہ طلبہ وطالبات کو حضرت پیر محمد راشد روضہ دھنی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کی خدمات سے آگاہ فرمائیں خاص طور پر:

- آزادئ وطن میں "حُر" تحریک کا کردار۔
- پیر جھنڈو میں مدرسہ دارالرشاد اور مکتبہ کا قیام۔
- اس خاندان پر "پاگارہ" اور "پیر جھنڈہ" نام پڑنے کی وجہ تسمیہ۔

MF English Center